بائبل کا تحقیقی جائزہ



بشیر احمد

بائبل کا تحقیقی جائزہ

بشیر احمد ایم۔اے
(فلیچر سکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی یو ایس اے)

- بائبل کے ارتقاء اور تدوین کی در پردہ داستان
- تحریف اور متن میں تبدیلیوں کے شواہد
- قدیم نسخوں اور تراجم کا تنقیدی مطالعہ
- اسلام، عیسائیت اور یہودیت

اسلامک سٹڈی فورم (ISF)
پوسٹ بکس نمبر 639 راولپنڈی

نام کتاب .... بائبل کا تحقیقی جائزہ

مصنف .... بشیر احمد

تاریخ اشاعت 2003ء

تعداد 250ء

کمپوزنگ .... محمد نعیم، مشتاق حسین

ناشر .... عبدالرشید، اسلامک سٹڈی فورم، راولپنڈی

قیمت .... -/150 روپے

ملنے کا پتہ .... پوسٹ بکس نمبر 639، راولپنڈی

مصنف کی دیگر کتب

1۔ قادیان سے اسرائیل تک

2۔ بہائیت، اسرائیل کی خفیہ سیاسی تنظیم

3۔ Ahmadiyyah Movement British-Jewish Connections

4۔ فری میسنری۔ اسلام دشمن خفیہ یہودی تنظیم

اسلامک سٹڈی فورم (ISF)

پوسٹ بکس نمبر 639 راولپنڈی

انتساب

رئیس المناظرین مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ

کے نام

اسلامک سٹڈی فورم

ISF

اسلامک سٹڈی فورم کا قیام 1993ء میں عمل میں آیا۔ یہ اہل علم حضرات کا ایک مختصر سا حلقہ ہے جس کا مقصد دینی موضوعات پر تحقیق کرنا ہے اس کا سیاست یا کسی بھی سیاسی اور مذہبی جماعت، تنظیم یا ادارے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں نہ ہی یہ این جی او ہے۔

فورم کا بنیادی مقصد اسلامی تعلیمات کو متعارف کرانا اور ملک عزیز پاکستان کی سلامتی، استحکام اور ترقی کیلئے امن، یک جہتی اور باہمی یگانگت کو فروغ دینا ہے اس کے روح رواں بشیر احمد صاحب ہیں۔

گزشتہ سالوں میں فورم نے بہائیت، قادیانیت اور فری میسنری پر تحقیقی کتب پیش کیں جن کو علمی حلقوں میں بہت پسند کیا گیا موجودہ تالیف میں بائبل میں تحریف کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

ناشر

عرض مولف

میں نے ابتدائی تعلیم مجددیہ ہائی سکول بھابڑہ خانہ راولپنڈی میں حاصل کی سکول کے ہیڈ ماسٹر محمد شفیع مرحوم کا تعلق سرہندبسی سے تھا۔ تمام اساتذہ دینی تعلیم پر بہت زور دیتے تھے میرے اتالیق منشی امداد حسین نے مجھے اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرایا اور میری اخلاقی تربیت کی خدا انہیں جزائے خیر دے۔

میں نے بائبل کا سرسری مطالعہ مشن ہائی سکول راولپنڈی میں کیا مزید مطالعے کا موقع گورڈن کالج راولپنڈی میں ملا، بحث ومباحثہ کرسچن سٹڈی سینٹر راولپنڈی میں کرتا رہا، جہاں میرے پرانے اساتذہ ڈاکٹر عبدالقیوم ڈسکوی، پروفیسر یوسف جلیل وغیرہ موجود ہوتے تھے اس گفتگو سے مختلف موضوعات پر مسیحی نقطہ نظر سمجھنے میں مدد ملی۔ ایک زمانے میں سٹڈی سینٹر میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ بکھرا پڑا تھا جواب کہیں اور منتقل کردیا گیا ہے اس وقت کے لائبریرین ولیم صاحب اور فادر گبریل نے نہایت فراخ دلی سے مجھے ان کتب سے استفادہ کی سہولیات مہیا کیں۔ سٹڈی سینٹر کے اراکین نے ہمیشہ تعاون کا مظاہرہ کیا جس کیلئے میں ان کا ممنون ہوں۔

امریکہ میں قیام کے دوران میں نے یہودیت، عیسائیت اور بائبل پر بہت سی کتابیں دیکھیں اور مختلف عیسائی فرقوں کے رہنماؤں سے بات چیت کی۔ میرا ایم اے کا ایک پیپر اسلام کے موضوع پر تھا میرے اساتذہ میں مشہور عیسائی پروفیسر جناب مجید خدوری اور جناب سید حسین نصر شامل تھے جن کی شخصیات تعارف کی محتاج نہیں ان کے ساتھ اسلام اور عیسائیت کے کئی پہلوؤں پر تبادلہ خیال ہوا جس سے میری علمی استعداد میں اضافہ ہوا

گزشتہ عشرے میں پاکستان میں عیسائیت اور بائبل پر کئی اچھی کتابیں شائع ہوچکی ہیں جن میں محترم شیخ محمد حفیظ صاحب ادارہ انٹرفیتھ پبلی کیشنز اسلام آباد کی انگریزی تصنیفات، مکرم سینئر ساجد میر صاحب کی نہایت عمدہ اور منفرد کتاب ،عیسائیت تجزیہ ومطالعہ، باطل کے خلاف صف آراء جناب متین خالد صاحب کی مرتب کردہ کتاب ،عیسائیت کے تعاقب میں' قابل ذکر ہیں۔ جناب ڈاکٹر سفیر اختر صاحب کی ادارت میں نکلنے والے ماہنامے اسلام اور عیسائیت اسلام آباد میں بھی بہت عمدہ مضامین شائع ہوتے رہے جو ڈاکٹر صاحب کے اعلیٰ علمی ذوق اور تحقیقی ژرف نگاہی کے آئینہ دار ہیں۔

میں نے اس کتاب میں بائبل کے ارتقاء، اسکی تدوین وتشکیل کے مراحل اور اسمیں پائی جانیوالی مختلف قسم کی تحریفات پر بحث کی ہے اس کیلئے مختلف انسائیکلوپیڈیاز میں بائبل، یہودیت، عیسائیت وغیرہ پر مقالات کو بطور بنیادی ماخذ استعمال کیا ہے، ہر باب کے آخر میں بعض کتب مزید مطالعے کیلئے درج کردی ہیں۔

تحریف کے موضوع پر محترم جناب عبدالستار غوری صاحب نے رسالہ رینے سانس (Renaissance) اگست 2003ء المورد لاہور میں عہد نامہ جدید میں تحریف کے موضوع پر ایک عمدہ مضمون شائع کیا ہے اور اسی رسالے میں عہد

نامہ قدیم پر نومبر 2003ء کے شمارے میں ایک قابل قدر مضمون تصنیف کیا ہے جس میں کئی باتیں ہماری تالیف سے مطابقت رکھتی ہیں۔

میں محترم امتیاز احمد عثمانی صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے نہایت مفید آراء سے نوازا اور بعض دینی کتب مہیا کیں مکرم شکیل عثمانی صاحب نے مسودے پر نظر ثانی فرمائی اور اس کی اصلاح کی اور کئی اہم مشورے دیئے۔ جناب ظفر اللہ بیگ صاحب اسسٹنٹ پروفیسر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد نے قیمتی مواد مہیا کیا اور مسلسل حوصلہ افزائی کرتے رہے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

یہ کتاب منظر عام پر نہ آتی اگر جناب مسعود صاحب کا پرخلوص تعاون شامل حال نہ ہوتا جس کے لئے میں ان کا مشکور ہوں۔

یکم دسمبر 2003

ب۔ ر

فہرست

یہودیت (حصہ دوم)

عیسائیت

باب 1

عیسائیت

عیسائیت دنیا کا ایک بڑا مذہب ہے عیسائیوں کی آبادی دنیا کی آبادی کے تقریباً 40% پر مشتمل ہے اس مذہب کے پیروکار دنیا کے تقریباً ہر خطے میں موجود ہیں۔ ان کو عیسائی، مسیحی، نصرانی اور کرسچن کے ناموں سے پکارا جاتا ہے یہ کئی فرقوں میں بٹے ہیں، مغربی طاقتیں اس مذہب کی پشت پناہی میں پیش پیش ہیں یہ چند عقائد اور رسومات کا مجموعہ بن کر رہ گیا ہے۔ عیسائی اسلام کو اپنا سب سے بڑا حریف قرار دیتے ہیں۔

پس منظر

عیسائیت کی ابتداء پہلی صدی عیسوی میں ہوئی۔ حضرت عیسیٰ ایک یہودی گھرانے میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش کے وقت یہودیت رو بہ زوال تھی یہودی رومیوں کے محکوم تھے اور مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ فریسی توریت پر کار بند تھے اور یونانی فلسفہ وفکر کے مخالف تھے۔ صدوقی توریت کے علاوہ باقی کتب انبیاء کو بھی مانتے تھے۔ وہ قدامت پسند تھے اور ہیکل کے امور کے کرتادھرتا تھے۔ حضرت مسیح ؑ کی بعثت سے قبل یہودیوں کی ایک جماعت اسینی (Essene) تھی یہ خاموش اقلیت راہبانہ زندگی بسر کر رہی تھی۔ وادی قمران سے ان کے صحائف ملے ہیں جو چھاپ دیئے گئے ہیں وہ ایک آنے والے نجات دہندہ کے منتظر تھے۔ حضرت مسیحؑ کی بعثت سے قبل مقابیوں نے رومن حکومت کو شکست دے کر ایک صدی (167ق۔63ق م) تک فلسطین پر اپنا قبضہ برقرار رکھا۔

63ق م میں رومیوں نے ان کو شکست دے کر فلسطین پر دوبارہ تسلط جمالیا۔ حضرت مسیحؑ کی بعثت رومن عہد میں ہوئی۔ حضرت مسیحؑ کی آمد نے یہودیوں کے لئے یہ سوال پیدا کر دیا تھا کہ یہودی قانون (شریعت) کا کیا مستقبل ہوگا۔ اور کیا حضرت مسیحؑ اپنے دعوؤں میں سچے ہیں؟ یہودیوں کی مرکزی مذہبی کونسل سنھدرین (Sandhrin) نے ان امور پر بحث کی اور پیش آمدہ مسائل کا جائزہ لیا۔

حضرت مسیحؑ کا انداز تبلیغ اور فقیہوں اور فریسیوں پر ان کی تنقید نے یہودیوں کو آنے والے خطرات کا احساس دلا دیا تھا۔ اس لئے انہوں نے انہیں مصلوب کرانے کی کوشش کی۔

عہد نامہ جدید New Testament

عہد نامہ جدید 27 کتب پر مشتمل ہے۔ اس میں چار اناجیل متی، مرقس، لوقا، یوحنا، رسولوں (حواریوں) کے اعمال، پولوس رسول کے 13/14 خطوط، 7/8 عام خطوط (Catholic Letters) اور یوحنا عارف کا مکاشفہ (Revelation) شامل ہے۔ بائبل یونانی زبان میں کتاب کو کہتے ہیں اور مسلمہ کتب کو (Canon or Holy

(Scripture) کہا جاتا ہے۔ تین اناجیل ۔ متی، مرقس اور لوقا اناجیل متوافقہ (Synoptic Gospels) کہلاتی ہیں کیونکہ ان کا مواد ایک جیسا ہے یوحنا کی انجیل ان سے مختلف نوعیت کی ہے۔

عہد نامہ جدید سوا صدی کی تاریخ پر مشتمل ہے یہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے شروع ہو کر 125ء کے قریب ختم ہو جاتا ہے۔ بائبل یا کتاب مقدس عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں پر مشتمل ہے۔ عبرانی بائبل کی 24 کتب کو الگ الگ کتاب میں تبدیل کر کے عیسائیوں نے ان کو 39 کتب بنا دیا ہے اس طرح بائبل میں 39 + 27 = 66 کتب ہیں۔

یہاں اس بات کی وضاحت کر دی جائے کہ اپوکریفا کی تیرہ کتب کو عہد نامہ قدیم میں شامل کرنے پر عیسائیوں میں اختلاف ہے لیکن عہد نامہ جدید کی 27 کتب پر اتفاق ہے۔ اس لئے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں کلیساء اتنی کتب مانتا ہے تو یہ عہد نامہ قدیم کی تعداد میں تبدیلی ہوتی ہے عہد نامہ جدید میں نہیں ان تیرہ غیر مستند کتب اپوکریفا کو مختلف عیسائی فرقے مختلف انداز سے اپنی مقدس کتاب کینن (Canon) میں شامل کرتے ہیں۔

انجیل کی زبان

آج تک عہد نامہ جدید کا کوئی اصل نسخہ (Autograph) نہیں ملا چوتھی صدی عیسوی کے تین یونانی زبان کے نسخے ملے ہیں۔[1] جو زیادہ مشہور ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ چاروں اناجیل یونانی میں تحریر ہوئیں البتہ حضرت مسیحؑ کی زبان آرامی (Aramaic) تھی۔ عہد نامہ جدید کا کوئی اصل آرامی، عبرانی یا سریانی (Syraic) نسخہ دستیاب نہیں ہوا۔ یونانی اس عہد کی مقبول عام زبان تھی اکثر یہودی دونوں زبانیں بولتے تھے۔ متی اور لوقا کی مادری زبان یونانی تھی۔ مرقس کی مادری زبان آرامی تھی لیکن اس نے انجیل یونانی میں لکھی۔ عبرانی یہودی احبار و رہبان کی زبان تھی جس میں عہد نامہ قدیم مرقوم تھا یہ زبان عام مستعمل نہ تھی۔[2]

لوقا کی یونانی کو سب سے عمدہ مانا جاتا ہے اس کے بعد متی اور مرقس آتے ہیں یوحنا کی انجیل کے لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا جسم عبرانی ہے اور لباس یونانی ہے پولوس کی یونانی کلاسیکی انداز کی ہے۔[3]

حضرت مسیحؑ کی بعثت Advent of the Christ

حضرت مسیح ابن مریمؑ کی صحیح تاریخ پیدائش، مقام پیدائش اور دیگر حالات و تعلیمات کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لئے ہمیں اناجیل اربعہ کا سہارا لینا پڑتا ہے متی کی انجیل کے مطابق ان کی پیدائش بیت اللحم میں رومی شاہ ہیرودؔ کے عہد (37 ق م ۔ 3 ق م) میں ہوئی۔ لوقا کی انجیل کے مطابق ان کی پیدائش 4 یا 3 ق م میں ہوئی مقام پیدائش کے متعلق اناجیل میں اختلاف ہے بعض بیت اللحم اور بعض گلیل کا علاقہ ناصرہ بتاتے ہیں۔ ان دو علاقوں میں تقریباً دو سو میل کا فاصلہ ہے زیادہ اتفاق بیت اللحم کے علاقہ پر ہے۔

عیسیٰ عبرانی لفظ یسوع کا معرب ہے یہ لفظ لاطینی اور یونانی میں جیزس Jesus بن گیا۔ حضرت عیسیٰؑ کے ابتدائی

حالات کے متعلق اناجیل میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں ۔ دیگر ذرائع میں رومی مورخ ٹاسیٹس (Tacitus)، سیوٹونیس (Suectonius) یہودی مورخ جوزیفس کی تحریرات اور تالمودی متن شامل ہے جن میں حضرت مسیح کے متعلق بہت ہی کم معلومات ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔[4] مرقس کی انجیل اور یوحنا کی انجیل میں ان کی معجزانہ پیدائش کا تذکرہ نہیں اور نہ ہی بچپن اور جوانی کے واقعات کی تفاصیل ہیں جب کہ متی اور لوقا معجزانہ پیدائش کا ذکر کرتے ہیں لوقا کہتا ہے کہ جب حضرت مسیح آٹھ دن کے تھے تو ان کا ختنہ ہوا بارہ سال کی عمر میں انہوں نے ہیکل میں یہودی راہبوں سے بعض سوالات کیے۔[5]

مرقس اور متی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا آبائی پیشہ اپنایا اور بڑھئی کا کام شروع کیا آپ کے اور بہن بھائی بھی تھے۔[6] بعض عیسائی فرقے حقیقی بہن بھائی نہیں مانتے ان بہن بھائیوں کو چچازاد بہن بھائی قرار دیتے ہیں۔

یوحنا (حضرت یحییٰ) جن کو انجیل میں یوحنا بپتسمہ دینے والا کہا گیا ہے۔ حضرت مسیح کے ہم عصر تھے اناجیل کے مطابق حضرت عیسیٰ جب 30 برس کے ہوئے تو اس وقت یوحنا گلیل میں مسیح کی آمد کی بشارت دے رہے تھے جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ یہود کو رومی سلطنت کی غلامی سے نجات دلائے گا۔ وہ دریائے اردن کے کنارے رہتے تھے اور شہد اور ٹڈیاں کھاتے تھے۔ حضرت مسیح نے ان سے بپتسمہ لیا پھر جنگلوں میں چالیس دن تک عبادت کی مرقس کی انجیل کے مطابق انہوں نے جنگلی جانوروں میں وقت گزارا فرشتے ان کی نگہبانی کرتے تھے۔[7] ان کو شیطان نے ورغلانے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے بہکاوے میں نہ آئے۔[8]

جنگل سے واپس آکر وہ گلیل گئے تو ان کو معلوم ہوا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کو رومی قیصر کے حکم سے قتل کر دیا گیا ہے انہوں نے حضرت یحییٰ کے پیغام کو آگے بڑھایا اور خدا کی بادشاہت کے قیام کا اعلان کیا۔

حضرت مسیح کے ابتدائی بارہ پیروکاران کے حواری یا مذہبی اصطلاح میں رسول کہلاتے ہیں ان میں کچھ مچھیرے اور کچھ دوسرے ادنیٰ پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد تھے ایک (متی) ٹیکس وصول کرنے والا تھا جس کو معاشرے میں اچھی نظر سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ نے پہلے پہل یہودی عبادت گاہوں میں جا کر خدا کا پیغام سنایا۔ ہیکل میں انہوں نے سود خور یہودیوں اور کاہنوں سے گٹھ جوڑ کر کے قربانی کے جانور مہنگے داموں بیچنے والوں کو مار بھگایا اناجیل اربعہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ لوگوں سے میل جول بڑھاتے تھے بیماروں اور کوڑھیوں کو شفایاب کرتے بدارواح نکالتے (Exorcism) اور معجزات دکھاتے تھے انہوں نے معاشرے کے پس ماندہ طبقوں کے علاوہ بدکردار عورتوں اور سماج سے نکالے گئے افراد کو بھی تبلیغ کی۔

مسیح کا تصور

مسیح کا تصور ایک ایسے نجات دہندہ کے طور پر یہودی لٹریچر میں مستعمل ہے جو ان کو سیاسی اقتدار دلائے گا۔ حضرت عیسیٰ نے کھل کر اپنے دعوے مسیحیت کا اعلان نہ کیا۔ مسیح کے بعد تین اور یہودیوں نے مسیح موعود ہونے کے دعوے

کے لیکن دو کو رومی حکمرانوں نے قتل کر دیا ایک ناکامی کی موت مرا۔ یہودیوں کی مذہبی کونسل سنھدرین نے مسیح کی مخالفت کے برعکس ان کے خلاف نہ کوئی مقدمہ چلوایا اور نہ ہی ان کے مصلوب کرانے کی کوشش کی انہوں نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ وہ حضرت مسیح کی بعثت کے بعد اتنے خائف ہو چکے تھے کہ یہودی ربیوں کی کتاب مشنہ (200ء) میں ایسی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ بار قتبہ نے (132ء) میں رومن حکومت کے خلاف بغاوت کی جس کو کچل دیا گیا۔ اکثر یہودی اسکو مسیح موعود مانتے تھے۔[9]

یہودی شریعت

عہد نامہ جدید کے مطابق حضرت مسیحؑ نے یہودی شریعت میں بعض تبدیلیاں کیں۔ سبت کی پابندیوں اور رسمی طہارت کے معاملات کو ترک کر دیا اور باطنی صفائی پر زور دیا انہوں نے یہودی فقیہوں اور فریسیوں کی مخالفت کی جو مقدس کتب کے محافظ اور ان کے مفسر اور عالم کہلاتے تھے۔ انہوں نے توریت کے بعض احکامات طلاق وغیرہ پر اپنی تعلیم پیش کی۔ متی کی انجیل کے مطابق انہوں نے بعض یہودی تعلیمات کو رد کر دیا عام لوگوں نے ان کو خدا کا فرستادہ مانا لیکن ان کے حواریوں نے ان کو خدا کا بیٹا کہا۔

حضرت مسیحؑ کا مشن لگ بھگ دو سال تک جاری رہا یہودیوں نے ان کی سخت مخالفت کی اور اناجیل کے مطابق یہودی کونسل سنھیدرین کے اکابر خصوصاً ہائی پریسٹ کیفا اس نے رومی گورنر پلاطوس (Pontius Pilate) سے مل کر ان کو مصلوب کرایا۔ ان کے گلے میں تختی لٹکائی گئی جس پر لکھا تھا یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے عیسائی عقیدے کے مطابق مصلوب ہونے کے تین دن بعد انہوں نے موت پر فتح پائی اور زندہ ہو کر اپنے پیرکاروں سے ملے۔[10] مصلوب ہونے کے چالیس دن بعد وہ بعض لوگوں کے سامنے آسمان پر چلے گئے ابتدائی عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ وہ جیسے آسمان پر گئے ویسے ہی واپس آئیں گے۔[11] حضرت مسیحؑ کے آسمان پر جانے کے دس روز بعد یہودی تہوار شاوت (Shavuat) کے موقع پر ان کے بعض پیروکاروں نے اجنبی زبان میں کلام کیا اور کہا کہ ان پر روح القدس کا اثر ہے۔ پینٹی کوسٹل (Penticostal) عیسائی فرقہ ایسے عقائد کا پرچار کرتا ہے۔

مختصراً یہ کہ حضرت مسیحؑ آرامی زبان بولتے تھے گلیل کے دیہاتی علاقے سے ان کا تعلق تھا شہری یونانی کلچر سے وابستہ نہ تھے۔ وہ پیشہ ور فقیہ (Scribe) نہ تھے بلکہ غیر پیشہ ور استاد تھے ان کی تعلیمات فریسیوں اور اسینی فرقے کے نظریات سے مطابقت رکھتی تھیں۔ وہ روحانی معالج اور بد ارواح نکالنے کے ماہر (Exorcist) سمجھے جاتے تھے۔[12] یہودیوں میں ربی حنینہ بن دوسا کو بد ارواح نکالنے کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ یہودی حضرت مسیحؑ کی مخالفت کی وجہ سے ان کی اس سے مثال دیتے تھے۔ حضرت مسیح نے پہلے گلیل پھر یہودہ میں شہرت پائی انہوں نے بپتسمہ کی تعلیم نہ دی جو موجودہ عیسائیت میں مروج ہے۔

حضرت مسیح کے حواری

حضرت مسیحؑ کے حواری کسی باقاعدہ یہودی تنظیم یا جماعت میں شامل نہ تھے نہ ہی انہوں نے کوئی اپنی الگ تنظیم بنائی نہ وہ یہودی کتب کے عالم اور ماہر تھے نہ کسی خاص قسم کی رسومات اور دعاؤں میں حصہ لیتے تھے۔ ان کی تعداد 12 بتائی جاتی ہے جو اسرائیل کے 12 قبائل کی وجہ سے مقرر کی گئی وہ پڑھے لکھے طبقے میں شمار نہیں ہوتے تھے کتاب اعمال میں ہے کہ پطرس اور یوحنا ان پڑھ تھے۔ (اعمال۔ 4 : 13)

مسیح کے حالات و تعلیمات

یہودی عیسائیت

ابتدائی عہد میں عیسائیت یہودیت ہی کا ایک فرقہ تھا جن یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو تسلیم کیا وہ اپنی کتاب (عہد نامہ قدیم) پر کار بند رہے۔ اس عہد کی عیسائیت کو یہودی عیسائیت (Jewish Christianity) کہا جاتا ہے ان کے عبادت کے وہی طریقے تھے جو یہودیت میں مروج تھے ان کے معابد سنا گاگ تھیں۔ پولوس کی تعلیمات کی ترویج اور 70 ء میں ہیکل کی تباہی کے بعد ان کا وجود مٹتا چلا گیا۔ ان کا مرکز روم تھا۔ ان کی تمام کتب ناپید ہو گئیں جن میں حضرت مسیحؑ کے متعلق انکے عقائد اور نظریات درج تھے۔ [13]

عیسائیوں کی ابتدائی دو نسلیں تحریری کام سے الگ رہیں (یوحنا 8 : 8 - 16) ابتداء میں پولوس نے مختلف کلیساؤں کے نام تبلیغی خطوط لکھے جن میں بعض نصائح اور مسیحی عقائد بیان کئے گئے ہیں حضرت مسیحؑ نے اپنی کوئی تحریر نہیں چھوڑی۔ ان کے چالیس سال بعد تحریری کام کی ضرورت محسوس کی گئی جب ان کی آمد ثانی کی امید ختم ہو گئی۔ حضرت مسیحؑ کے ابتدائی پیروکاران کی آمد ثانی پر قوی یقین رکھتے تھے اور خدا کی بادشاہت کے قیام کے قائل تھے یہ کیسی بادشاہت تھی اس کا واضح تصور نہیں ملتا۔ اناجیل کے مطابق یوحنا سے بپتسمہ لینے کے بعد حضرت مسیحؑ پر روح القدس کا نزول ہوا یہ خدا کی قوت کا مظہر تھا جو ان کی بادشاہت کے قیام کے تصور سے وابستہ تھا۔ بدارواح کے نکالنے کو بھی حضرت مسیحؑ نے آسمانی بادشاہت کے قیام کی دلیل قرار دیا۔ انجیل متی میں ہے حضرت مسیحؑ نے کہا اگر میں خدا کی روح کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہوں تو خدا کی بادشاہی تمہارے پاس آ پہنچی ہے (28:12)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی ابتدائی دور کی تعلیمات بعض پیش گوئیوں اور شاندار مستقبل کی امیدوں پر مبنی یہودی لٹریچر اپوکلپس (Apoclypse) سے وابستہ تھیں۔ پولوس رسول کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیحؑ کا نزول ثانی اس کی زندگی میں ہوگا۔ (تھسلنیکیوں کے نام خط 4: 16) اس لئے ابتدائی عیسائیوں نے کسی مذہبی لٹریچر کی ضرورت محسوس نہ کی۔ [14]

زبانی روایات

حضرت مسیحؑ کے حالات اور تعلیمات کے متعلق لٹریچر تیار نہ کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ انکے پیروکار روح القدس کی

تائید یافتہ زبانی روایات کو تحریری مواد پر ترجیح دیتے تھے ان کے نزدیک زندہ آواز کو بے جان کتب پر فوقیت حاصل تھی (لوقا 4 - 16 :22) دوسری صدی کے آخر کے مسیحی رہنما پاپیاس Papias (60 - 130ء) اور جسٹن مارٹائر (Justin Martyr 100 - 165ء) اسی عقیدے پر قائم تھے۔ ایک اور وجہ یہ تھی کہ حضرت مسیحؑ اور ان کے حواریوں کا یہودی نوشتوں پر (جو یونانی میں Haigraphai کہلاتے تھے) پورا ایمان تھا اور وہ اسے مقدس کتاب قرار دیتے تھے حضرت مسیحؑ نے خود ناصرہ کی ایک یہودی عبادت گاہ میں ربیوں کی طرز پر کتاب یسعیاہ کا ایک اقتباس پڑھ کر اس کی تفسیر بیان کی تھی۔ واضح رہے کہ حضرت مسیحؑ کی بعثت تک یہودیوں کی مقدس کتاب کے پہلے دو حصے تیار ہو چکے تھے تیسرا حصہ تحریرات اس میں شامل نہ تھا۔ ان کی کتاب کو 90ء میں جانیا (یروشلم) کی کونسل میں حتمی صورت دی گئی۔ حضرت مسیحؑ کے پیروکار عبرانی بائبل کی بجائے اس کے ہفتادی یونانی ترجمے کو استعمال کرتے تھے جو تیسری صدی ق م میں یونانی زبان میں سکندریہ مصر میں تیار ہوا اور عبرانی بائبل سے مختلف تھا۔ پولوس ترکی کا یہودی تھا وہ فلسطین کے ربی جمائیل کا شاگرد تھا۔ بعض محقق اس بات کو نہیں مانتے البتہ وہ یہودی عالم تھا۔ اور یہودیوں کی مقدس کتب سے واقف تھا وہ خود ربیوں کے انداز میں اپنے موقف کی تائید کے لیے استدلال کرتا تھا۔ اس لئے یہودی کتاب مقدس کی موجودگی میں نئی کتاب کی ضرورت محسوس نہ کی گئی۔[15]

عہد نامہ جدید میں ہمیں عہد نامہ قدیم کے 350 حوالے (Quotation) ملتے ہیں جن میں سے 300 حوالے ہفتادی یونانی ترجمے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ غیر مستند کتب (اپوکریفا) کے حوالے بھی موجود ہیں۔ عہد نامہ جدید میں یہوداہ کے خط میں حنوک نبی اور استقبال موسیٰ (Assumptions of Moses) (حضرت موسیٰ کے آسمان پر جانے) کا حوالہ درج ہے جو غیر مستند لٹریچر (اپوکریفا) کا حصہ ہے۔[16] اس کے علاوہ ان کتب کے حوالے بھی بائبل میں موجود ہیں۔[17] پہلی صدی عیسوی میں عیسائیوں نے جن یہودی کتب سے اپنے موقف کی تائید کے لئے استدلال کیا ان میں عہد نامہ قدیم کی کتاب یسعیاہ (دوم) اور زبور (مزامیر) 2 اور 10 شامل ہیں۔

پولوس کا اختیار

پولوس رسول ابتداء میں یہودی لٹریچر سے حوالے دے کر اپنا موقف واضح کرتا تھا (کرنتھیوں کے نام خط (5- 2:15) سے استدلال کرتا تھا (پیدائش 17:5-6 بحوالہ رومیوں کے نام خط 17:4) کتب انبیاء (رومیوں 1-17) اور زبور (رومیوں 3-4) پیش کر کے اپنے نظریات بیان کرتا تھا۔

پہلے پہل پولوس نے یہودی لٹریچر ہی سے حوالے دیئے پھر اس نے خداوند یسوع مسیحؑ کے کلام کا نام لیا (تھسلنیکیوں اول 4 - 15) اور اسکے ساتھ اپنی مذہبی اتھارٹی کو الگ طور پر پیش کیا (کرنتھیوں اول - 7) بعد میں وہ حضرت مسیحؑ کی طرف سے مبینہ ہدایت ملنے اور اپنے ایک مکاشفہ (گلتیوں 1 - 12) کی آڑ میں اپنی مذہبی اتھارٹی کو باضابطہ طور پر پیش کرنے لگا (گلتیوں 1 :18 - 19) اور اپنے لیے رسول کا لفظ استعمال کرنے لگا (لوقا 6 : 12- 16)، مرقس (3-3)، متی 10 : 1 - 14) پولوس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس کا کلام خدا کا کلام ہے (کرنتھیوں اول : 7- 13 2) اور اس کے خطوط کلیسا میں پڑھے جائیں (کلسیوں 4 - 16) پولوس کے علاوہ یوحنا عارف نے اپنے مکاشفے میں جو

بائبل کے آخر میں درج ہے اپنے کلام کو خدا کا کلام بتایا (مکاشفہ 1 - 2) پطرس حواری نے بھی پولوس رسول کے خطوط کو مقدس صحیفے قرار دیا (پطرس کا دوسرا خط 15 - 16)

پولوس کون تھا؟

پولوس Saul یا پال ایک غیر فلسطینی یہودی تھا جس کی پیدائش کا وہی زمانہ ہے جو حضرت مسیحؑ کی پیدائش کا تھا اس کا تعلق یہود کے فریسی فرقے سے تھا اور وہ طرسوس (موجودہ ترکی) کا باشندہ تھا اس نے رومی شہریت حاصل کی اور یہودی ربی جمالئیل (Gamaliel) کے مکتب فکر کے علماء سے تعلیم حاصل کرنے لگا۔ پہلے عیسائیت کا مخالف تھا شام کے سفر کے دوران اس نے بتایا کہ حضرت مسیحؑ نے اس پر ظاہر ہو کر اس کو اپنا پیروکار بنالیا ہے وہ ایک متنازعہ شخصیت رہا۔ اس نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے قبرص، ایشائے کوچک اور یورپ کے دورے کئے۔ 64ء میں اس کو قتل کر دیا گیا۔[18] اس نے غیر یہود اقوام (Gentiles) میں عیسائیت کی تبلیغ کی ضرورت بیان کی یہودی کہتے تھے کہ غیر یہودی پہلے یہودی بنیں پھر انہیں حضرت مسیحؑ کا پیغام دیا جائے پولوس کے مذہبی نظریات نے ربیوں کی قدامت پسندی (Rabbanical Conservatism) کا خاتمہ کر دیا۔ اس نے موسوی قانون سے اپنے پیروکاروں کو نجات دلوائی۔ اسی لئے یہودی بائبل اسرائیل کے خدا سے میثاق کو بیان کرتی ہے اور عیسائی بائبل حضرت مسیحؑ کی معرفت کئے گئے میثاق یا عہد نامہ جدید پر مشتمل ہے۔

اناجیل اربعہ کے مصنفین

پولوس کے مذہبی نظریات کی ترویج اور یہودی عیسائیت کے روبہ زوال ہونے کے ساتھ کئی عیسائی فرقوں کی انجیلیں، خطوط اور رسولوں کے اعمال کے مجموعے منظر عام پر آنے لگے۔ مسیحی فرقوں کے درمیان کش مکش اور نظریاتی تصادم بڑھنے لگا۔ اگرچہ انجیل کا لفظ دوسری صدی عیسوی سے قبل مروج تھا۔ لیکن سینٹ جسٹن (150ء) ان کو حواریوں کی یادداشتیں کہتا تھا۔ اناجیل اربعہ کی تصنیف کے عہد یعنی پہلی صدی ء میں عیسائیوں میں بہت سے مذہبی معتقدات کے ساتھ ساتھ کئی مذہبی اختلافات پائے جاتے تھے۔

بعض محققین کا کہنا ہے کہ مرقس اور لوقا کی انجیلیں 70ء سے قبل تصنیف ہوئیں یوحنا کی انجیل 90ء میں لکھی گئی اس بات محققین کا اتفاق ہے کہ پہلے پہل اناجیل کا مواخذ زبانی روایات کی شکل میں تھا ان سے اقوال مسیح (Logia) نے جنم لیا اور پھر انجیل کے ہر مصنف نے اپنے دینی مزاج اور منفرد انداز کے مطابق اس مواد کو ترتیب دیا اور متفرق مواد کو یکجا کیا انجیل کے مصنفین نے کلیسا کے ارباب اختیار کی ضروریات کے مطابق مواد جمع کر کے ترتیب دیا[19] اس پر مزید بحث آگے آئے گی۔

اناجیل اربعہ کے مصنفین کی شخصیت کے بارے میں بہت اختلافات پائے جاتے ہیں متی اور یوحنا حواری بتائے جاتے ہیں مرقس پطرس کا اور لوقا پولوس کا شاگرد تھا عام طور پر اعتراض کیا جاتا ہے انہوں نے خود حضرت مسیحؑ کو نہ دیکھا تھا نہ ان کی باتیں سنی تھیں انہوں نے اپنے مطلب کی بعض زبانی روایات جمع کر کے ان کو ایک خاص نہج پر ڈھالا گذشتہ تین صدیوں میں بائبل کے متن پر تنقید کرنے والے محققین نے بائبل اور اس کے گمنام مصنفین کی اصلیت کو عیاں کر دیا ہے۔

اناجیل اربعہ حضرت مسیحؑ کے 40 سال بعد لکھی جانے لگیں یہ حضرت مسیحؑ کی انجیل کی بجائے حضرت مسیحؑ کے بارے میں انجیل ہیں۔[20] (The Proclaimer became the Proclaimed) یہ ان کی تعلیمات کا نہیں ان کے تبلیغی واقعات اور مذہبی کاوشوں کا غیر مصدقہ مجموعہ ہیں ان میں سوانح نگاری کے انداز میں حضرت مسیحؑ کی شخصیت پیش کی گئی ہے۔

مرقس

یونان کا یہودی تھا اس کی انجیل سب سے قدیم اور مختصر ہے اس کے آخری حصے یعنی حضرت مسیحؑ کے مر کر زندہ ہونے اور آسمان پر جانے کو بعد کا اضافہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے چرچ آف روم کے لیے یہ انجیل لکھی اس کا عہد 60ء۔70ء متعین کیا گیا ہے۔

متی

متی رومی حکومت کا ملازم تھا وہ ٹیکس جمع کرتا تھا جو حقارت آمیز پیشہ تھا۔ اس کے تفصیلی حالات نہیں ملتے اس کی انجیل عہد نامہ قدیم کا تتمہ سمجھی جاتی ہے یونانی لبادے میں اسے یہودی فکر کی اساس کہا جاسکتا ہے ہے۔ اس نے یہودی عیسائیت کی روایات کو اپنایا۔ عہد تصنیف 61ء سے 65ء ہے بعض محققین کے نزدیک 80ء سے 100ء تک کا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ شام کے عیسائیوں کے لئے لکھی گئی۔

لوقا

لوقا غیر یہودی یونانی تھا۔ پہلے صابی تھا بعد میں عیسائی ہوا اطالیہ کا طبیب تھا انجیل اور کتاب رسولوں کے اعمال اس کی تصانیف بتائی جاتی ہیں۔ یہودی فلسفے اور نظریات کو زیادہ اہمیت نہ دیتا تھا۔ یہودیوں کی مخالف برادری سامریوں سے اس کے دوستانہ تعلقات تھے اس نے متی اور مرقس کی اناجیل سے استفادہ کیا ایک روایت کے مطابق اس نے رومن سلطنت کے ایک اعلیٰ عہدیدار تھیوفلس (Theosphilus) کے لئے یہ انجیل لکھی اس کے بعض واقعات دوسری اناجیل سے مختلف ہیں عہد تصنیف (80-90ء) بتایا جاتا ہے۔ لوقا کی انجیل کے مصنفین میں کم از کم 7 آدمیوں کے نام لئے جاتے ہیں۔

یوحنا

یہ پیشہ کے لحاظ سے مچھیرا تھا اس نے انجیل اور تین خطوط تحریر کئے۔ ایک روایت کے مطابق یہ انجیل افسس (Ephesus) ایشائے کوچک کے ایک چرچ کے لئے تصنیف کی گئی عہد تصنیف 90ء ہے۔ یوحنا کے تین خطوط کے بارے میں مختلف آرا ہیں۔ اس کی انجیل کا باب 21 کسی شاگرد کی تصنیف اور بعد کا اضافہ بتایا جاتا ہے اس میں یونانی اور غناسطی افکار ہیں۔ دوسری صدی کے چرچ فادر پاپیاس (60-130ء) اور اس کے شاگرد پولی کارپ (Polycarp 150ء) اس کے بارے میں کچھ ذکر نہیں کرتے بعض اس انجیل کو یوحنا بزرگ سے منسوب کرتے ہیں۔ ان اناجیل میں پہلی مرقس کی انجیل شمار کی جاتی ہے۔

حواشی

1. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن (Biblical Literature) نسخہ یونانی اسکندریہ دیکھیں
2. Encyclopedia Brittanica 1974 Bible also Encyclopedia of Religion 1987 New Testament-Biblical Literature.
3. Ibid
4. A. Schweizer, The Quest for the Historical Jesus, Ny, 1968
5. لوقا 2 - 42 - 50
6. مرقس 3-31 ، متی- 12- 46، 13 : 55 - 56
7. مرقس 1 : 13 ۔
8. متی 4 : 3 - 11 ، لوقا 3 : 1 - 13

تصور مسیح کے لئے دیکھیں

9. F.E Talmage, edit, Disputation and Dialogue: Readings in the Jewish-Christian Encounter, Ny, 1975
   - ☆ Encyclopedia of Religion and Ethics- Messiah (pseudo)
   - ☆ John Knox, Jesus, Lord and Christ, Ny, 1958
10. متی 28 : 20
11. اعمال 1 : 10 - 11
12. Morton Smith, Jesus, the Magician, Ny, 1978

عیسائی موقف کے لئے دیکھیں

   - ☆ Allen Redpath, The Bible Speaks to Our Times, London 1965 Chap 5

13. حواریوں کو کس حد تک اس کا احساس تھا کہ ان کی تحریرات خدا کا تحریری کلام قرار پائیں گی اس کا علم نہیں ملاحظہ ہو پاکٹ بائبل ہینڈ بک الی نائے امریکہ 1949 ص652
14. بعض کتب جیسے عبرانیوں کی انجیل، اسکندریہ کے کلیمنٹ کی تحریریں، مواعظ و مکاشفات کے مجموعے یعقوب کی رویا ثانی اور تھامس کی انجیل جن کو کلیسا نے غیر مستند (اپوکریفا) کا نام دیا ان فرقوں کی تعلیمات کی عکاس سمجھی جاتی ہیں۔
15. Encyclopedia of Religion edit by Mircae Eliad - London 1987 New Testament in Biblical Literature, pp 153-202
16. اس کا مصنف ایک فریسی تھا اس کا لاطینی نسخہ میلان اٹلی سے ملا ہے (چیمبرز انسائیکلوپیڈیا اپوکریفا)

17. یہوداہ کا خط 9 اور 14:16 نیز ملاحظہ کریں جرمیاہی (متی 27 : 19) کتاب خدا کی حکمت (لوقا : 49

11) ایلیا کا مکاشفہ (افسیوں 5 : 14) کرنتھیوں اول 2 : 9) یسعیاہ کی شہادت (عبرانیوں 11 : 37)

پولوس کے بارے میں مزید معلومات کے لیے دیکھیں

18. E.P Sanders, Paul and Palestinian Judaism, Phil, USA, 1977

☆ K. Stendahl, Paul Among Jews and Gentiles, Phil, USA, 1976

19. Howard C. Kee, Jesus In History : An Approach To The Study of Gospels, Ny, 1977

20. Encylcopedia of Religion 1987 New Testament

منتخب ماخذ

کتاب کی تصنیف کے دوران ہم نے تمام تر انحصار درج ذیل انسائیکلوپیڈیا پر کیا ہے جہاں ضرورت محسوس کی گئی دوسری کتب سے استفادہ کیا ہے۔

- Encyclopedia of Religion, Mircae Eliade, Ed-in-Chief, London, 1987 Vol-II pp 153-202.
- Encyclopedia Brittanica, 1949, 1963,1974
- Encyclopedia Americana, Ny, 1951 Vol-III pp 612-673 Bible
- Encyclopedia of Religion & Ethics edit James Hasting, 1930 Vol II, pp 562-616 - Bible
- The Jewish Encyclopedia
- The Chambers Encyclopedia Bible, 1950

Suggested Readings

☆ S.A Nigosian, World Faiths, Ny, 1979

☆ Werner George Kummel, Introdition to the New Testament, London, 1975

☆ W.R. Farmer, The Synoptic Problem, Ny, 1964

☆ RH. Bainton, Early Christianity, Princeton, USA 1960

☆ G Bornkamn, Paul, Ny, 1979

☆ E.O James, Christianity and Other Religions, London, 1968

☆ J.M. Robinson, A New Quest for Historical Jesus, London, 1978

☆ J.N.D Kelly Early Christian Doctrines, London, 1958

عہدنامہ جدید کی 27 کتب مندرجہ ذیل ہیں

اناجیل Gospels

1۔ متی Mathew

2۔ مرقس Mark

3۔ لوقا Luke

4۔ یوحنا John

5۔ رسولوں کے اعمال Acts

خطوط پولوس Pauline Letters

1۔ رومیوں	Romans
2۔ کرنتھیوں I	Corinthians I
3۔ کرنتھیوں II	CorinthiansII
4۔ گلتیوں	Galatians
5۔ افسیوں	Ephesians
6۔ فلپیوں	Philippians
7۔ کلسیوں	Colossians
8۔ تھسلنیکیوں I	Thessalonians I
9۔ تھسلنیکیوں II	Thessalonians II
10۔ I تیمتھیس	I Timothy
11۔ II تیمتھیس	II Timothy
12۔ ططس	Titus
13۔ فلیمون	Philemon
14۔ عبرانیوں	Hebrews

عام خطوط

1۔ یعقوب	James
2۔ پطرس	I Peter
3۔ پطرس	II Peter
4۔ یوحنا I	I John
5۔ یوحنا II	II John
6۔ یوحنا III	III John
7۔ یہوداہ	Jude
8۔ یوحنا عارف کا مکاشفہ	Revelation

باب 2

اناجیل اربعہ کے ماخذ

مروجہ بائبل کی 27 کتب 50ء سے 150ء کے دوران تیار ہو چکی تھیں لیکن ان کو کتاب مقدس کے مجموعے کی شکل حاصل نہ تھی یہ شکل چوتھی صدی عیسوی میں دی گئی اس عرصے میں دیگر عیسائی فرقوں نے اپنی اپنی اناجیل، خطوط مکاشفات وغیرہ کے کئی مجموعے تیار کیے جو منظر عام پر آتے رہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ کونسی کتاب مستند قرار دی جائے اور کس کو غیر مستند کہا جائے بہت مشکل کام تھا۔ اس کام میں رومن کلیساء کے ارباب اختیار اور مذہبی کونسلوں نے اہم کردار ادا کیا انہوں نے اپنی مذہبی ضرروایات اور ترجیحات کو اہمیت دی۔[1]

عیسائیت کے ابتدائی زمانے یعنی حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب کے 80 سال بعد کلیسا کا ایک ڈھانچہ انطاکیہ (شام) میں قائم ہو چکا تھا۔ یہ تین درجوں پر منقسم تھا سب سے اوپر بااختیار مذہبی قیادت (Hierarchy) تھی جس کے بعد ہر عیسائی جماعت کا ایک منتظم یا بشپ تھا اس کا معاون کونسلرز کا طبقہ (Presbyters) تھا ان کے ماتحت ڈیکن تھے مقامی چرچ (Diocese) کا سربراہ بشپ تھا جو بشپوں کو کلیسا کی پالیسی وضع کرنے اور مذہبی عقائد کا انتخاب کرنے میں مدد دیتا تھا چرچوں کی تنظیم و تشکیل اور تبلیغی امور میں اسے وسیع اختیار حاصل تھے۔ روم، انطاکیہ، سکندریہ، یروشلم اور قسطنطنیہ کے بشپ کلیسا کی بااختیار شخصیات تھیں۔[2]

متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کے ناموں سے چار اناجیل منسوب ہیں ان ناموں نے انہیں تقدیس عطا کی ان نام نہاد مصنفین نے کن ماخذات کو استعمال کیا۔ کہا جاتا ہے کہ کلیسا کے پاس حضرت مسیحؑ کے متعلق جھوٹی سچی روایات اور پولوس کے خطوط کا ایک ذخیرہ تھا جس کو وہ اپنے طور پر مقدس کتابوں کی صورت میں مدون و مرتب کرنے میں مشغول رہے وہ اس مواد پر مبنی مسودات کے ڈرافٹ تیار کر کے ان میں بار بار ترامیم اور اضافے کرتے تھے تا کہ مخصوص فکر کی روشنی میں ان کا متن تیار کیا جائے یہی وجہ ہے کہ اناجیل میں بہت سے واقعاتی تضاد اور تناقصات ہیں۔ اناجیل میں درج واقعات اور حضرت مسیحؑ کی تعلیمات سند اور اعتبار کی کسوٹی پر پورے نہیں اترتے ان میں ظن و تخمین کا عنصر غالب ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ بہت سے نامعلوم ہاتھوں نے ان اناجیل کی تدوین و تصنیف کی اور کئی سطحوں پر ان میں کمی بیشی اور ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی پہلی صدی عیسوی کے بعد مختلف عیسائی فرقوں نے اناجیل، خطوط اور حواریوں کے اعمال کے اتنے زیادہ نسخے تیار کر لئے تھے کہ ان کی موجودگی میں حضرت مسیحؑ کی شخصیت، حقیقی تعلیمات اور دیگر حالات کا تعین نہایت مشکل کام تھا چونکہ چاروں انجیلوں میں سے کسی انجیل کا کوئی اصل نسخہ دریافت نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے ملنے کی کوئی امید ہے اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ ابتداء میں یہ اناجیل کیا تھیں اور ان کا ابتدائی متن کن تحریفات اور ترمیمات کا شکار ہوا۔ ابتدائی مواد کو آخری صورت دینے کے طویل مراحل کیسے طے ہوئے مختلف علاقوں کے بشپوں کے باہمی اختلافات و تنازعات بعض عقائد کے لیے بااثر مسیحی طبقات کی ترجیحات، مخالف فرقوں کے خیالات و نظریات اور ذاتی اغراض کو اس کام میں کتنا دخل تھا۔

اناجیل کے نامعلوم مصنفین (Faceless Writers) اور مدیروں (Redactors) نے بنیادی طور پر عیسائیوں کو یہ پیغام دیا کہ زمانہ ختم ہونے کو ہے اور خدا کی بادشاہت جلد قائم ہوگی توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ (مرقس 1 : 15) اس پیغام کو سنانے کے لیے انہوں نے اقوال وتماثیل کا سہارا لیا۔ ضمن اقوال میں سے اکثر اقوال و روایات جو حضرت مسیحؑ سے منسوب ہیں یعنی لوگیا (Logia) موجودہ عہد نامہ جدید میں پائے جاتے ہیں لیکن یہ زیادہ تر وہی اقوال ہیں جو یہودی لٹریچر میں پہلے سے موجود تھے اور یہودی ربیوں اور اسرائیلی دانشوروں کے ناموں سے منسوب تھے۔[4]

حضرت مسیحؑ کے حالات واقعہ صلیب کے 40 سال بعد لکھے جانے لگے اس لئے محققین ان سے منسوب اقوال میں سے بہت کم کو مستند مانتے ہیں حضرت مسیحؑ کے غیر انجیلی اقوال بھی دستیاب ہوئے ہیں یہ اقوال اگرافا (Agrapha) یعنی کتاب کے بغیر مواد کہلاتے ہیں۔ اس ضمن میں قبطی زبان کی باطنی عیسائی غناسطی فرقے (Gnostics) کی انجیل یعنی تھامس کی انجیل (Gospel of Thomas) مل گئی ہے اس لئے اب اناجیل اربعہ کی بجائے پانچ کہلانے کی مستحق ہیں امریکہ میں ایک کتاب (Five Gospels) طبع ہو چکی ہے۔ غناسطی فرقے کی تحریرات کے ذخیرے سے 1945ء میں مصر کے علاقے ناگ حمادی سے بعض اہم کتب حاصل ہوئیں۔ اس میں حضرت مسیحؑ کے سات اقوال 'لوگیا' جو موجودہ اناجیل میں نہیں اور ایسے دیگر اقوال کے آزاد متن اور حضرت مسیحؑ کے متعلق جذباتی داستانوں (Passion Narratives) کے مجموعے شامل ہیں۔ جو یونانی فکر کے عکاس ہیں۔[5] قدیم اقوال کے مجموعے کئی قسم کی تبدیلیوں کے بعد ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوئے۔ یہ پہلے آرامی میں تھے بعد میں یونانی میں ترجمہ ہوئے۔ غناسطیوں کی ابتداء ہی سے مخالفت کی جاتی رہی۔ ارینیس (Irenaeus) جو لیونز فرانس کا بشپ تھا اس نے اپنی کتاب (Against Heresies) (180ء) میں عیسائی فرقے مونتانی (Montanist) اور غناسطیوں کے عقائد کی تردید کی۔

حضرت مسیحؑ کے واقعہ صلیب سے لے کر پہلی انجیل (مرقس) کی تصنیف تک عیسائیوں کی دو نسلیں گزر چکی تھیں۔ مروجہ اناجیل اور خطوط سامنے آچکے تھے حضرت مسیحؑ کے پیروکاروں کے نزدیک اس عہد کی جھوٹی سچی روایات اور اقوال زندہ یادداشتیں (Living Memories) تھیں۔ یہ روایات کس حد تک قابل اعتماد تھیں اور کس قدر ان کی مخالفت ہوئی اور کیسے ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوئیں ان میں کس طرح، کب اور کیسے کتنی تبدیلیاں رونما ہوئیں کن فرقوں نے ان میں کیا کیا رنگ آمیزی کی کلیسا کے ارباب اختیار نے ان کو کس انداز سے دیکھا اور ہوتے ہوتے یہ کیا سے کیا بنیں ایسے بہت سے سوالات پر محققین نے کافی بحث کی ہے اور عہد نامہ جدید کے متن کی روشنی میں ان کا مطالعہ کیا ہے۔[6]

محققین نے عہد نامہ جدید کے ابتدائی متن کے گہرے مطالعے کے بعد ان میں واقعاتی اختلافات، تضادات، تناقصات اور متن کی تبدیلیوں کی واضح نشاندہی کی ہے اناجیل میں بعض فقرات (آیات) میں ایک طرح کی بات کہی گئی ہے مرقس، متی اور لوقا کی انجیل میں مشترک فقرات (آیات) کی تعداد 330 ہے مرقس اور متی کے مشترک فقرات 178 ہیں اور متی اور لوقا کے 100 ہیں اناجیل کے مصنفین نے زبانی روایات کے جن مجموعوں اور آرامی ماخذات سے استفادہ کیا وہ دستیاب نہیں۔ محقق ہولزمان (Holtzmann) نے عہد نامہ جدید کے متن کے ارتقاء کے سلسلے میں 1863ء میں

دو ماخذی نظریہ (Two Source Theory) پیش کیا ان کا کہنا تھا کہ اناجیلی متن کا ارتقاء بتدریج ہوا جو روایت کے ارتقا کے متوازی اور پہلو بہ پہلو جاری تھا انجیل کے ماخذات کو چار قسم کی دستاویزات A, B, C اور Q میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

A- یہ دستاویز یہودی عیسائیت (Jewish Christianity) کی نشاندہی کرتی ہے اور حضرت مسیحؑ پر ایمان لانے والے لیکن اپنا یہودی تشخص برقرار رکھنے والے فرقوں ناصریہ (Nazerene) اور ابونائی (Eboinite) کی روایات پر مشتمل ہے متی اور مرقس دونوں کو اس سے تحریک ملی۔

B- یہ دستاویز A کی مزید تشریح پر مشتمل ہے یہ مخالف نظریات کے حامل کلیساؤں کے لئے تیار کی گئی

C- اس دستاویز سے مرقس لوقا اور یوحنا نے استفادہ کیا

Q- یہ متی اور لوقا کے مشترک ماخذات میں سے اکثر پر مشتمل ہے۔

ان ماخذات کو کام میں لا کر انجیل کے متن ترتیب دیے گئے لیکن ان کو آخری شکل نہ دی گئی بلکہ اناجیل کی تصنیف کی ابتداء اور ان کو آخری شکل دینے کے زمانے میں اناجیل کے کئی وسطی متن (Intermediate Documents) تیار ہوئے۔[7]

140ء تک ایسی کوئی تاریخی شہادت نہیں ملتی کہ اناجیل کے کوئی مصدقہ مجموعے موجود تھے۔ بلکہ کئی طرح کی اناجیل گردش میں تھیں۔ 170ء کے بعد مروجہ اناجیل متعارف ہونے لگیں جس کے پس پردہ کلیسا کا ہاتھ تھا تین سو سال بعد ان چار اناجیل اور خطوط کو مذہبی کونسلوں نے مستند قرار دے کر باقی اناجیل و خطوط کے کئی مجموعوں کو غیر مستند (اپوکریفا) کا نام دیا اور ان کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں جاری رہیں تا کہ مخالف نقطۂ نظر سامنے نہ آنے پائے۔

اٹھارویں صدی عیسوی تک عیسائیوں کا عام خیال یہ تھا کہ تین اناجیل۔ متی مرقس اور لوقا ایک قسم کے مواد پر مشتمل ہیں اس لئے ان کو متوافقہ اناجیل (Synoptic Gospels) کہا جاتا تھا اور یوحنا کی انجیل ان سے الگ نوعیت کی کتاب سمجھی جاتی تھی۔ کلیسا کا وضع کردہ نظریہ یہ تھا کہ متی اور لوقا کی اناجیل کا مواد مرقس کی انجیل پر مبنی ہے لیکن محققین ایک خاص ماخذ Q کا ذکر کرتے ہیں اور اس کو بہت اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں۔ انجیل، متی اور لوقا کے مصنفین نے اس خاص تحریری مواد Q سے استفادہ کیا Q جرمن لفظ (Quelle) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ماخذ (Source) کے ہیں ان محققین کا کہنا ہے کہ اس ماخذ Q میں حضرت مسیحؑ کے اقوال آرامی زبان میں درج تھے بعض یونانی زبان میں درج بتاتے ہیں۔ اس ماخذ سے تین متوافقہ اناجیل میں بیان کردہ حضرت مسیحؑ کے اقوال و خطبات سے متعلق 235 فقرے لئے گئے۔ چرچ فادر پاپیاس (150ء) نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اناجیل کی تصنیف و تدوین کا دوسرا ماخذ ہر مصنف کا اپنا مواد تھا جو اس نے انجیل کی تصنیف کے لئے اکٹھا کر رکھا تھا۔ اس طرح متی اور لوقا کی اناجیل کے تین ماخذات تھے ایک مرقس کی انجیل دوسرے Q ماخذ اور تیسرے ان مصنفین کا اپنا جمع شدہ مواد۔[8]

مرقس کی انجیل کے متعلق محققین کا خیال ہے کہ یہ 70ء کے لگ بھگ تیار ہوئی یہ پہلی تحریری انجیل تھی مرقس نے

انجیل نویسی کی طرح ڈالی اس کا ایک ڈھانچہ تیار کیا اور اس میں روایتی مواد کی الگ الگ اکائیاں اپنے انداز سے شامل کر دیں اس کے سامنے اقوال مسیح کے بعض مجموعے، عقائد سے متعلق سوال وجواب کے مجموعے Catechical، عبادات میں استعمال ہونے والا مواد، روایات، واقعات اور حضرت مسیحؑ کی مبینہ تعلیمات کے چھوٹے چھوٹے مجموعے تھے یہ مجموعے عیسائی مبلغین نے تیار کر رکھے تھے جن کی مدد سے تبلیغ کی جاتی تھی ان میں سوال وجواب کی صورت میں زبانی نصائح، عبادات و رسومات کی بجا آوری کا مواد اور بعض عقائد درج تھے جو ان کے مذہبی نقطہ نظر پر مبنی تھے اس طرح مرقس کی انجیل تین امور پر مشتمل تھی۔ مرقس کا انداز انجیل نویسی، دستیاب شدہ نیم تاریخی اور روایتی مواد اور عیسائی مبلغین کے اقوال اور مباحث کے چھوٹے چھوٹے مجموعے ان کی بناء پر مرقس کی انجیل تیار کی گئی جو کسی طرح بھی واضح تاریخی شہادت (Bland historical w itness) نہیں کہلا سکتی۔[9]

اناجیل اربعہ حضرت مسیحؑ کی شخصیت اور تعلیمات کے بارے میں درست، مصدقہ اور متصل شہادت نہیں کہلا سکتیں خاص طور پر ان حالات میں جب بااثر کلیسا نے اپنی ضروریات کے مطابق روایات کو ڈھالا اس لئے یہ اناجیل حضرت مسیحؑ کے متعلق خاص عقیدے۔ تجسم، مسیح کی ابنیت، مصلوبیت، مر کر جی اٹھنا، کفارہ وغیرہ کی ترجمان ہیں۔ حضرت مسیحؑ کے متعلق روایات کے ذخیرے کو ابتدائی زمانے ہی سے کلیسا نے اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق شکل دے کر اسے تبلیغی تعلیمی اور عبادات کے دوران دعاؤں میں استعمال کیا۔ اس میں بنیادی عقیدہ حضرت مسیحؑ کی موت پر فتح تھی یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے مر کر جی اٹھنے کا بیان انجیل میں پہلے ہی سے داخل کر دیا گیا تھا۔ مرقس کی انجیل کو حضرت مسیحؑ کے مصائب کا بیان (Passion Narrative) کہا جاتا ہے جو یونانی طرز سوانح نگاری کا عکاس ہے۔[10]

متی اور لوقا کی اناجیل مختلف حالات میں تیار ہوئیں شام کے کلیسا کو ان حالات کا سامنا نہ تھا جو مرقس کو درپیش تھے متی اور لوقا کا پہلی صدی عیسوی کے آخری عشروں سے تعلق تھا۔ متی نے یونان کے یہودیوں کی ضروریات کو مدنظر رکھا لوقا نے غیر عیسائی جماعتوں کی ضروریات کا خیال رکھا۔ مذہبی پیشوائیت کی یہی پالیسی اور اس کا یہی مقصد تھا کہ حضرت مسیحؑ کی ذات اور تعلیمات کو خاص زاویہ نگاہ اور مخصوص انداز سے پیش کیا جائے جس کی حقیقت سے کوئی مطابقت نہ تھی۔

یوحنا کی انجیل کا معاملہ الگ تھا یہ انجیل پہلی صدی عیسوی کے آخری عشرے میں تیار کی گئی اس کا مقصد اس کلیسا کی ضرورت کو پورا کرنا تھا جو حضرت مسیحؑ کے پیارے شاگرد یوحنا کی جماعت (Community of the Beloved Disciple) کہلاتی تھی۔ یہ جماعت یوحنا بپتسمہ دینے والے کے زمانے میں قائم ہو چکی تھی۔ جب وہ حضرت مسیحؑ کی آمد کی منادی کرتے تھے اس کا تعلق یہودی باطنیت (Esoteric Judaism) سے تھا۔ یوحنا نے انجیل میں جو محاورے اور خیالات پیش کئے ہیں ان میں سے کئی قمران سے ملنے والے صحائف اور باطنی غناسطی مسیحی فرقے کی تعلیمات سے مطابقت رکھتے ہیں اس جماعت میں سامری یہود کی بڑی تعداد موجود تھی جس کا مروجہ یہودیت سے الگ تشخص تھا وہ صرف توریت کو مانتے تھے اور اپنے الگ ہیکل میں عبادات بجالاتے تھے سامری یہود کی بڑی تعداد نے عیسائیت قبول کر لی تھی لیکن اس پر پوری طرح عمل پیرا نہ تھے انہوں نے اپنا الگ وجود اور تشخص برقرار رکھا ہوا تھا۔ بعض ناقدین نے ان حقائق کی بناء پر سامری جماعت کو عیسائیوں کا الگ فرقہ قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ یوحنا نے اس جماعت کے لئے جو

انجیل تصنیف کی وہ دیگر اناجیل سے مواد کے لحاظ سے الگ تھی۔[11]

یوحنا نے انجیل کی ابتداء ہی میں کلام کے مجسم ہونے کا ذکر کیا جو مستقبل میں عقیدہ تثلیث کی بنیاد بنا وہ لکھتا ہے۔ ابتدا میں کلام تھا کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتداء میں خدا کے ساتھ تھا (یوحنا 1-1-2) یوحنا کی انجیل پر مونتستانی فرقے نے بہت اعتراضات کئے۔ مونتسانس (Monstanus) دوسری صدی عیسوی میں عیسائی بنا وہ فارقلیط ہونے کا دعویدار تھا باطنی غناسطی فرقے نے بھی اس انجیل پر تنقید کی اس فرقے کی ایک شاخ نے دوسری صدی عیسوی میں ایک مختلف متن کے ساتھ الگ انجیل تیار کی جو فلپ کی انجیل (Gospel of Philip) کہلاتی ہے اور غیر مستند کتب (اپو کریفا) میں شامل ہے انہوں نے کچھ مواد یوحنا کی انجیل سے لے کر اسے اپنے رنگ میں ڈھال دیا۔

اناجیل کا مواد

اناجیل میں حضرت مسیحؑ کے متعلق بہت کم معلومات ملتی ہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کا قد لمبا تھا یا چھوٹا، داڑھی تھی یا نہ تھی، گورے تھے یا سانولے تھے ان کی پیدائش کس سال میں ہوئی تاریخ ولادت کیا تھی۔ مرقس اور یوحنا میں حضرت مسیحؑ کی پیدائش کے حالات نہیں متی اور لوقا میں جزوی طور پر متضاد حالات بیان ہوئے ہیں۔ حضرت مسیحؑ کی پیدائش کا سال چھٹی صدی عیسوی میں ایک عیسائی راہب ڈیانیس (Dionyis Exigumus) نے متعین کیا۔ حضرت مسیحؑ کے آخری کھانے (Last Supper) اور عید فسح کے متعلق بھی بیانات میں تضاد ہے مصلوبیت کے تین سال 27ء، 30ء اور 33ء بتائے جاتے ہیں۔

ہر انجیل حضرت مسیحؑ کی شخصیت کو الگ طور پر پیش کرتی ہے اور اس جماعت کی ضروریات کو پورا کرتی ہے جس کے لئے وہ تصنیف کی گئی اور ان خیالات کی تردید کرتی ہے۔ جس سے اسے اور کلیسا کو اختلاف ہے جدید محققین نے بائبل کے متن پر معنوی تنقید (Higher Textual Criticism) کے بعد مروجہ متن کے اوپر چڑھے تہ در تہ غلاف اتار کر اس کے اندر جھانکنے کی کوشش کی ہے اور مصنفین کے ذہنی رجحانات اور عقائد کا جائزہ لیا ہے چاہے انہیں حضرت مسیحؑ کے اصل الفاظ ملے ہیں یا نہیں البتہ انہوں نے متن کی حیثیت اور حقیقت کو پوری طرح سے آشکار کر دیا ہے۔ اناجیل ہمیں صرف یہ بتاتی ہیں کہ پہلی صدی عیسوی کی تیسری دھائی میں انجیل کے ہر مصنف نے حضرت مسیحؑ کی ذات اور تعلیمات کے متعلق کیا سوچا اور جو سوچا اسے کس انداز سے عیسائیوں کے سامنے پیش کیا انہوں نے با اثر کلیسا کے احکام کی کیسے پیروی کی اس لئے اناجیل حضرت مسیحؑ کے الٰہی منصب اور ان کے پیغام کا غیر مستند، ناکافی اور ناقابل اعتماد ذریعہ ہیں۔[12]

گذشتہ صدی میں عہد نامہ جدید کے عالموں کو اناجیل کے بارے میں کئی نئی معلومات ملی ہیں بعض قدیم نسخے بھی دریافت ہوئے ہیں جو 200ء ق م سے 200ء کے زمانے کے ہیں۔ ان میں سے ایک وادی قمران سے ملنے والی ہیکل کی دستاویز (Temple Scroll) ہے اس میں حضرت مسیحؑ کی تعلیمات اسینی فرقے کی تعلیمات سے مماثلت ظاہر کرتی ہیں۔ اناجیل میں اس فرقے کا کوئی ذکر نہیں۔ تعلیمات کی ایک صورت ناگ حمادی (مصر) مسودات سے اخذ ہوتی ہے جو دوسری صدی عیسوی کے باطنی غناسطی فرقے کی کتب ہیں۔ محققین ان اناجیل خطوط اور دیگر کتب کے مجموعوں (اپو

کریفا) کو جو دوسری اور تیسری صدی عیسوی میں مختلف عیسائی فرقوں کے رہنماؤں اور دیگر افراد نے تیار کئے سامنے رکھ کر مروجہ اناجیل کی تعلیمات سے تقابل کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اناجیل کی تصنیف سے قبل کلیسا کا وجود قائم ہو چکا تھا اور بشپوں (Bishops) اور پریسبیٹروں (Presbyters) اور ان کے ماتحتوں نے ایک خفیہ حکومت (Hierocracy) قائم کر لی تھی۔ انہوں نے ہی انجیل کی تدوین و تصنیف میں اہم کردار ادا کیا۔[13] بائبل کے متن میں تضاد اور اختلاف اور اغلاط سے عیسائی روایات کے سلسلوں کو متعین کیا جاتا ہے اس طرح عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق الہام کی تائید سے تیار ہونے والی ان اناجیل کی اصل حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

گذشتہ صدیوں میں حضرت مسیحؑ کی ذات سے متعلق بھی بہت سا تنقیدی مواد طبع ہوا ہے کئی مصنفین نے ان کے وجود کا سرے سے انکار کر دیا ہے بعض انہیں چل پھر تبلیغ کرنے والا یہودی ربی کہتے ہیں جن کے نظریات آزاد خیال صدوقیوں کے نظریات سے ملتے تھے کچھ لوگ انہیں تخیل پرست (Visionary) کہتے ہیں۔ انہوں نے یہودی رہنماؤں پر شدید تنقید کر کے ان کو مخالفت پر اکسایا سبت کے قوانین کی خلاف ورزی کی یہودی شریعت کا احترام نہ کیا یروشلم میں عید فسح کی تقریب کے وقت داخل ہوئے ان واقعات اور ان کے دعاوی کے باعث یہودیوں کی مذہبی کونسل سنھدرین نے ان سے باز پرس کی۔ ان کو رومی عدالت کے سامنے پیش کیا گیا ان پر مقدمہ چلا اور انہیں عام مجرم کے طور پر صلیب دے دی گئی۔[14]

جدید محققین نے اناجیل کے مصنفین کو پراسرار شخصیات قرار دیا ہے ان کی ذات اور حیثیت کے بارے میں بہت سے قیاسات قائم کئے گئے ہیں۔ بعض محققین نے تو صاف طور پر یہاں تک کہہ دیا ہے کہ متی، مرقس لوقا، یوحنا خیالی شخصیات (Shadowy Figures) تھیں جن کو ان ناموں سے موسوم کیا گیا یہ الگ الگ اشخاص نہ تھے نہ ہی حواری تھے اور نہ ہی انہوں نے حضرت مسیحؑ کو دیکھا یا ان کی تعلیمات سنیں۔[15] دراصل اس سارے 'ڈرامے' کے پس پردہ بااثر افراد کا ایک گروہ (Clique) سرگرم تھا جو در پردہ ڈور ہلا رہا تھا ابھی تک پورے طور پر یہ بھی واضح نہیں ہوتا کہ یہ اناجیل کن عیسائی جماعتوں کے لیے تصنیف ہوئیں ان کو تصنیف کرنے کی ضرورت کے متعلق کئی قیاسات ہیں۔ یہ بھی واضح نہیں کہ یہ کن علاقوں میں تیار کی گئیں اور کہاں سے ان کو سامنے لایا گیا۔ عام خیال یہ ہے کہ مرقس کی انجیل رومیوں کے لیے لکھی گئی متی اور لوقا انطاکیہ شام کے عیسائیوں کے لئے تیار ہوئی اور یوحنا کے مخاطب سامری یہود اور افسیس (Ephesus) ایشیائے کوچک کی جماعت تھی لیکن یہ کوئی حتمی بات نہیں اور نہ اسکے ٹھوس تاریخی شواہد موجود ہیں۔

عہد نامہ جدید کے خطوط

پولوس کے متعلق ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور اس کے خطوط 13 یا 14 پر بھی روشنی ڈالی ہے (بعض عیسائی فرقوں کے نزدیک عبرانیوں کے نام خط کو پولوس کا خط نہیں سمجھا جاتا) جدید محققین نے ان خطوط پر جو بحث کی ہے اس کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

اناجیل کی تصنیف سے قبل پولوس رسول مختلف کلیساؤں کے نام تبلیغی خطوط لکھ رہا تھا اس وقت شاید اسے علم نہ ہوگا

کہ یہ تبلیغی خطوط مقدس کتاب کا درجہ حاصل کرلیں گے یا ان کو یہ درجہ دے دیا جائے گا سمرنا کا بشپ پولی کارپ (69-155ء) ان سے آگاہ تھا لیکن وہ صرف ایک خط افسیوں کے نام کو درست مانتا تھا۔

عہد نامہ جدید کے خطوط میں پہلے تین خطوط (یعقوب کا خط یا تھسلنکیوں کے نام پہلا خط یا گلتیوں کے نام دوسرا خط) میں سے ایک ابتدائی خط تھا زیادہ اتفاق اس پر ہے کہ تھسلنکیوں کا خط پہلا خط تھا جو عہد نامہ جدید میں شامل ہوا یہ خط پولوس نے کورنتھ یونان کے علاقے سے اسی کلیسا کے نام تحریر کیا تھا یہ (50 یا 51ء) میں تحریر ہوا اس کا طرز تحریر یونانی انداز کا مظہر ہے ان خطوط کی دیکھا دیکھی پولوس کے شاگردوں نے اس کے نام سے کئی خطوط مختلف کلیساؤں کو لکھے پولوس کے خطوط کی اہمیت اور مقبولیت کے باعث دیگر نام نہاد حواریوں کے خطوط بھی عہد نامہ جدید میں شامل کیے گئے اس سلسلے میں ہمیں یعقوب کا عام خط پطرس کے دو خطوط یوحنا کے تین خطوط اور یہودا کا عام خط ملتا ہے۔ یہ خطوط کسی کلیسا کے نام نہیں اس لئے ان کو عام خطوط (Catholic Letters) کہا جاتا ہے۔ یہ زیادہ تر مخالف فرقوں خصوصاً عناسطیوں کے عقائد اور آزاد خیال عیسائیوں کے خلاف ہیں۔ یہ حواریوں کے نام منسوب ہیں لیکن غالب قیاس یہی ہے کہ ان کے خطوط نہیں۔ محققین کا خیال ہے کہ 10 خطوط جو پولوس کے نام موسوم ہیں اس نے تحریر نہیں کیے ایسے ہی یعقوب (James) کے دوسرے خط کو جعلی کہا جاتا ہے یہ یعقوب حضرت مسیحؑ کا بھائی تھا یوحنا عارف کے مکاشفے میں ہمیں سات کلیساؤں کے نام خطوط لکھے جانے کا ذکر ملتا ہے (3-1:2,4:1) عہد نامہ جدید کا آخری خط شاید پطرس کا دوسرا خط ہے جو 135ء میں تحریر ہوا عبرانیوں کے نام خط اور یہودا کے عام خط کے مصنفین کا کوئی پتہ نہیں چلتا یہ بھی واضح نہیں ہوتا ہے کہ ان کا مخاطب کون ہے دراصل گمنام مصنفوں کو حواریوں کے نام دے کر ان کو مذہبی تقدس عطا کیا گیا اس لئے یہ دس غیر مصدقہ خطوط ہیں۔[16] عہد نامہ جدید میں موجود کل 21 خطوط ہیں جو 85 سال کے عرصے میں تحریر ہوئے۔ بہر حال ان سے کم از کم عیسائیت کی ابتدائی حالت، عقائد، تبلیغی سرگرمیوں مخالف فرقوں کے خلاف ردعمل اور کلیساؤں کے معاملات کا پتہ چلتا ہے یہ نظریہ کہ موجودہ عیسائیت کا بانی پولوس ہے اور مسیحیت کے معتقدات قدیم اساطیری داستانوں سے لئے گئے ہیں عام طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا۔[17]

پولوس کے خطوط میں حضرت مسیحؑ کی زندگی کے حالات نہیں ملتے اس نے ان کے ماں باپ کا ذکر نہیں کیا نہ ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوئے کہاں اور کب تک رہے۔ اس نے ان کی تمثیلات اور معجزات کا ذکر نہیں کیا رومی گورنر پلاطوس کے سامنے حضرت مسیحؑ کے مقدمے کا کوئی ذکر نہیں نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ یروشلم میں کس جگہ ان کو صلیب پر چڑھایا گیا۔

لوقا سے منسوب کتاب رسولوں کے اعمال کو کئی مصنفین کا کارنامہ بتایا جاتا ہے یہ کتاب دوسری صدی ء کے بعد لوقا سے منسوب ہوئی ابتدا میں عیسائی چرچ نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا یوحنا عارف کا مکاشفہ عیسائی یہودی خیالات کا مظہر ہے اور یوحنا پرسبیٹر کا بتایا جاتا ہے اس کو ایک طویل عرصے تک کلیساؤں میں غیر مستند مانا جاتا رہا۔

ابتدائی عہد میں مسیحیت ایک طویل کش مکش اور رومی حکمرانوں کے مظالم کا شکار رہی محققین کئی سیاسی، سماجی، معاشی اور مذہبی عوامل کی روشنی میں اس کا تجزیہ پیش کر کے بعض ٹھوس نتائج اخذ کرتے ہیں جو عیسائیت کی ابتدائی ترقی اور اس کی مستقبل کی تشکیل میں کارفرما ہے۔ عہد نامہ جدید کی مروجہ صورت ان مختلف النوع عوامل کی پیداوار ہے۔

حواشی

مزید معلومات کے لیے ملاحظہ کریں۔

1. F.C. Grant, The Gospels: Their Origin and Growth, Ny, 1957
2. Ency. of Religion, 1987 New Testament - Christianity
3. Travor Ling, A History of Religion - East & West, London, 1968
4. Ency. of Religion 1987 New Testament & Jesus
5. Ency. of Religion - New Testament

تیسری صدی عیسوی کا ایک پاپرس نسخہ جو حضرت مسیحؑ کے بائبل میں موجود اقوال سے الگ اقوال پر مشتمل ہے دریافت ہوا اسے لوگیا Logia کہا جاتا ہے اور یونانی زبان میں ہے (پاکٹ بائبل ہینڈ بک الی نائے امریکہ، 665, 1949)

6. The Cambridge History of the Bible Vol -I
7. Maurice Bucaille, The Bible, the Quran & Science p.8 also Ency. Americana 1951 - Bible, Jesus
8. Ency. of Religion - 1987 New Testament in Biblical Literature
9. Ibid.
10. Ibid.
11. Ency. of Religion - 1987 New Testament and Samartian
    Ency. Brittanica - 1974 Biblical Literature

مزید معلومات کے لیے دیکھیں

12. Reginald H. Fuller, The New Testament In Current Study, Ny, 1962, also Encylopedia Americana, Vol III 1951 - Bible- Textual Criticism

    اس سلسلے کے ایک دلچسپ مضمون کے لیے دیکھیں

    Did Jesus Exist? Illustrated Weekly of India, 6 - 12 May 1984
13. Ency. of Religion - New Testament - Christianity, Jesus
14. E Bammel ed. The Trial of Jesus, Ill. USA 1970, also Article Searchig the Real Jesus, Newsweek, 24, Dec 1979
15. Newsweek, 24, Dec 1979
16. - Eph.
    - Col.
    - 2 Thes
    - 1 Tim
    - 2 Tim

- Tit
- Jas
- 1 Pet
- 2 Pet
- Jude

17. انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا۔1973۔ بائبل، حضرت مسیحؑ، پال

انیسویں صدی، ء کے آخر میں جرمن محققین نے عیسائیت کے عقائد، تجسم، حضرت مسیحؑ کے خدا کا بیٹا ہونے، ان کے مرکر جی اٹھنے کو قدیم اساطیری داستانوں پر مبنی قرار دیا اور پولوس رسول کو ان اساطیری قصے کہانیوں Zodiacal Mysteries اور یونانی فکر کا ترجمان قرار دیا۔ جرمن، یورپی اور انگریز مصنفین نے اس نظریے پر بہت کام کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ قدیم شامی، یونانی بابلی، مصری اور ایرانی دیومالائی داستانوں کی بنیاد پر مسیحی معتقدات وضع کئے گئے ان کے پیچھے زمین کی زرخیزی (Fertility Cults) اور کائنات کی نمو پذیری کی قوت کا عقیدہ کارفرما تھا۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل یورپی محققین قابل ذکر ہیں۔

- Niemojewski
- Fuhrmann
- Dupuis
- Inman-(Ancient Pagan and Modern Christian Symbolism)
- Higgin (Anacalypsis)
- Doane (Bible Myths)
- (The Moslim World ------- June 1925)

اساطیری داستانیں

- Attis of Phregia
- Adonis of Syria
- Dionysias of Greece
- Baal of Babylone
- Osiris and Horus of Egypt
- Mithra of Persia
- (Kh. Kamal ud Din, Sources of Christianity, London, 1924)
- (F.R Ansari, Islam and Christianity In The Modern World, Karachi 1965)

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عیسائیت یہودیت کے اساسی نظریات خصوصاً نظریہ توحید کے خلاف ہے اس لئے اس کا ماخذ بھی اساطیری داستانیں (Pagan Cults) ہیں یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ جن تاریخوں میں عیسائی کرسمس، ایسٹر، عید فصح، بی بی مریمؑ کے تہوار، سبت وغیرہ مناتے ہیں تقریباً وہی تاریخیں قدیم داستانوں میں دیوتاؤں کی

رسومات کی بجا آوری کے لیے متعین تھیں۔ خواجہ کمال الدین جن کا تعلق جماعت احمدیہ لاہور سے تھا اور ووکنگ مشن لندن کے انچارج تھے انہوں نے ڈاکٹر ٹسڈل (Dr. Clair Tisdall) کی کتاب ینابع الاسلام (فارسی) کے جواب میں جرمن اور یورپی مصنفین کی کتب سے استفادہ کر کے 1924ء میں ینابیع المسیحیت لکھی اور ان اساطیری داستانوں کو عیسائی عقیدے کی بنیاد بتایا۔ ان کی کتاب سے کئی لوگوں نے مواد اخذ کیا۔ اس نظریے کو مغرب میں زیادہ مقبولیت حاصل نہیں رہی پھر بھی اس کو مکمل طور پر مسترد نہیں کیا جاسکتا۔

راولپنڈی کے افتخار احمد مرحوم کا یہودیت اور عیسائیت کا بہت گہرا مطالعہ تھا ان کے کئی تحقیقی مقالات پاکستان کے مختلف رسائل و جرائد خصوصاً پاکستان ٹائمز راولپنڈی میں چھپتے رہتے تھے۔ ان کا انگریزی میں ایک مقالہ (Adon Yahweh) کے نام سے رسالہ (Islamic Education Lahore) کے جنوری، فروری 1972ء کے شمارے میں شائع ہوا انہوں نے اس کی ایک کاپی راقم الحروف کو دی اس میں انہوں نے یہودی لٹریچر کی روشنی میں زرخیزی کے تصور پر مبنی دیو مالائی مذہبی پرستش کے نظام (Fertility Cults) کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور سامی اقوام کا علم بشریات (Anthropology) کے نقطہ نظر سے مطالعہ کیا ہے انہوں نے یہودیت اور عیسائیت میں اس قدیم مذہبی پرستش کے نظام اور تصورات کے درمیان مشترک عناصر کی نشاندہی کی ہے اور ان مذاہب سے ان کے روابط اور قدیم رشتے ثابت کئے ہیں۔ آخر میں انہوں نے خدا کے قرآنی تصور اور انسان کے خدا سے تعلق کو بیان کیا ہے اور اس کو منفرد، پائیدار اور مثبت صداقتوں پر مبنی قرار دیا ہے۔ یہ نہایت عمدہ تجزیاتی مقالہ ہے۔

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987
- Encyclopedia Brittanica, 1949, 1962, 1974
- Encyclopedia Americana, 1951
- Encyclopedia of Religion and Ethics-1930 - Bible
- The Jewish Encyclopedia
- Chambers Encylopedia, 1950

Suggested Readings

☆ C.A Briggs, The Study of Holy Scriptures, 1899

☆ Ramsay, Luke, the Physician, 1908

☆ K. Rahner, Foundations of Christian Faith, Ny, 1978

☆ H.C. Kee, The Origins of Christian Doctrines, London, 1958

☆ F.C. Grant, The Gospels, Their Origin and Growth, Ny, 1957
☆ G Doty, Letters in Primitive Christainty, Phil, USA, 1973
☆ R.Bultmann, The History of the Sypnotic Tradition, Ny, 1963
☆ The Cambridge History of the Bible, Vol-I
☆ H. Conzelmann, Jesus, Phil, USA, 1975
☆ J.B. Tyson, A Study of Christianity, Ny, 1973
☆ Dennis C. Duling and Norman Perrin, The New Testament Ny, 1982
☆ David R Cartlidge & David L. Dungan, Documents For The Study of Gospels, Clev, USA, 1980
☆ Charles F.Moule, The Brith of New Testament, Ny, 1982
☆ Y. Masih, A Comparitive Study of Religions, Delhi, 1993



British Museum

Bible. The Gutenberg or Mazarin Bible, printed in Latin at Mainz about 1455, was the first book to be printed from movable type

گوٹن برگ بائبل:۔ لاطینی زبان میں پہلی مطبوعہ بائبل 1455ء

باب 3

اپوکریفا

Apocrypha

چوتھی صدی عیسوی (382ء) میں مشرقی کلیسا نے روم میں ایک مذہبی مجلس (Synod of Rome) منعقد کر کے عہد نامہ جدید کی 27 کتب پر اتفاق کر لیا اور باقی تمام مذہبی لٹریچر جو اناجیل، خطوط اور رسولوں کے اعمال کی صورت میں مختلف فرقوں نے تیار کر کے پھیلا رکھا تھا۔ غیر مستند، وضعی یا اپوکریفل (جمع اپوکریفا) قرار دے دیا گیا۔ یہ لٹریچر پہلی صدی عیسوی کے بعد تیزی سے مقبول ہو رہا تھا اور اس میں کئی عیسائی گروہ ملوث تھے۔ مروجہ اناجیل اور خطوط کو ابھی تک کتاب مقدس کا حصہ بننے کا شرف حاصل نہ ہوا تھا۔

عیسائیت کے اس مذہبی لٹریچر کی دو قسمیں ہیں ایک الہام، کشف، رویا، پرمبنی لٹریچر ہے جس کو Apoclyptic Literature کہا جاتا ہے اور دوسرا غیر مستند یا اپوکریفا کہلاتا ہے۔ ہم ان دونوں قسم کے لٹریچر کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

الہام، کشف، رویا پرمبنی لٹریچر Apoclyptic Literature

حضرت مسیحؑ کی بعثت سے قبل دوسری صدی ق م میں یہودیوں نے سہانے مستقبل کی امید میں اس نوع کا الہامی لٹریچر تیار کیا تھا۔ پہلی صدی ق م میں رومن حکومت یروشلم میں قائم یہودی اقتدار پر ضرب کاری لگا چکی تھی 63 ق م میں انہوں نے مذہبی اشرافیہ یعنی مقابیوں کے تسلط کا خاتمہ کر دیا۔ اب ان کو رومی دور محکومی کے ساتھ ساتھ حضرت مسیحؑ کی بعثت کی صورت میں مذہبی چیلنج کا سامنا تھا۔ جس کو وہ اپنے لئے خطرہ سمجھتے تھے۔۔ یروشلم کی تباہی (70ء) کے بعد امید اور شاندار مستقبل کی نوید پرمبنی نام نہاد الہامی لٹریچر کو فروغ ملا جس کی 52 کتب کی فہرست باب بارہ میں دی گئی ہے۔ یہ اپوکریفا کی 13 کتب کے علاوہ ہے۔ یہودی لٹریچر کی طرز پر عیسائی لٹریچر بھی تیار ہوتا رہا۔ پہلی صدی عیسوی میں حضرت مسیحؑ کی آمد، رومی حکمرانوں کے مظالم، کلیسا کے ابتدائی مذہبی نظام کے تسلط اور مسیحی فرقوں کی باہمی آویزش نے عیسائی الہامی لٹریچر کو جنم دینے، عام کرنے اور مقبول بنانے میں مدد دی اس لٹریچر میں سچائی کی فتح، برائی کی شکست اور مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں، کشوف اور رویا درج تھیں ان کتب کے اکثر مصنفین کے نام مل جاتے ہیں البتہ بعض گمنام مصنفین کی کتب ہیں عام طور پر کسی کتاب کو مذہبی اہمیت دینے کے لیے مصنفین نے اسے کسی نبی، حواری یا اہم مذہبی شخصیت کے نام سے منسوب کر دیا ہے اور ان کے ناموں کی آڑ میں اپنے خیالات و نظریات پیش کئے ہیں۔[2]

عیسائیت کی مذہبی تاریخ میں ایسا الہامی لٹریچر عام تھا خود بائبل میں اس کی مثالیں موجود ہیں جیسے دانیال کی پیش گوئیاں اور مکاشفہ، کتاب حزقیل اور عہد نامہ جدید میں مرقس کی انجیل کا باب 13، یوحنا عارف کا مکاشفہ وغیرہ اس لٹریچر میں

بہت متنوع تھا۔ جیسے ابراہام کا عہد نامہ Testament of Abraham پولوس کی رویا Apoclypse of Paul، ہرمیس کا چرواہا (The Shepherd of Hermas) (ایک نصائح آمیز قصہ) عزرا کی کتاب Book of Ezra عیسائیت کی تاریخ میں اس لٹریچر کو بڑی مذہبی اہمیت حاصل رہی اس سے مسیحی فرقوں کے مذہبی نظریات گوناگوں عقائد، کلیسا کے خلاف ردعمل، مستقبل کی امیدیں اور تمنائیں اور اس عہد کے دیگر حالات پر روشنی پڑتی ہے اس لٹریچر کا عیسائیت کے مذہبی سرمایے خصوصاً عہد نامہ جدید کی تشکیل اور ترتیب و تدوین میں اہم کردار ہے گذشتہ صدی میں اس موضوع سے متعلق کئی کتب دریافت ہوئی ہیں۔ محققین نے اس لٹریچر کو جمع کرنے اور اس کے تنقیدی مطالعے میں گہری دلچسپی لی ہے اور اب تک بہت سا مواد چھپ چکا ہے۔ ہم نے چیدہ چیدہ کتب (16) عہد ناموں (2)، مکاشفات والہام پر مبنی مواد (4) اور متفرق لٹریچر کا تعارف (اس باب کے آخر) میں پیش کیا ہے۔

اپوکریفل لٹریچر Apocryphal Literature

کشف والہام پر مبنی لٹریچر کے ساتھ ساتھ ہمیں ایک اور قسم کے لٹریچر کا پتہ چلتا ہے جو اپوکریفا کہلاتا ہے اپوکریفل یونانی میں پوشیدہ خفیہ اور باطنی (Esoteric) کے معنوں میں مستعمل ہے یہ ایسا لٹریچر ہے جس کے مصنف، عہد تصنیف وغیرہ کا علم نہ ہو (Recondite Teachings) اپوکریفا یا غیر مستند قرار دیئے جانے والے لٹریچر کی دو قسمیں ہیں ایک یہودی اپوکریفا دوسرے مسیحی اپوکریفا۔ یہودی اپوکریفا ہفتادی ترجمے میں پایا جاتا ہے اور بعض کتب (11) رومن کیتھولک بائبل (عہد نامہ قدیم) میں موجود ہیں لاؤڈیشیا کی کونسل (363ء) کے بعد اپوکریفا کی 13 کتب کو یونانی چرچ نے بائبل کے یونانی ترجمے سے نکال دیا ان کی حیثیت مختلف چرچوں کے نزدیک مختلف ہے عیسائی مذہب کے غیر مستند لٹریچر (اپوکریفا) کے متعلق روما کی مذہبی کونسل 382ء نے اپنا فیصلہ دیا اور ایک کثیر مجموعے کو غیر مستند قرار دے دیا۔

عیسائی اپوکریفا میں بعض کتب دو تین سو سال تک نہایت مقبول رہیں اتنی مقبول جتنی اناجیل اور پولوس کے خطوط بھی نہ تھے جیسے ہرمیس کا چرواہا، کلیمنٹ کا خط (95ء)، بارہ حواریوں کی تعلیمات (Didache) برنباس کا خط، عبرانیوں کے مطابق انجیل ،پطرس کی انجیل (1892ء میں مل گئی ہے) وغیرہ اپوکریفا میں کئی طرح کے مذہبی عقائد اور فلسفیانہ افکار کی جھلک موجود ہے۔ جس میں فلاطونیت (Platonism) (ذات باری پر بحث)، ارسطو کی منطقی مباحث (Aristotalism) دکھ سکھ سے بے نیازی یا رواقیت (Stoicism) تعیش پسندی (Epicurianism) اور تشکیک پسندی (Skepticism) کے عناصر شامل ہیں۔[3]

پہلی اور دوسری صدی عیسوی میں اس طرز کے لٹریچر میں مروجہ اناجیل اور پولوس کی تعلیمات کے خلاف ایک ردعمل تھا حقائق کی تلاش تھی حضرت مسیحؑ کی درست تعلیمات حاصل کرنے کی تمنا تھی۔ کلیسا کی مذہبی بالادستی کے خلاف احتجاج تھا اور مخالف مسیحی فرقوں کی داخلی سیاست اور بقاء کی جدوجہد پنہاں تھی۔ اس لٹریچر نے حضرت مسیحؑ کی ذات اور تعلیمات کے کئی تشنہ پہلوؤں اور تاریخی خلاء کو پورا کیا۔

اپوکریفا کے پس منظر ہی میں دوسری صدی عیسوی میں کلیسا کے دائرہ اختیار (Juridictional Authority) کا

سوال پیدا ہوا کلیسا کو کیسے کس طرح اور کس نے مذہبی اختیار دیا جس کو وہ اپنے طور پر استعمال کر کے اپنی مرضی مسلط کرتے تھے۔ عیسائیوں کی پہلی نسل حضرت مسیحؑ کے حواریوں کو مذہبی معاملات میں اختیار دیتی تھی۔ حضرت مسیحؑ کے بھائی یعقوب James کی زندگی میں یروشلم کلیسا مادر کلیسا تھا حواری جب تک زندہ رہے عیسائیوں نے کہا کہ زندہ آواز موجود ہے انکے مرنے کے بعد کلیسا کے مذہبی اختیار کا مسئلہ شدت اختیار کرنے لگا۔ دوسری صدی عیسوی میں کلیسائی اختیار رکھنے والا ڈھانچہ (Ministerial Hierarchy) موجود تھا اور اس کا عوام پر کافی اثر تھا، لیکن اس کی مخالفت بھی پائی جاتی تھی۔ کلیسا کے اختیار کا مسئلہ اس وقت ایک نیا رخ اختیار کر گیا جب دوسری صدی ء میں غناسطیوں نے اعلان کیا کہ ان کے پاس حضرت مسیحؑ کی خفیہ زبانی روایات پر مشتمل ایک مجموعہ موجود ہے یہ وہ روایات ہیں جو حضرت مسیحؑ نے بڑی رازداری سے قابل اعتماد حواریوں کو بتائیں اور کسی کتاب میں مرقوم نہیں۔ عوام نے ان میں دلچسپی لی اور کلیسا پر دباؤ ڈالا کہ وہ حقائق سامنے لائے۔ کلیسا اپنے مخصوص عقیدے پر کاربند تھا اور اپنی مرضی کے مذہبی مجموعوں کی سرپرستی کر رہا تھا وہ تمام مذہبی اختیار کو اپنے تک محدود قرار دیتا تھا اور ایسے تمام لٹریچر کا مخالف تھا جو اس کے نظریات سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

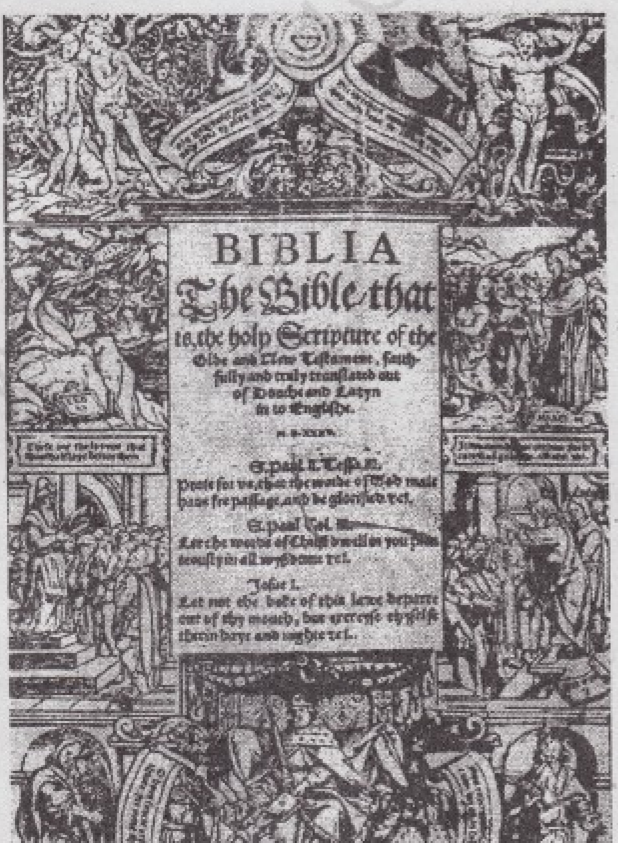
251ء میں کلیسائی رہنما بشپ نوویتیاں (Novatian) نے اعلان کیا کہ کلیسا کے اختیار کا معاملہ طے شدہ ہے کھولنے اور باندھنے کی قوت بشپوں اور پرسبیٹر کے پاس ہے۔[4] جو انہیں یہ منصب عطا ہوتے ہی ودیعت ہو جاتی ہے مشرقی اور شمالی افریقہ میں ہر چھوٹے بڑے علاقے میں بشپ تعینات تھے اس طرح ان کی ایک فوج مذہبی پیشوائیت کی صورت میں عوام پر مسلط تھی۔ ان کو وسیع اختیارات حاصل تھے چوتھی صدی عیسوی میں ان پر آرک بشپ تعینات ہوا بشپ کو پاپا کہتے تھے نویں صدی عیسوی میں یہ لفظ پوپ کے لئے استعمال ہونے لگا۔ قیصر قسطنطین نے عیسائیت کی ترویج کے لیے کلیسا کے سربراہ کا عہدہ Head of the Church اپنی ذات میں مرکوز کر لیا اور نیقیہ کی مذہبی کونسل (325ء) کی صدارت کی چوتھی صدی ء کے آخر میں انطاکیہ، روم قسطنطنیہ، سکندریہ اور یروشلم میں پانچ بطریقوں (Patriarches) نے کلیسائی اختیار سنبھال لئے اس کے چند سال بعد 395ء میں مشرقی اور مغربی کلیسا علیحدہ ہو گئے اس طرح کلیسا نے سرکاری سرپرستی میں اپنا مذہبی تسلط قائم کر لیا۔

مسیحی اپوکریفا ابتدائی عہد کی عیسائیت سے وابستہ ہے ان کتب کے بہت سے نسخے ہمیں نامکمل حالت میں ملتے ہیں کچھ پاپرس پر مرقوم قدیم نسخے ہیں جو قبطی زبان میں ہیں کچھ یونانی زبان میں ہیں۔ بعض کتب ایسی ہیں جن کو آبائے کلیسا نے تقدیس و تکریم کا درجہ دے رکھا تھا اور ان کو عبادات میں پڑھایا جاتا تھا۔[5]

اپوکریفا کے تیزی سے پھیلنے کا ایک سبب یہ تھا کہ اناجیل میں جو واقعاتی خلا تھا یہ کتب ان کو پورا کرتی تھیں۔ جیسے حضرت مسیحؑ کے بچپن کے حالات پر مشتمل انجیل طفولیت۔ مذہبی معتقدات کے باب میں مصریوں کے مطابق انجیل، تھامس کی انجیل، یوحنا کے اعمال، برنباس کی انجیل[6] وغیرہ کئی اہم واقعات کا پتہ دیتی ہیں۔ اپوکریفا کی اہمیت اور وقعت کو کم کرنے کے لیے عیسائی رہنما مختلف جواز تراشتے ہیں کبھی کہا جاتا ہے۔ یہ لٹریچر قصے کہانیوں پر مشتمل ہے کبھی کہا جاتا ہے اس کا سبب یہ کہ مسیحی کلیسا جانچی جائے اور خدا کا کلام پہنچانا جائے۔[7]

یہ لٹریچر عیسائیت کی تاریخ کا اہم باب ہے اور اس کی مذہبی اور تاریخی اہمیت مسلمہ ہے قرون وسطیٰ کے بہت سے مسیحی افکار ونظریات کے ڈانڈے اسی لٹریچر (اپوکریفا) میں پیوست ہیں چوتھی صدی عیسوی میں کلیسا کے سخت تادیبی اقدامات کے باعث یہ لٹریچر معدوم ہونے لگا کلیسائی فادر یوسی بیس (270-340ء) نے اس کی مخالفت کی جس کے باعث دعاؤں میں اس کا استعمال بند کر دیا گیا۔

ہم نے اس باب کے آخر میں اپوکریفا پر مشتمل 46 اناجیل، 20 رسولوں کے اعمال، 11 خطوط اور 16 متفرق کتب کا تعارف پیش کیا ہے یہ وسیع ذخیرہ ہے اس لئے بعض کتب کے نام دینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔



کوورڈیل بائبل انگریزی مطبوعہ 4 اکتوبر 1535ء کا ٹائٹل

کشف، الہام، پیش گوئیوں پر مبنی لٹریچر
Apoclyptic Literature

مروجہ اناجیل کی پیش گوئیاں

مرقس(13) متی(24) لوقا(21) پولوس کا خط(2 تھسلنیکیوں) یوحنا عارف کا مکاشفہ اسی قسم کے لٹریچر کا نمونہ ہے اور اسی زمرے میں آتا ہے۔

یوحنا عارف کا مکاشفہ Rev of John

ہیکل کی تباہی(70ء) کے بعد96ء میں تصنیف ہوا اس کے بعض حصے ہیکل کی تباہی کی طرف اشارے ہیں بائبل میں موجود ہے اور ایسے لٹریچر کی عمدہ مثال ہے۔

پطرس کی رویا Ap. of Peter[8]

اسکا مکمل متن1910 میں سامنے آیا اس میں حضرت عیسیٰ نے پطرس کو رویا میں بتایا کہ نیک لوگ جنت میں جائیں گے اور بدکاروں کو جہنم کی سزا ملے گی۔100یا140ء عہد تصنیف ہے۔

حزقیاہ کا عہد نامہ Testament of Hezkiah

حزقیاہ یہودہ کی سلطنت میں(726ق م۔697ق م) تک بادشاہ تھا اس نے ہیکل کو بتوں سے پاک کیا یہ کتاب بعض نصائح پر مشتمل ہے۔

ابراہام کا عہد نامہ Testament of Abraham

پہلی صدی عیسوی میں عبرانی میں تصنیف ہوا اسکندریہ کے کسی یہودی کی تصنیف ہے۔ حضرت ابراہیم میکائل فرشتے کو ساتھ لے کر خدا سے بعض آدمیوں کو معافی دینے کی سفارش کرتے ہیں۔

ہستاپس کی ندائے غیبی Oracles of Hystapus

یہ کتاب یہودیوں نے لکھی اور عیسائیوں نے اس پر نظر ثانی کی۔ ناپید ہے۔

یسعیاہ کا رویا Vision of Isaiah

یسعیاہ نبی کے آسمان پر جانے کا واقعہ بیان ہوا ہے اس سے حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا استدلال کیا گیا ہے

ہرمیس کا چرواہا Sheperd of Hermas

اس کتاب کے تین حصے ہیں پہلے حصے میں کلیسا کے متعلق مکاشفے ہیں دوسرے میں عیسائیوں کو نصائح اور تیسرے میں تمثیلی حکایات ہیں یہ کتاب روم میں (130-145ء) میں تحریر ہوئی روم میں ابتدائی عیسائیت کا ذکر ہے یہ کتاب بائبل کے سینائی نسخے اور کیتھولک بائبل میں موجود ہے طویل عرصے تک الہامی نوشتہ قرار دی جاتی رہی۔

عزرا پنجم Ezra - V

اس کتاب میں یہودیوں پر سخت تنقید کی گئی ہے اور عیسائیوں کو آسمانی بادشاہت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ 200ء سے قبل کی تصنیف ہے بعض اسے تیسری صدی عیسوی کی تصنیف بتاتے ہیں عزرا فقیہہ کا عہد نامہ قدیم کی تدوین میں اہم کردار بتایا گیا ہے۔

عزرا ششم Ezra - VI

غیر عیسائیوں کو جنگوں اور تباہیوں سے ڈرایا گیا ہے۔ تیسری صدی عیسوی سے قبل کی تصنیف ہے۔

سبلز کی پیش گوئیاں Christian Sibyllines

پطرس کی رویا کا چربہ ہے دوسری صدی کے آخر یا تیسری صدی عیسوی کی ابتداء میں لکھی گئی سبلز ایک بوڑھی عورت ہے اس نے وجدانی حالت میں پیش گوئیاں کیں۔

پال، سٹیفس اور تھامس کے مکاشفات

Apo. of Paul, Stephen and Thomas

پولوس کا مکاشفہ (کرنتھیوں 2:12) جس میں وہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ تھامس اور سٹیفن کے کشوف و رویا (450ء) پر مشتمل ہے بعض عیسائیوں کا خیال ہے کہ دانتے کی ڈی وائن کامیڈی (طربیہ خداوندی) Divine Comedy اس تاثر کا نتیجہ ہے اسے سینٹ آگسٹن (430ء) نے نقل کیا ہے

اسدراس کا مکاشفہ Ap. of Esdras

کسی قدیم یہودی کتاب کا چربہ ہے دوسری یا تیسری صدی عیسوی کی تصنیف ہے۔

پولوس رسول کا رویا Ap. of Paul

پولوس نے جنت اور دوزخ میں جو کچھ رویا میں دیکھا اس کا احوال ہے 338ء کی تصنیف ہے۔

یوحنا کا رویا Ap. of John

کسی یہودی نے عیسائیت قبول کر کے لکھی۔ پانچویں صدی ء کی تصنیف ہے۔

پطرس کی رویا Ap. of Peter

دوسری صدی کی تصنیف ہے اس کا نسخہ 1889 میں مصر کے ناگ حمادی مسودات سے ملا ہے حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی کا ذکر ہے۔ جنت دوزخ کا احوال درج ہے۔

پطرس کا عربی رویا Arabic Ap. of Peter

دنیا کی ابتداء سے لے کر عیسائیت کے آغاز اور حضرت مسیحؑ کی بعثت کا احوال ہے۔ شاید گیارھویں صدی ء کی تصنیف ہے کیونکہ بعد کے زمانے کے کئی واقعات اس میں مذکور ہیں۔

کنواری کا رویا Ap. of Virgin

بی بی مریمؑ کا مکاشفہ۔ چھٹی صدی عیسوی یا بعد کی تصنیف ہے۔

سدراک کا مکاشفہ Ap. of Sedrach

دسویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے سدراک ایک نیک شخص ہے جو گناہگاروں کی خدا سے سفارش کرتا تھا۔

دانیال کا مکاشفہ Ap. of Daniel

عہد نامہ قدیم میں دانیال کے مکاشفے کی طرز پر پیش گوییاں درج کی گئی ہیں۔

بارتھولومو کے الہامات Ap. of Bartholmew

بارتھولومو حضرت مسیحؑ کا حواری تھا اور ناصرہ میں رہتا تھا۔ اس میں حضرت آدم کی خدا سے معافی کے بعد ان کے

بیٹے حضرت مسیحؑ کی حواریوں کے لیے دعا ہے۔

بارتھولموکے سوالات Questions of Bartholmew

حضرت عیسیٰ، بی بی مریمؑ اور شیطان Beliar سے سوال و جواب درج ہیں نصائح آمیز قصہ ہے۔

ان کتب کے علاوہ اور بہت سی الہام و رویا اور مستقبل کی پیش گوئیوں پر مبنی کتب ہیں۔ جن میں سے اہم کتب کے نام درج کئے جاتے ہیں۔[2]

- Ap. of James
- Ap. of Philip
- Teachings of the Twelve Apostles (Didache) (Gnostic)[10]
- Kerygma of Peter
- Dialogue of the Redeemer (Gnostic)
- Acts of Andrews and Mathias
- Pistis Sophia(Wisdom of Faith) (Gnostic)
- Sophia Jesus Christ(Wisdom of Jesus Christ) (Gnostic)
- Testamentum Domini (Testament of Lord) (5th Cen).
- Hipolytus' Apostolic Tradition (2-3 Cen. Roman Leader)

ضمیمہ ب

اپوکریفل لٹریچر

Apocrypha

اپوکریفا پر مشتمل قدیم عہد کے نسخوں میں پاپرس پر مرقوم اناجیل کے قدیم عہد کے نسخے دستیاب ہو چکے ہیں۔ان کا متن موجودہ اناجیل کے متن سے بہت مختلف ہے دوسری صدی ء اور بعد کے 50 سے زیادہ اناجیل اعمال اور خطوط کے متعدد نسخوں میں مندرجہ ذیل اہم ہیں۔

☆ مارسیوں (غناسطی) کی انجیل Gospel of Marcion (150ء)

☆ انجیل پطرس (غناسطی) اوریجن (254) نے اس کے اقتباسات نقل کیے ہیں Gospel of Peter

☆ انجیل تکمیلی Gospel of Perfection

☆ انجیل صداقت Gospel of Truth مطبوعہ 1956 (غناسطی) اس انجیل کی تفصیل لیونز فرانس کے بشپ اری نیوس کی ایک کتاب (185ء) میں ملتی ہے۔جو غناسطی رہنما ویلنٹینس Valentinus کا پیروکار تھا۔

☆ بارہ حواریوں کی انجیل Didache 170ء عہد تصنیف ہے حضرت مسیحؑ کے بپتسمہ لینے کا احوال درج ہے۔ ایبونی فرقے کی دستاویز ہے

☆ یعقوب کی بشارات (Protevangelium of James) حضرت مسیحؑ کے بچپن کے حالات اور پیدائش کا ذکر ہے دوسری صدی ء150ء کی تصنیف ہے۔

☆ انجیل یہوداہ اسکریوطی ناپید ہے Gospel of Judah

☆ انجیل پطرس (قبطی) Gospel of Peter مسیح کے مرکر جی اٹھنے کا احوال درج ہے دوسری صدی عیسوی کا ناگ حمادی نسخہ دستیاب ہو چکا ہے۔درج بالا انجیل سے مختلف ہے غناسطی فرقے کے خلاف ہے۔

☆ فلپس کی انجیل (Gospel of Philp) غناسطی عقائد کی ترجمان ہے

☆ تھامس کی انجیل Gospel of Thomas (مطبوعہ 1959) اس میں حضرت مسیحؑ کے خفیہ اقوال لوگیا درج ہیں غناسطی فرقے کی کتاب ہے ناگ حمادی نسخہ ہے اس میں چار دیگر اناجیل بھی ہیں انجیل یعقوب انجیل یوسف، انجیل عربی، انجیل انتقال مریمؑ ۔اس میں حضرت مسیحؑ کے مٹی سے پرندے بنانے کا معجزہ بیان ہوا ہے پانچویں صدی ء کی تصنیف ہے۔

☆ انجیل طفولیت تھامس میں حضرت مسیحؑ کے بچپن کے حالات ملتے ہیں (Gospel of Infancy)

☆ بی بی حوا، مریم مگدلینی (Gospel of Mary) حضرت مسیحؑ کے ابتدائی حالات پر مشتمل ہے۔ چھٹی صدی میں بی بی مریمؑ کی پرستش اور خدائی کے عقیدے پر مبنی ہے۔

☆ ابونائی انجیل (Gospel of Ebonite) ابونائی یہودی عیسائی فرقہ تھا، مصری، عبرانی اور ناصری اسی ابونائی فرقے کی شاخیں تھیں۔ یہودی عیسائیت کے عقائد کی ترجمانی کی گئی ہے دوسری سے چوتھی صدی عہد تصنیف ہے۔

☆ متی کی انجیل اصل متی کی انجیل کی طرز پر تیار کی گئی اس نام سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اصل انجیل یہ ہوگی لیکن یہ پانچویں صدی کی ہے حضرت مسیحؑ کے بچپن کے حالات پر مشتمل ہے۔

☆ مصریوں کے مطابق انجیل۔ Gospel According to Egyptians

دوسری صدی عیسوی (190ء) کا غناسطی ناگ حمادی نسخہ ہے شادی کی مخالفت کی گئی اس میں حضرت مسیحؑ کے بعض اقوال درج ہیں۔ سابلیہ فرقہ اس کو استعمال کرتا تھا۔

☆ نکودیمس کی انجیل Nicodemus Gospel

نکودیمس فریسی یہودی تھا سندھرین کا رکن تھا اس انجیل کا دوسرا نام پیلاطوس کے اعمال ہیں حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے کے مقدمہ کی کاروائی اور ان کے مر کر جی اٹھنے کا ذکر ہے چوتھی یا پانچویں صدی عیسوی کے لگ بھگ تصنیف ہوئی۔

☆ عبرانیوں کے مطابق انجیل Gospel According to Hebrews

یہ انجیل ناصریوں اور ابونیوں میں (100۔125ء) میں مروج تھی آرامی میں لکھی گئی اور یونانی میں ترجمہ ہوا۔ نامکمل انجیل ہے سکندریہ کے بشپ کلیمنٹ نے اس سے اقتباس نقل کیا کلیمنٹ کی وفات 230ء میں ہوئی۔

دیگر اناجیل

☆ اینڈریو کی انجیل Gospel of Andrew

☆ اپلوس کی انجیل Gospel of Appels

☆ برنباس کی انجیل Gospel of Barnabas [11]

☆ باسلیدی انجیل Gospel of Basilides

☆ سرنتھس کی انجیل Gospel of Cerinthus

☆ انجیل حیات Gospel of living

☆ تھادیوس کی انجیل Gospel of Thaddaus

☆ سکاتھیوں کی انجیل Gospel of Scythians

☆ یوسف بڑھئی کی انجیل (Gospel of Joseph Carpenter) چوتھی صدی عہد تصنیف ہے۔

درج بالا اناجیل کے علاوہ اور بہت سی اناجیل ہیں۔اب ہم دیگر اپوکریفا کا ذکر کرتے ہیں۔

☆ خفیہ کتاب یعقوب Secret Book of James ناگ حمادی نسخہ

☆ کتاب لینٹس ۔ Book of Lentitus

☆ مسیح کی مناجات ۔ A Hyme of Christ

☆ موتیوں بھری مناجات ۔ A Hyme of Pearls

☆ سرنتھس کا مکاشفہ ۔ Revelation of Cerinthes

☆ بی بی مریمؑ کے سوالات ۔ Questions of Mary

رسولوں کے اعمال اور تعلیمات (اپوکریفا)

☆ اندریاس کے اعمال ۔ Acts of Andrews

200-250ء اندریاس ایک خاتون میکی ملا کو اپنے خاوند سے ہم بستری کرنے سے منع کرتا ہے۔رہبانیت کی تعلیم پرمبنی ہے

☆ برنباس کے اعمال ۔ Acts of Barnabas

برنباس پال کا دوست تھا۔

☆ یوحنا کے اعمال ۔ Acts of John

دوسری صدی عیسوی میں روم کا سفر۔

☆ پولوس کے اعمال ۔ Acts of Paul

190ء میں چرچ فادر طرطلیون نے اس کا اقتباس دیا ہے۔ہپولیس 236ء نے بھی اس سے اقتباس دیا ہے۔ شاید جب اعمال کی کتاب لکھی گئی تو یہ اس کا حصہ تھا ڈاکٹر جیمس نے اسے اس کا آٹھواں باب بتایا ہے۔

☆ پطرس کے اعمال ۔ Acts of Peter

110 - 130ء پطرس کی بیٹی کے مکاشفے کا ذکر ہے۔

☆ لوقا کے اعمال ۔ Acts of Luke

☆ تھامس کے اعمال ۔ Acts of Thomas

اسکا عہد دوسری یا تیسری صدی عیسوی ہے رہبانیت کی تعلیم دی گئی ہے۔

☆ فلپس کے اعمال۔ Acts of Philip

پانچویں صدی عیسوی۔

☆ تھیسلا کے اعمال۔ Acts of Thecela

☆ پلاطوس کے اعمال۔ Acts of Pilate

چوتھی صدی عیسوی۔

☆ رسولوں یا حواریوں کے اعمال۔ Acts of Apostles

رسولوں کے اعمال بہت سے مصنفین نے لکھے ہیں جن میں زیادہ مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔

لوسیس Leucius

لین ٹائیس Lentitus

سلیوکوس Seleucus

لیون ٹائیس Leontitus

دیگر کتب

☆ پطرس کا عقیدہ The Doctrine of Peter

☆ پطرس کا فیصلہ The Judgement of Peter

☆ پطرس کی تعلیمات The Preaching of Peter

☆ مریمؑ کی وفات The Passing of Mary

بی بی مریمؑ کے آسمان پر جانے کا واقعہ۔ مریمؑ کی پرستش کی تعلیم۔ چوتھی صدی عیسوی عہد تصنیف ہے۔

خطوط Epistles (اپوکریفل)

اپوکریفا میں کئی خطوط بھی شامل ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ TheAbgarus Epistles (200 AD)

سریانی زبان سے ترجمہ شدہ خط۔ عدیسہ کے بادشاہ کی حضرت مسیحؑ سے صحت یابی کی درخواست اور ان کا جواب ہے جو ی فیس نے اس کا ذکر کیا ہے

☆ Epistle of Barnabas (117 AD)

دوبارہ یہودی نہ بننے اور حضرت عیسیٰ پر ایمان رکھنے کی تلقین۔ دو مقتدر مسیحی رہنماؤں اور عثمن اور جیروم نے اس کو درست مانا ہے۔

☆ Epistle of Clement (95)

بشپ کلیمنٹ کے کورنتھ کے کلیسا کو نصائح۔ نسخہ سکندریہ میں موجود ہے اس کا دوسرا خط (120-140ء) کا ہے

☆ Clements 2nd Epistle to Corinthians (2nd Cent)

کورنتھیوں کے نام کلیمنٹ کا دوسرا خط۔ یہ نسخہ سکندریہ میں موجود ہے بعض چرچ اس کو الہامی نوشتہ قرار دیتے ہیں۔

☆ Letter of Peter to James (2nd Cent) پولوس کا خط یعقوب کے نام

اس میں پولوس پر سخت تنقید کی گئی۔

☆ Clements Epistles on Virginity (2nd Cent)

یونانی سے دو خط سریانی میں ترجمہ ہوئے

☆ Episle From Laodicea

کورنتھوں 16:4 میں اسکا ذکر ہے پولوس کے خطوط کی طرز پر ہے۔

☆ Clements Epistles to James کلیمنٹ کے خطوط یعقوب کے نام

☆ Epistles (7) of Ignatius to Ephesians & Magnesians etc (4th Cen.)

اگناٹیس 105ء میں قتل ہوا کلیساؤں کے نام خطوط ہیں۔

☆ Epistles of Polycarp (110 AD)

پولی کارپ (69-156ء) یوحنا حواری کا شاگرد بتایا جاتا ہے یہ خط فلپیوں کے نام ہے۔

☆ Pauline Epistles to the Laodiceans and Alexandrans

پولوس رسول کے خطوط۔ مورتوری نسخہ میں حوالہ ہے

☆ Pauls Epistle to Seneca

پولوس کا خط سینیکا کے نام۔ چوتھی صدی و، جیروم (420ء) نے اس کا ذکر کیا۔

☆ Epistle of Peter to Philip

پطرس کا خط فلپس کے نام ناگ حمادی نسخہ

ان خطوط میں برنباس کے ایک خط کا نسخہ 1859 میں محقق تشندروف کو نسخہ سینائی کے ساتھ ملا۔ اس کا مصنف کوئی مصری یہودی ہے جس نے عیسائیت قبول کر لی تھیں اس میں یہودی اور باطنی غناسطی عقائد کو باہم ملا دیا گیا ہے۔

☆ Epistes of Apostles -(2nd Cent / 4 Cent) حواریوں کے خطوط

حواشی

1. Ency. Brittanica, 1949, 1962, 1974, Apocryphal Literature

چرچ فادر اوریجن م 254 نے اپوکریفا کی اصطلاح یہود سے لی بعد میں جیروم (م420) نے یہ اصطلاح مروجہ معنی میں استعمال کی۔ پہلے پہل ان کتب کو یہ نام دینے پر اعتراض کیا گیا بعد میں مغربی کلیسا نے یہ اصطلاح استعمال کرنا شروع کر دی۔

2. Encyclopedia Brittanica, Chambers Encyclopedia, Encyclopedia of Religion and Ethics (New Testament, Apocryphal and Christianity)
3. Encylopedia Britt. Apocryphal Literature.
   ☆ (The World Religions, (Article by William Fred, Christianity in the First Five Centuries).
4. The Encyclopedia of Religion - Roman Catholicism

.5 جیسے کلیمنٹ کا خط، بارہ حواریوں کی تعلیمات ہرمیس کا گڈریا، برناباس کا خط وغیرہ

.6 یہ انجیل اپوکریفا میں شامل ہے اور بہت اہم ہے۔

.7 پادری ڈبلیو مچن تحریف انجیل وصحت انجیل، پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور 1929 ص 30۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا، 1949،1962، 1973 انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن 1987 اور انسائیکلوپیڈیا امریکنا 1951 زیر لفظ اپوکریفا لٹریچر۔

.8 Apo. لفظ Apocalypse کا مخفف ہے۔

9. Dr. M.K. James, The Apocryphal Testament, Oxford University Press, Bombay.

میں اس لٹریچر کے متعلق عیسائی موقف اور اہم معلومات درج ہیں اسکا حوالہ پادری مچن نے اپنی کتاب تحریف انجیل وصحت انجیل میں دیا ہے، نیز ملاحظہ کریں۔

Sheikh Muhammad Hafiz, The Search For Truth, Islamabad, 1995.

.10 غناسطی فرقہ کی کتاب ہے۔

.11 برناباس حواری 36ء قبرص کا باشندہ تھا مرقس اس کا رشتے کا بھائی تھا۔ پولوس کا کلسیوں کے نام خط (10 : 4) پولوس کا ہم سفر رہا بعد میں علیحدہ ہو گیا۔ عیسائی انجیل برناباس کے وجود کا انکار کرتے ہیں لیکن یہ اپوکریفا میں شامل ہے اس کا اعتراف انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا نے کیا ہے اور انسائیکلوپیڈیا امریکینا جلد سوم 261 پر اس کا تذکرہ ہے۔

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987
- Encyclopedia Brittanica-1949, 1962 & 1974
- Encyclopedia Americana, 1951
- Encyclopedia of Religion and Ethics, 1930 & 1932 -Bible and Christianity
- The Jewish Encyclopedia
- Hastings Dictionary of Bible, 1898
- Chambers Encyclopedia, 1950

Suggested Readings

☆ R.H. Charles, Apocrypha and Pseudepigrapha, 2 vol, 1913
☆ W.O.E. Oesterly, Books of Apocypha, 1935
☆ T. H. Andrews, Apocryphal Books, 1908
☆ M.R. James, The Apocryphal Literature and New Testament, 1925
☆ C.C Torry, Apocryphal Literature, 1945
☆ R.H. Rowley, Relevance of Apocalyptic, 1944

باب 4

عیسائی فرقے

Early Christian Sects

دوسری صدی عیسوی کا ابتدائی عہد عیسائیت کی تاریخ میں حواریوں کا زمانہ Apostolic Age شمار کیا جاتا ہے اس عہد میں حضرت مسیحؑ کی تعلیمات اور شخصیت، پولوس رسول کی تحریرات (خطوط) کے ذریعے متعارف ہوئیں۔ مسیحی کلیسا نے یہودیت سے ناطہ توڑا اور اپنا الگ تشخص قائم کیا 100 - 313ء میں کلیسا کی پوزیشن مضبوط ہوئی اور قسطنطین قیصر روم کے عہد 313ء میں عیسائیت کو سلطنت روما کی سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی۔

دوسری صدی کی ابتداء میں باطنی غناسطیت Gnosticism کا بہت زور رہا غناسطی تحریک ایک فلسفیانہ مذہبی تحریک تھی جس کا مدعا نجات کا حصول تھا اور اس کے لئے حصول علم اور باطنی صفائی پر توجہ دی جاتی تھی۔ غناسطیوں کا اس عہد کی عیسائیت سے سخت مقابلہ ہوا کئی آبائے چرچ طرطلیوں Tertulian (160-200ء) اری نیس Irenaeus (130 - 200ء) اور دوسری صدی کے دیگر مسیحی اکابر نے ان کے خلاف لکھا۔ تیسری صدی کے کلیسائی آباء میں اوریجن (185 - 254ء) اور یوسی بیس (269 - 339ء) بھی اس کی مخالفت میں پیش پیش رہے یہ تحریک تیسری صدی میں مدھم پڑ گئی کیونکہ ایران کے مصور اور مذہبی رہنما مانی کے ثنویت (Dualism) پر مبنی عقائد زور پکڑنے لگے۔ مانویت کا عیسائی فکر پر گہرا اثر پڑا۔[1]

غناسطیوں کی کئی شاخیں تھیں بردیصانی، باسلیدی، مارسیونی وغیرہ وہ ایک ہی قسم کے فکر کو مختلف انداز سے پیش کرتے تھے ان کے علاوہ دیگر کئی عیسائی فرقے تھے جو حضرت مسیحؑ کی بشریت اور الوہیت کفارہ مصلوبیت وغیرہ پر بااثر کلیسا سے اختلاف رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی کئی اناجیل خطوط کے مجموعے اور اعمال کی کتب تیار کر رکھی تھیں جو مروجہ انجیل کے پہلو بہ پہلو گردش میں تھیں۔ ان کا ذکر اپوکریفا کے باب میں ہو چکا ہے۔

نو افلاطونیت ارسطویت، رواقیت اور دیگر فلسفوں کی بناء پر کئی مسیحی فرقوں نے جنم لیا۔ پولوس نے اپنے خطوط میں غناسطیوں پر سخت تنقید کی (طیطوس اول۔ 1-20، طیطوس دوم 14:4,12) غناسطی رہنما عیسائیت کی درست تعلیمات متعارف کرانے کے لئے بشپوں اور ڈیکنوں کی جگہ اپنے اساتذہ کا تقرر چاہتے تھے۔ نیقہ کی مذہبی کونسل 325ء سے پہلے مخالف عیسائی فرقوں کا اثر بہت زیادہ تھا جو بعد میں رومن کلیسا کے بڑھتے ہوئے سرکاری اثر کے تحت کم ہو گیا۔ تاہم کلیسا کی ابتدائی عہد کی تاریخ مقدس کتاب کی تدوین، ترتیب تشکیل اور متوازی عقائد کے اثرات کو جانچنے کے لیے ان فرقوں کے نظریات کو جاننا ضروری ہے۔[2]

بنیادی طور پر ان فرقوں کا استدلال یہ تھا کہ اگر حضرت مسیحؑ ایک بشر تھے تو عیسائی ان کو خدا مان کر بت پرستی کے

مرتکب ہو رہے ہیں اور اگر وہ خدا تھے تو خدا مر نہیں سکتا حضرت مسیحؑ کی بشریت اور الوہیت کے سوال پر مباحث ان فرقوں کے افکار میں نمایاں رہے۔[3]

مسیحی فرقوں کے نظریات

ابونائی (دوسری صدی ء) Ebionism

ان کی اصل یہودیت تھی حضرت مسیحؑ کو بشر مانتے تھے پولوس کے مخالف تھے تیسری صدی ء تک باقی رہے۔ ناصری فرقہ ان سے ملتا جلتا تھا ان کی دو اور شاخیں بھی تھیں۔ ان کی اپنی تین اناجیل تھیں شام اور فلسطین میں ان کے مراکز تھے۔

دوسیتی (تیسری صدی ء) Docetism

یہ غناسطی شاخ تھی حضرت مسیحؑ کا خدائی وجود مانتے تھے اور ان کی بشریت کو فریب نظر کہتے تھے ان کا کہنا تھا کہ حضرت مسیحؑ کی بجائے شمعون کریتی یا یہودا اسکریوطی (حواری) مصلوب ہوا۔

باسلیدی (تیسری صدی ء) Basilidian

حضرت مسیحؑ نے جب یوحنا سے بپتسمہ لیا اس وقت وہ خدائی وجود بن چکے تھے۔

الوگی (2 یا 3 صدی ء) Alogi

مسیح بشر تھے لیکن خدائی طاقت ان کو قوت دیتی تھی یہ یوحنا کی انجیل کو مسترد کرتے تھے یوحنا عارف کے مکاشفے کو جعلی قرار دیتے تھے اسے ایک منحرف غناسطی سرنتھس Cerinthus (100ء) کی تصنیف بتاتے تھے۔

پاتری پاسی (تیسری صدی ء) Patri- Passianism

خدا ہی باپ اور خدا ہی بیٹا تھا خدا ہی مصلوب ہوا۔

سابلی (تیسری صدی ء) Sabellianism

حلول و تجسم کے قائل تھے کہتے تھے خدا خود انسانی شکل میں آیا تا کہ انسانیت نجات پائے باپ بیٹا اور روح القدس ایک ہستی کے تین نام ہیں۔

مونارکی (تیسری صدی ء) Monarchian

باپ بیٹا روح القدس ایک ہیں

دوناتسی (دوسری، تیسری صدی ء) Donatism

دوناتس کارتھیج کا بشپ تھا چرچ آف روم کا مخالف تھا حضرت مسیحؑ کو انسانی وجود مانتے تھے

مونتانی (دوسری صدی ء) Monatists

مونتانیس نے 170ء میں فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا ایرانی مصور و مذہبی رہنما مانی نے بھی یہ دعویٰ کیا ان کا خیال تھا کہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی موقوف ہوگئی اس کے ساتھ دو عورتیں تھیں جو نبوت کی مدعی تھیں اس فرقے کا کہنا تھا کہ پہلا دور یہودی نوشتوں کا تھا دوسرا حضرت مسیحؑ کا تھا موجودہ دور روح القدس کا ہے۔

آرین (چوتھی صدی ء) Arianism

اریوس (256-336ء) سکندریہ کا باشندہ تھا۔ یہ تثلیث کا مخالف تھا یہ فرقہ حضرت مسیحؑ میں خدائی اور بشری دونوں صفات کو مانتے تھے نیقیہ کی کونسل (325ء) نے ان کو عیسائیت سے خارج کر دیا۔ قسطنطنیہ کی مذہبی کونسل (381ء) کے بعد ان کا مشرق سے صفایا ہوگیا۔

نسطوری (پانچویں صدی ء) Nestorian

حضرت مسیحؑ کی بشری اور خدائی دو فطرتیں تھیں اس فرقے کا بانی نسطوریوس (م 451ء) قسطنطنیہ کا بطریق تھا حضرت مسیحؑ کی بشریت کو خاص اہمیت دے کر ان کو الوہیت کا حامل قرار دیتا تھا۔

کولیریدی (پانچویں صدی ء) Collydrian

یہ فرقہ بی بی مریمؑ کی خدائی (Theotokos) کا قائل تھا جن کے بطن سے خداوند مسیح کا ظہور ہوا (Bearer of God) افس کی کونسل 431ء میں اس عقیدہ کی توثیق کی گئی رومن کیتھولک پوپ آج بھی بی بی مریمؑ کے مجسمے کے آگے سرنگوں ہو کر ان کی مدد اور شفاعت طلب کرتے ہیں قرآن نے بی بی مریمؑ کی پرستش اور الوہیت کی تردید کی۔

اپولیرنی (چوتھی صدی ء) Appollinarian

اپولیرین (313-390ء) سکندریہ میں پیدا ہوا شام کا بشپ رہا۔ یہ فرقہ حضرت مسیحؑ کی بشریت کا انکار کرتا تھا۔ پانچویں صدی ء تک موجود رہا۔ ان کے مخالفین میں سکندریہ اور انطاکیہ کے مکاتب فکر شامل تھے۔

یعقوبی (چھٹی صدی ء) Jacobite

جیکب باردیس Jacob Bardeus اس فرقے کا بانی تھا۔ ان کا کہنا تھا حضرت مسیحؑ میں خدائی اور انسانی فطرت یک جا ہوگئی تھی۔ نسطوریوں کے مخالف تھے چھٹی صدی عیسوی میں شام اور عراق میں ان کا بہت زور رہا۔ ان کو مونو فیزی بھی کہتے تھے۔

یوٹی کین (پانچویں صدی ء) Eutychian

حضرت مسیحؑ کی ذات میں دو فطرتیں بشری اور الٰہی تھیں جو ایک دوسرے میں مدغم تھیں لیکن انسانی فطرت کو خدائی فطرت نے بدل دیا۔

مونو فیزی (پانچویں صدی ء) Monophysite

حضرت مسیحؑ کی ایک فطرت تھی انسانی فطرت خدائی فطرت پر مبنی تھی۔ افس کی مذہبی کونسل (431ء) نے ان عقائد کو مان لیا لیکن خلقد ونیہ Chalcadon کونسل 451ء نے تسلیم نہ کیا جن فرقوں نے اس کونسل کے فیصلے کو نہ مانا اور حضرت مسیحؑ کے یک فطری نظریے پر قائم رہے ان میں لبنان کے میرونی شام کے یعقوبی مصر کے قبطی، حبشہ کے مسیحی اور ارمنی شامل ہیں مشرقی اور یونانی کلیسا پر ان کے گہرے اثرات پڑے۔

ان فرقوں کو عیسائیت کی تاریخ میں بہت اہمیت حاصل ہے یہ کلیسا کے مذہبی فلسفے اور بشپوں کی بالا دستی اور تسلط کے خلاف ایک تحریک ہے ان مخالف فرقوں کو کئی مذہبی کونسلیں منعقد کر کے عیسائیت سے خارج قرار دیا گیا انہیں منحرف، بدعتی اور بے دین کے نام دیے گئے نیقہ کی مذہبی کونسل (325ء) نے ارین کو خارج کیا قسطنطنیہ کی پہلی کونسل (381ء) نے اپولی نیرین فرقے کو نکالا ایسے ہی افس کونسل (431ء) نے نسطوریوں، چالڈین کونسل (451ء) نے یوٹی کین، قسطنطنیہ کی دوسری کونسل (551ء) نے مونو فیزی اور قسطنطنیہ کی تیسری کونسل (680ء) نے دیگر ثانوی فرقوں کو منحرف، باغی اور مرتد قرار دے کر عیسائیت سے الگ کر دیا۔[4]

نیقہ کی دوسری کونسل 787ء نے عیسائیوں کو مریمؑ پرستی کی اجازت دی جس کے بعد بی بی مریمؑ اور مقدس ہستیوں Saints کی تصویر کشی (Icon) اور پوجا کا آغاز ہوا۔ چوتھی قسطنطنیہ کونسل 869ء کے انعقاد کے بعد عیسائیت دو حصوں مشرقی اور مغربی کلیساؤں میں بٹ گئی یہ آخری مذہبی کونسل تھی اس کے بعد پاپائے روم کی کونسلوں کا آغاز ہوا پانچویں اور چھٹی صدی ء میں ایران کے نسطوری کلیسا آرمینیا کے کلیسا شام کے یعقوبی، حبشہ کا کلیسا، مصر کا قبطی کلیسا اور ہندوستان کا کلیسا الگ ہو گئے ان کا علیحدہ تشخص اب تک برقرار ہے۔[5]

تثلیث کا ارتقاء

کلیسا کی مذہبی کونسلوں کے انعقاد اور مخالف عیسائی فرقوں کے عیسائیت سے اخراج کے ساتھ ساتھ یہ جاننا ضروری ہے کہ 312ء میں قیصر روم قسطنطین کے عیسائیت کے سرپرست بننے سے پہلے عیسائیوں کو رومن حکمرانوں کی طرف سے کبھی سختیوں اور کبھی نرمی کا سامنا رہا۔ اولین چرچ یروشلم میں حضرت مسیحؑ کے بھائی یعقوب (مرقس 3:6) نے قائم کیا 70ء میں یروشلم کی تباہی کے بعد اس کا خاتمہ ہو گیا دوسری صدی عیسوی میں عیسائیت پر یونانی اثرات غالب رہے۔ جس کے نمائندہ کلیسائی آباء جسٹن مارٹائر (100-163ء) اور تیسری صدی میں سکندریہ کے کلیمنٹ (150-215ء) اور اوریجن (185-254ء) تھے ابتدائی زمانے میں عیسائیت دیہی علاقوں میں مقبول نہ تھی۔ شہری علاقوں میں مروج تھی جہاں تمام اختیارات بشپوں کے پاس تھے۔ قسطنطین کے عہد (312ء) کے بعد عیسائیت رومن حکومت کا سرکاری مذہب بن گئی عیسائیوں نے رومی سلطنت کا بھرپور ساتھ دیا اور "خونی شہادت" کے فلسفہ کی جگہ "ضمیر کی شہادت" نے لے لی۔ جس کے نتیجے میں رہبانیت کا ظہور ہوا۔ دوسری صدی ء میں کلیسا نے غناسطیوں کا مقابلہ کیا۔ تیسری صدی ء میں مخصوص معتقدات کا دفاع کیا چوتھی صدی ء میں قسطنطین نے قسطنطنیہ کو نیا دارالحکومت (337) بنایا اور خود کلیسا کا سربراہ بنا اس کی سرپرستی کے باعث عیسائیت کا اثر و نفوذ بڑھنے لگا اور مسیحی فکر نے ایک نئی کروٹ لی۔[7]

نیقہ کی کونسل 325ء جو قسطنطین کی صدارت میں منعقد ہوئی اس میں یہ اعلان ہوا کہ ہم خدا کے بیٹے کے ساتھ ساتھ روح القدس پر یقین رکھتے ہیں اس کی کوئی معقول وجہ یا جواز پیش نہ کیا گیا۔ چوتھی صدی ء کے اختتام تک روح القدس تثلیث Trinity کا باقاعدہ تیسرا اقنوم بن گیا اور ایمان کا جزو قرار پایا۔ تمام مذہبی کونسلیں جنہوں نے تثلیث اور دیگر مسیحی عقائد اپنائے رومن حکومت کے یونانی بولنے والے حصہ مشرق میں منعقد ہوئیں اور سلطنت روما کے شہنشاہوں کی سرپرستی میں ہوئیں۔ 330ء کے بعد رومن شہنشاہوں نے نئے دارالحکومت قسطنطنیہ کو اپنی مستقل قیام گاہ بنایا یہی وجہ ہے کہ مشرقی کلیسا پر یونانی اثرات غالب ہیں۔ لاطینی مغرب بھی بڑی حد تک ابتدائی مذہبی کونسلوں کے دوران فیصلہ کن مداخلت کرتا رہا تاہم سلطنت روما کے مشرقی حصہ میں جو سات اہم مذہبی کونسلیں منعقد ہوئیں انہوں نے ہی تثلیث، حضرت مسیحؑ کے اقنوم ثانی اور ان کے وجود کی ازلیت، روح القدس کی الوہیت بطور اقنوم، بی بی مریمؑ کو خدائی درجہ دینے Theotokos وغیرہ کے عقائد اپنائے اور ان کو عام کیا۔[8] اسلام کے ظہور اور اسلامی فتوحات (630-640ء) کے بعد جب مسلمانوں کا شام مصر اور فلسطین پر قبضہ ہو گیا تو سکندریہ، شام (انطاکیہ) اور یروشلم کے عیسائی پیٹریاک (بطریق) اپنا اثر کھو بیٹھے اور تثلیث حضرت مسیحؑ کی ذات کی حقیقت (بشریت الوہیت) وغیرہ کے نظریات جو نسطوریوں، ایرین، یعقوبیوں، مونوفیزیوں وغیرہ میں باعث نزاع چلے آرہے تھے دم توڑنے لگے 728-834ء میں کلیسا نے جو اصنام پرستی اور تصویر سازی (Holy Icon) کا نظریہ اپنایا اس پر بھی اسلام نے ضرب کاری لگائی۔

• حواشی

1. The World Religions, Sutherland et al, Article by John Muddiman The First Century Crisis - Christian Origins.
2. H.C Kee, The Origins of Christianity, NJ, USA, 1973
3. J.N.D. Kelly, Early Christian Doctrines, London, 1958
4. F.M Young, From Nicaea to Chalcedon, London, 1983
5. The Search For Mary, Time, 30 Dec, 1991
6. Chambers Encyclopedia, (Ecumenical Councils).

مزید معلومات کیلئے دیکھیں۔

A.W Wainwright, The Trinity In the New Testament, London 1962.

7. Ency. of Religion - Trinity - Roman Catholicism & Christianity.
8. Ency. Americana. (Nicaea Creed & Councils).

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987
- Encyclopedia Brittanica, 1962, 1974
- Encyclopedia Americana, 1951
- Encyclopedia of Religion and Ethics, Vol-XI, 1934- Sects
- The Jewish Encyclopedia

Suggested Readings

☆ J.M. Robinson, The Nag Hammadi Library, London, 1978

☆ F.H Chase, Hastings Dictonary of Bible

☆ Cambridge History of the Bible vol I, 1970

☆ Trevor Ling, A History of Religion East & West, London, 1968

☆ F. Ernest Scott, Literature of the New Testament Ny, 1932

☆ James H. Charlesworth, The Pseudepigrapha and Modern Research with a Supplement, Cal. USA, 1981

☆ R.M. Grant, Gnosticism and Early Chistianity, Ny, 1966

☆ A Von Harnack, The Mission and Expansion of Christianity in the First Three Centuries (Eng, tran) Reprint, 1962

باب 5

عہد نامہ جدید کی تشکیل

Canonisation

عیسائیوں کی بائبل مقدس Holy Book / Scriptures یا Canon کی تشکیل میں چار صدیاں صرف ہوئیں یہ ایک طویل اور پیچیدہ عمل تھا اس کام میں مذہبی پیشواوں کی ایک کھیپ رومن فرمانروا کلیسائی آباء اور کلیسائی کونسلوں کے اراکین شامل تھے۔

☆ عیسائیوں کی پہلی نسل یہودیت سے وابستہ تھی عبرانی نوشتوں اور عہد نامہ قدیم کے ہفتادی یونانی ترجمے کو کتاب مقدس کا درجہ دیتی تھی

☆ پہلی صدی عیسوی میں پولوس کے خطوط سامنے آنے لگے لیکن ایسا کوئی مذہبی لٹریچر تیار نہ ہوا تھا۔ جو یہودی نوشتوں کی طرح مقدس مانا جاسکتا اور اس کا متبادل قرار پاتا۔

☆ دوسری صدی عیسوی میں پولوس رسول کے خطوط کے بعد حواریوں کے کارناموں پر مشتمل رسولوں کے اعمال لکھے گئے۔ پولوس کے اعتقادات رفتہ رفتہ جڑیں پکڑنے لگے۔

☆ پولوس کے خطوط کے بعد عام خطوط یعنی یہوداہ، یعقوب، پطرس کا دوسرا خط دوسری صدی ء کی مذہبی آزاد خیالی اور غناسطی خیالات کی تردید میں لکھے گئے یعقوب کا خط جو غیر مستند مانا جاتا ہے 135ء میں تحریر ہوا یہ خطوط گمنام مصنفین کی تحریرات تھیں جن کو حواریوں کے نام منسوب کر دیا گیا۔ یہ خطوط 85 سال میں تیار ہوئے۔[1]

دوسری صدی عیسوی کے آخر تک پولوس کے خطوط اناجیل، اعمال اور دیگر عیسائی تحریرات سامنے آئیں۔ فادر آگیسناتیس (Ignatius 35-107) کے کلیساؤں کے نام خطوط کے علاوہ پہلی صدی عیسوی کی تحریرات میں روم کے کلیمنٹ کا خط کورنتھیوں کے نام (96ء)، برناباس کا خط (پہلی صدی) اور شامی کتاب بارہ حواریوں کی تعلیمات (100-90ء) مسیحی عقائد کی ترجمان تھیں دوسری صدی ء کے ابتدائی عشروں میں کلیمنٹ کا دوسرا خط (مصر) اور ہرمیس کا چرواہا (روم) تصنیف ہوئیں۔ کلیساؤں نے ان کو مقدس اور متبرک قرار دیا اس صدی (2ء) کے آخر میں کلیسائی آبا. (وہ آباء جنھوں نے حواریوں کو دیکھا اور ان سے ملے تھے) پاپیاس Papias، پولی کارپ، جسٹن مارٹائر اور اری نیس کی تحریرات منظر عام پر آئیں اگر چہ ان کو مقدس قرار دیا گیا لیکن ان کی مذہبی حیثیت غیر واضح رہی پھر بھی مروجہ اناجیل اور خطوط کے ساتھ ساتھ موجود رہیں۔ ان کا مقابلہ یہودی نوشتوں سے نہیں کیا جاسکتا وہ زیادہ جامع ہیں اور ان کا طرز تحریر ادبی نوعیت کا ہے۔

حواریاتی آباء مقدس کتاب کا تصور نہ رکھتے تھے اگرچہ وہ مستقبل میں مقدس کتابوں کا درجہ حاصل کرنے والے تحریری مواد (اناجیل خطوط وغیرہ) سے حوالے دیتے تھے لیکن اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ وہ مقدس کتاب سے حوالہ نقل کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر برنباس کا خط (119ء) جو اپوکریفا میں شامل ہے اس میں متی کی انجیل کے فقرات (جیسا کہ لکھا گیا ہے بہت سے بلائے گئے لیکن کچھ چنے گئے (متی 16:20) درج ہیں لیکن متی کے نام یا مقدس کتاب کے طور پر حوالہ نقل نہیں کیا گیا عام کتاب کی ایک عبارت نقل کی گئی ہے۔ نسخہ سینائی میں یہ خط موجود ہے۔ برنباس کا خط اس عہد میں مقدس مانا جاتا تھا۔

کلیسائی آباء نے غناسطی فرقے کی سخت مخالفت کی مارسیون (Marcion) غناسطی رہنما روم سے 140ء میں ایک انجیل اور دس خطوط کا مجموعہ لایا وہ یہودیت سے عیسائیت کو الگ کرنا چاہتا تھا۔[2] اس کا کہنا تھا کہ یہودی خدا منتقم اور جابر ہے عیسائی خدا محبت کا پیکر ہے وہ پولوس کے دو خطوط Apostolican میں مذکور یہ عقیدہ کہ نجات کے لئے عمل کی نہیں ایمان کی ضرورت Antinominian کا قائل تھا۔ محققین اس کی انجیل کو لوقا کا ترمیم شدہ نسخہ اور پولوس کے خطوط کو نامکمل اور مسخ شدہ خطوط قرار دیتے ہیں۔ مارسیون کی انجیل اور خطوط ناپید ہیں اس لیے تقابل ممکن نہیں[3] آرتھوڈوکس عیسائیوں نے غناسطی اور مونتانی (Montanism) فرقے کے خلاف بہت کچھ لکھا[4] جو دوسری صدی ء کو روح القدس کا عہد کہتا تھا۔ غناسطیوں نے یوحنا کی انجیل اور یوحنا عارف کے مکاشفے پر سخت اعتراضات کیے۔ ان فرقوں کی تحریرات حواریاتی روایات کے خلاف بغاوت اور ان سے انحراف پر مبنی تھیں۔

بائبل کی ترتیب اور تشکیل کے دوران حواریائی آباء نے کن کتب کو مقدس قرار دیا؟ کیا وہ سب کتب بائبل میں ہیں یا بعض کتب بائبل کا حصہ نہیں؟ انہوں نے مقدس تحریرات کی نشاندہی کر دی اس کے باوجود ان کتب کو بائبل سے کیوں نکالا گیا؟ ایسے بہت سے سوالات ہیں ہم بائبل کی تشکیل کے پس منظر میں ان کا ذکر کریں گے۔

جسٹن مارٹائر 100-165 (Justin Martyr)

جسٹن مارٹائر (Apologist) نے اناجیل اربعہ کو حواریوں کی یادداشتیں قرار دیا اور ان کو خطبوں میں استعمال ہونے والا مواد بتایا اس نے اپنی تحریروں میں عبرانیوں کے نام خط پولوس کے خطوط، پطرس کے پہلے خط اور اعمال سے حوالہ دیے لیکن وہ ان کو مقدس نوشتے نہیں سمجھتا تھا۔ جسٹن نے مستقبل کی چار غیر مستند کتب (اپوکریفا) کو مقدس مانا ہے۔[5]

اس کے ایک شامی شاگرد ططین (Tatian) نے چار اناجیل کے ایک سے واقعات کو ترتیب دے کر ایک انجیل (Diatessaron) تیار کی جو انجیل یوحنا پر مشتمل تھی لیکن وہ اناجیل اربعہ کو مقدس کتاب نہیں مانتا یہ انجیل عراق میں 250 سال تک مستعمل رہی اور شام میں پانچویں صدی عیسوی تک کلیسا کے زیر استعمال رہی اگرچہ چار اناجیل الگ صورت میں موجود تھیں۔ تاتیان کے اس کام کی وجہ سے بعد میں اسے بے دین کہا گیا۔

طرطلیوں (160-220ء)

دوسری صدی عیسوی کے بعد مقدس کتب کے تعین پر ایک جنگ War of Books چھڑ گئی جو چوتھی صدی میں اس کی تکمیل تک جاری رہی بلکہ چھٹی صدی ء تک اس کی گونج سنائی دیتی رہی ۔ فادر طرطلیوں Tertullian نے مروجہ انجیل کی بعض کتب کو تسلیم کیا[6] اس نے دو خطوط کو جن میں ایک اپوکریفا ہے کلیسا کے نزدیک متبرک کہا[7] چار خطوط کو غیر مستند قرار دیا جو موجودہ بائبل میں شامل ہیں[8] اس نے مستقبل کے اپوکریفا سے کتاب ہرمیس کے گڈریئے کو مستند نوشتہ تسلیم کیا۔

اری نیس (130-200ء) Irenaeus

اری نیس دوسری صدی کا پہلا عیسائی مصنف ہے جس نے مقدس کتاب کا نظریہ وضع کیا لیکن اس کے لئے عہد نامہ جدید یا کوئی اور اصطلاح استعمال نہ کی اس نے اپنے خیالات کی تائید میں اس وقت کے کثیر لٹریچر سے بلا تفریق حوالے نقل کئے جن کی تعداد 1467 ہے وہ ان تمام کتب کو جو کلیسا کے زیر استعمال تھیں متبرک لٹریچر قرار دیتا ہے ۔ ان حوالوں میں عہد نامہ قدیم کے 935 حوالے ہیں اس نے مسلمہ کتب کی کوئی فہرست نہیں دی وہ کتاب رسولوں کے اعمال اور پاسبانی خطوط[9] کو کلیسا کی ضرورت Ecclesiastical needs قرار دیتا ہے وہ پولوس کے پانچ خطوط کو تسلیم نہیں کرتا اور عام خطوط میں سے دو کو غیر مصدقہ بتاتا ہے۔[10] ایسے ہی مروجہ بائبل کے تین خطوط[11] اور یوحنا عارف کے مکاشفے کو مقدس کتاب کا درجہ نہیں دیتا۔ اس نے اپنی تحریرات میں زیادہ حوالے عہد نامہ قدیم اور اپوکریفا سے دیئے ہیں بعض جگہ وہ غناسطی لٹریچر سے بھی استفادہ کرتا ہے[12] اس نے عہد نامہ قدیم کی اپوکریفا سے کتاب باروخ سے استدلال کیا ہے وہ پولوس کو حواری (رسول) نہیں مانتا تھا۔

جن کتب سے اسے اتفاق ہے ان میں چار اناجیل، پولوس کے 9 خطوط، پطرس کا پہلا خط، یوحنا کا پہلا اور دوسرا خط اور مکاشفہ شامل ہیں۔[13] وہ کتاب ہرمیس کے گڈریا کو مقدس نوشتہ سمجھتا تھا۔

سکندریہ کا بشپ کلیمنٹ (م 215ء)

دوسری / تیسری صدی عیسوی تک مروجہ بائبل میں درج پطرس کے دوسرے خط کا کوئی وجود نہ تھا دوسری صدی عیسوی میں سکندریہ کا بشپ فادر کلیمنٹ تین خطوط کو مسترد کرتا تھا۔ جو مروجہ بائبل میں شامل ہیں[14] وہ اپوکریفا کی تین کتب کو تقدیس کا حامل قرار دیتا ہے۔[15] اس نے ہرمیس کے گڈریئے کو نوشتہ قرار دیا وہ اس عہد کی کتب میں چار کو تسلیم کرتا تھا[16] کیونکہ ان کی بنیاد الہام تھا اب وہ اپوکریفا کا حصہ ہیں۔ کلیمنٹ پولوس اور پطرس کا قریبی ساتھی تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ تیسری صدی ء تک مقدس کتاب کا کوئی واضح تصور نہ تھا۔ آبائے کلیسا نے جن کتابوں کو مقدس مانا وہ بائبل میں جگہ حاصل نہ کر سکیں ۔ انہوں نے پولوس کے خطوط کے مقابلے میں دیگر خطوط (اپوکریفا) کو زیادہ اہمیت دی اور انہیں تقدیس کا حامل سمجھا۔ دوسری صدی ء تک کئی خطوط، اور اناجیل کو آبائے چرچ نے غیر مستند اور وضعی

قرار دیا لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ ان میں سے بعض بائبل کا حصہ بنے چار عام خطوط[17] ہمیشہ شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھے گئے عبرانیوں کے نام خط کے مقدس ہونے پر طویل بحث موجود ہے یوحنا کی انجیل اور یوحنا عارف کے مکاشفے پر بہت اعتراضات ہوئے مکاشفہ کو تو بہت سے بااثر کلیسائی آباء نے یکسر مسترد کر دیا۔[18]

مشرقی کلیسا کے لئے کتاب مکاشفہ کو مستند تسلیم کرنا ایک مسئلہ بنا رہا اور عبرانیوں کے نام خط کو مغربی کلیسا نے تسلیم نہ کیا یہ۔ آخر کار جیروم 342-430ء اور ہیلیری 315-367ء کی کوششوں سے عبرانیوں کے نام خط کو مغربی کلیسا نے تسلیم کر لیا لیکن نویں صدی عیسوی کے عہد نامہ جدید کے کئی ایسے مسودات موجود ہیں جن میں یہ خط موجود نہیں اور اس کے بغیر مقدس کتاب اپنی تقدیس کو سمیٹے رہی۔

اوریجن (Origen) 185-254ء

تیسری صدی کا کلیسائی فادر اوریجن عیسائی ادب کا بڑا عالم تھا اس نے مقدس کتابوں کی مندرجہ ذیل درجہ بندی کی۔

1۔ مصدقہ کتب[19] جو کلیساؤں میں زیر استعمال ہیں۔

2۔ یقین سے کہنا مشکل ہے کہ مصدقہ ہیں لیکن غیر مصدقہ نہیں کہی جا سکتیں[20]

3۔ مصدقہ لیکن دوسرے درجے میں ہیں[21] اور متنازعہ شمار ہوتی ہیں۔

4۔ غیر مصدقہ تیسرے درجے کی کتب ہیں اور جعلی ہیں[22]

5۔ اوریجن کے نزدیک بعض کتب مصدقہ اور مستند تھیں یہ مقدس نوشتے (Graphe) تھے حالانکہ بعد میں یہ اپوکریفا میں شامل کئے گئے۔[23]

اس نے جو درجہ بندی کی اس پر عمل درآمد ممکن نہ تھا کیونکہ کلیسا روایات اور نام نہاد حواریوں کی تعلیمات کو ترجیح دیتا تھا۔ بہرحال اس نے اس عہد کے لٹریچر کو سامنے رکھ کر جو درجہ بندی کی وہ اس کے مستند وغیر مستند کتب کا ذاتی معیار کہی جا سکتی ہے۔ جس کو نظر انداز کر دیا گیا۔

یوسی بیس (Eusebius) 269-340ء

یہ قیصر قسطنطین کا مشیر تھا اور تاریخ کا عالم تھا۔ اس نے قیصر کے حکم پر بائبل کے 50 نسخے تیار کئے جو مختلف کلیساؤں کو روانہ کئے گئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ موجودہ نسخہ سینائی (4ء) اور نسخہ سکندریہ (5ء) اس میں شامل تھا اس نے الہامی دکشفی لٹریچر اور بعض اپوکریفا کو مقدس کتب میں شامل کیا اور یہ رائے دی کہ ان کو موضوع کے اعتبار سے کتابوں کے ساتھ شامل کر لیا جائے وہ مقدس تحریرات کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔

1۔ وہ کتب جو متنازعہ نہیں۔[24]

2۔ وہ کتب جو متنازعہ ہیں۔[25]

3۔ وہ کتب جو جعلی ہیں لایعنی نہیں[26]

4۔ مکمل جعلی[27]

یوسی بیس کہتا ہے کہ سکندریہ کا فادر اوریجن، جس کا ذکر ہو چکا ہے اسی قسم کی تقسیم کا قائل تھا لیکن یہ بات اس نے اپنے نظریات کو تقویت دینے کے لئے کہی ہے۔

ان درجہ بندیوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مروجہ عہد نامہ جدید کی کتب پر اتفاق رائے نہ تھا بعض کتب بعض کلیسائی آباد کے نزدیک مستند تھیں اور بعض انہیں غیر مستند سمجھتے تھے۔ ابھی تک مقدس کتاب Canon کی تکمیل اور اس میں شامل ہونے والی کتب کا تعین نہ ہوا تھا۔

اتھاناسیس (Athanasius) 328-373ء

سکندریہ کے بشپ اتھاناسیس کے ایسٹر کے خط (367ء) میں ہمیں پہلی دفعہ 27 کتب کا ذکر ملتا ہے جس کے بعد عہد نامہ جدید کی حدود متعین ہو گئیں۔ وہ کہتا ہے کہ بعض کتب کو کلیسا نے مان لیا ہے اور یہ بپتسمہ دینے کے وقت اونچی آواز سے پڑھی جاتی ہیں لیکن بعض کو تسلیم نہیں کیا جن کو تسلیم کیا گیا ان میں بارہ حواریوں کی تعلیمات اور ہرمیس کا گڈریا شامل ہیں برناس کے خط کو اس نے تسلیم نہیں کیا حالانکہ یہ نسخہ سینائی میں مکاشفہ کے بعد درج ہے نسخہ سکندریہ (پانچویں صدی ء) میں مکاشفہ اور کلیمنٹ کے دو خطوط میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔

مشرقی کلیسا نے جن 27 کتب پر اتفاق کیا اور جو مروجہ بائبل میں موجود ہیں اس فہرست کو جیروم کی وساطت سے مغربی کلیسا نے مان لیا جیروم اس وقت پوپ دماس اول Damasus I کا مشیر تھا۔ جب رومن کونسل Synod کا 382ء میں انعقاد ہوا۔ پوپ نے اس کونسل کے بعد ایک فرمان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ ہم ان کتب کو الہامی نوشتے مانتے ہیں۔ جن کو عالمی کیتھولک چرچ مانتا ہے اور ان کو تسلیم نہیں کرتے جن سے وہ احتراز کرتا ہے۔ اس کے بعد اس فرمان میں 27 کتب کی فہرست درج ہے اور اس کو عہد نامہ جدید (Canon of New Testament) کہا گیا ہے۔

رومن کونسل سے متاثر ہو کر شمالی افریقہ کے علاقے ہپوس میں ایک کونسل (Synod) (393ء) منعقد ہوئی جس نے 27 کتب کو مروجہ ترتیب کے ساتھ مان لیا۔ کارتھیج کی مذہبی کونسل میں اسی قرارداد کو دہرایا گیا جو 397ء میں منعقد ہوئی اسی عرصے میں جیروم کے زیر اثر ہپو کے کلیسائی رہنما آگسٹائن (Augustine) نے اتھاناسیس کی فہرست کو تسلیم کر لیا یہ وہی فہرست تھی جس کی منظوری دی جا چکی تھی۔

چار صدیوں کی طویل کش مکش تگ و دو اور داخلی انتشار کے بعد مروجہ بائبل وجود میں آ گئی۔ پانچویں صدی کے آغاز

میں یونانی اور لاطینی کلیساؤں نے 27 کتب کی موجودہ فہرست کو مان لیا لیکن شامی چرچ پطرس کے دوسرے خط، یوحنا کے دوسرے اور تیسرے خط یہوداہ کے خط اور مکاشفے کو تسلیم نہ کرتا تھا پانچویں صدی کا بائبل کا سُریانی ترجمہ پشتاPeshitta یا مقبول عام بائبل کی صرف 22 کتب تھیں لیکن چھٹی اور ساتویں صدی ء میں اس پر نظر ثانی کر کے ان کی تعداد 27 مقرر کر دی گئی اس طرح یونان کے مشرقی اور مغرب کے لاطینی کلیساؤں میں مروجہ 27 کتب پر اتفاق ہو گیا۔[28]

موراتورنی نسخہ(Muratorian Fragment)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عہد نامہ جدید کا قدیم ترین نسخہ موراتورنی نسخہ ہے۔ جو 1740 میں دریافت ہوا دراصل یہ لاطینی نسخہ ساتویں یا آٹھویں صدی کا ہے اور بوسیدہ اور کٹی پھٹی حالت میں ہے اس کی زبان بھدی اور گنجلک ہے اس کو ایک اطالوی مورخ اے موراتوری (A. L. Muratori)(1672-1750ء) نے دریافت کیا اس لئے اسی کے نام سے مشہور ہے

اس نامکمل کٹے پھٹے نسخے میں مروجہ بائبل کی پانچ کتب (عبرانیوں کے نام خط، پطرس کا پہلا خط پطرس کا دوسرا خط، یعقوب کا خط اور یوحنا کا تیسرا خط) موجود نہیں ہیں۔ لوقا کی انجیل کی ابتدائی سطریں نہیں البتہ اس نسخہ میں کتاب مقدس مندرجہ ذیل کتب پر مشتمل بتائی گئی ہے۔

1۔ متی ۔ مرقس، لوقا، یوحنا، اعمال، پولوس کے تیرہ خطوط، یہوداہ کا خط، یوحنا کے دو خط اور مکاشفہ یہ نسخہ عبرانیوں کے خط کی جگہ مکاشفہ کو مقدس کتاب قرار دیتا ہے۔

2۔ اپوکریفا سے کتاب سلیمان کی دانش Wisdom of Solomon اور پطرس کی رویا Apoc. of Peter کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کو پڑھا جائے اگرچہ بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں ہرمیس کے گڈریے کو مسترد کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ حواریوں کے زمانے کی تصنیف نہیں۔ پہلے محققین کا خیال تھا کہ اس نسخے کا متن دوسری صدی کے متن سے ملتا ہے لیکن جدید محقق کہتے ہیں کہ یہ چوتھی صدی عیسوی کے عہد نامہ جدید کے مشرقی متن سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس میں یوحنا کی انجیل کی تصنیف کے متعلق یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔

چوتھی انجیل یوحنا کی ہے یوحنا کو بشپوں اور بعض پیروکاروں نے انجیل لکھنے کی ترغیب دی اس نے ان سے کہا کہ آج کے بعد اس کے ساتھ تین دن روزے رکھیں اور پھر ان پر جو مکاشفات ہوں ان کو بیان کریں اس رات حواری اینڈریو کو مکاشفہ ہوا کہ یوحنا تمام باتیں جو اسے معلوم ہیں اپنے نام سے تصنیف کرے اور یہ سب لوگ اس کی تصدیق کریں اس طرح یہ انجیل تصنیف ہوئی۔ اس نسخہ میں لوقا کی انجیل کو پولوس کی اتھارٹی پر مانا گیا ہے اور مرقس کی انجیل کو پطرس حواری (رسول) کی سند پر تسلیم کیا گیا ہے۔[29]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عہد نامہ جدید کا قدیم ترین نسخہ نہیں کہلا سکتا یہ نامکمل ہے اور اس میں اپوکریفا سے کتابیں شامل ہیں نامکمل ہونے کے باعث عہد نامہ جدید کی پانچ کتب اس میں موجود نہیں۔ دراصل عہد نامہ جدید کی کتب کے تعین کا اختیار یونانی کلیسا کو حاصل تھا انہوں نے اسے چوتھی صدی ء میں استعمال کیا اس کے بعد جیروم اور ہلیری نے عہد نامہ جدید کی 27 کتب کو موجودہ صورت میں مغرب میں متعارف کرایا۔

حواشی

1. Ency. of Religion - New Testament also Ency. Britt. 1974 Biblical Literature

مزید معلومات کے لیے دیکھیں

☆ Hug Wybrew, Eastern Christianity Since 451 in the World Religions, Sutherland et al

☆ Charles F. Moule, The Birth of the New Testament, San, USA, 1981.

2. Encyclopedia Brittanica 1974 Biblical literature.
3. Encyclopedia of Religion-1987, New Testament

4. انجیل صداقت جس کا ذکر اری نیمیس نے کیا اور جو ناگ حمادی مسودات سے مل گئی ہے۔ دوسری صدی عیسوی کا قبطی مسودہ ہے اور سکندریہ کے ایک غناسطی کا تیار کردہ ہے اسی طرح تھامس کی انجیل قبطی میں ہے اور حضرت مسیح کے اقوال پر مشتمل ہے یہ انجیل یونانی میں بھی موجود ہے۔ کلیسائی آباد دوسری صدی سے چوتھی صدی تک اس کے جعلی ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔

5. - انجیل پطرس Gospel of Peter
   - پال کی تعلیمات Preachings of Paul
   - ایبونی انجیل Ebionite Gospel
   - سب لائیز پیش گوئیاں Syblline Oracles
   - شامی رسومات وعبادات Syrian Liturgy

6. چار اناجیل پولوس کے تیرہ خط، رسولوں کے اعمال، یوحنا کا پہلا خط پطرس کا پہلا خط یہوداہ کا عام خط مروجہ اناجیل میں موجود ہیں،

7. عبرانیوں اور برناباس کے خطوط

8. یعقوب کا خط، یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، پطرس کا دوسرا خط بحوالہ
   Encyclopedia Britt. 1974 Bib. Lit.
   Ency. of Religion - 1987 New Testament

9. تموتھی اول اور دوم اور طیطوس

10. یعقوب کا خط اور یہودہ کا خط

11. پطرس کا پہلا خط اور یوحنا کا پہلا اور دوسرا خط

12. مصریوں کے مطابق انجیل وغیرہ

13. پولوس کا ایک خط اور یہوداہ کے نام خط اس میں شامل نہیں

بحوالہ سابق۔ برٹینکا۔ اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن نیز انسائیکلوپیڈیا امریکانا۔ بائبل

14. یعقوب کا خط، پطرس کا دوسرا خط اور یوحنا کا تیسرا خط

15. پطرس کی رویاء، برنباس کا خط، کلیمنٹ بشپ روم کا خط (95ء) کورنتھیوں کے نام یہ نسخہ سکندریہ میں موجود ہے

16. عبرانیوں کے مطابق انجیل، مصریوں کے مطابق انجیل بارہ حواریوں کی تعلیمات Didache برنباس کا خط

17. یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، یعقوب کا خط، اور پطرس کا خط

18. فادر کپاڈوسین Cappadocian، فادر گریگوری (389ء)

قیصریہ کے فادر باسل Basil وغیرہ

Encyclopedia Britt. 1974 - Biblical Literature

K.S. Latourette, A History of Christianity, 2 Vols. Ny, 1975

19. کشوف رویا پر مبنی لڑیچر Apoclyspe کی بعض کتب۔ چار اناجیل پولوس کے 13 خطوط پطرس کا پہلا خط یوحنا کا پہلا خط اعمال اور مکاشفہ

20. عبرانیوں کے نام خط

21. یعقوب کا خط، یہوداہ کا خط، پطرس کا دوسرا خط، یوحنا کا دوسرا اور تیسرا خط، اور ہرمیس کا گڈریا کو کنارے پر کہا جا سکتا ہے۔

22. عبرانیوں کی انجیل، برنباس کا خط، پطرس کی تعلیمات پولوس کے اعمال مصریوں کی انجیل

23. بارہ حواریوں کی تعلیمات برنباس کا خط اور ہرمیس کا گڈریا۔ وہ ان کو مقدس قرار دیتا ہے لیکن کتاب مقدس Canon کا حصہ نہیں سمجھتا۔

مزید معلومات کیلئے دیکھیں:

H. Von Compenhausan, The Foundation of Christian Bible, Phil, USA, 1972

24. ان کتب میں اس نے چار اناجیل، رسولوں کے اعمال، پولوس کے 14 خطوط پطرس کا پہلا خط، یوحنا کا پہلا خط (اگر وہ درست سمجھا جائے تو) اور مکاشفہ کو شامل کیا ہے۔

25. یعقوب کا خط یہوداہ کا خط، پطرس کا دوسرا خط، یوحنا کا دوسرا خط اور تیسرا خط، ان کو بہت سے کلیساؤں نے مانا ہے اس لیے متنازعہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

26. پولوس کے اعمال، پطرس کی رویا(Ap)، ہرمیس کا گڈریا، برنباس کا خط، بارہ حواریوں کی تعلیمات اور مکاشفہ اگر مانا جائے تو درست ہے۔ اس نے عبرانیوں کی انجیل (اپوکریفا) کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔
27. پطرس کی انجیل یوحنا کے اعمال، تھامس کی انجیل، متھیاس کی انجیل، انڈریو کے اعمال
فکری ارتقا، کیلئے دیکھیں:
C. Arthur McGiffert, A History of Christian Thought, Ny. 1933
28. Encyclopedia of Religion, Biblical Literature
29. Encyclopedia Brittanica, 1974-Biblical Literature

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987, Vol-II pp 153-202
- Encyclopedia Brittanica, 1974, Vol-II pp 279-284
- Encyclopedia Americana, 1951, Vol-III pp 612-673 - Bible
- Encyclopedia of Religion & Ethics, 1930, Bible, pp 562-619
- The Jewish Encyclopedia

Suggested Readings

☆ C. Rowland, Christian Origins, London, 1985
☆ FM Young, From Nicaea to Chalcedon, London, 1983
☆ F.F Bruce, New Testament History, 1969
☆ R.H. Lightfoot, History and Interpretation In the Gospel, London 1950
☆ W.G. Kummel, Introduction to The New Testament, London 1975
☆ The World Religions edit by Stewart Sutherland, Leslie Houlden, Peter Clark, London, 1988
☆ (Article by R.J. Coggins, Israel Before Christianity and John Muddiman, The First Century Crisis)
☆ S.L Greenslade, Schism in Early Church, London, 1953
☆ C.K. Barrett, The New Testament Background, Selected Documents, Ny, 1961
☆ F.V Filsons, New Testament History, Phil, USA 1964
☆ G.Kittle, Theological Dictionary of the New Testament, Mich, USA 1964
☆ H. S. Nash, The History of Higher Criticism of The NT, Ny, 1900

باب 6

عہد نامہ جدید کے متن پر تنقید

(Textual Criticism-NT)

تعارف

عہد نامہ جدید کے متن پر تنقید سے پہلے ہم اس کے بارے میں ایک تعارفی نوٹ دیتے ہیں تاکہ موضوع سے شناسائی ہو سکے۔ سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بائبل کے متن پر تنقید کیوں ضروری سمجھی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ

محققین یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ بائبل کے اپنے دامن میں کیا ہے اور باہر سے کیا کچھ اس میں داخل کیا گیا ہے۔ اس کی ایک مثال مرقس کی انجیل کے فقرات (9-20) ہیں کیا یہ پہلے سے انجیل میں موجود تھے یا بعد کے اضافے ہیں؟ ایسے اور کئی سوالات ہیں جن کے حل کیلئے تنقیدی روش اختیار کی گئی۔

بائبل کے بطور مقدس کتاب مطالعے کے دوران ایسے سوالات سے بحث کی جاتی ہے کہ

☆ حضرت مسیحؑ کے غیر اناجیلی اقوال Agrapha کیا ہیں اور ان کی کیا اہمیت ہے؟

☆ کلیسا نے عہد نامہ جدید کی مروجہ 27 کتب ہی کو مقدس کیوں قرار دیا؟

☆ دوسری صدی کی دیگر اناجیل اور خطوط (اپوکریفا) کو کیوں مسترد کر دیا؟ حالانکہ بعض اناجیل (عبرانیوں، ایونائی) وغیرہ مروجہ اناجیل سے بہتر مواد پر مشتمل تھیں۔

☆ کتب کے انتخاب کا معیار کیا تھا؟ کیا یہ درست معیار تھا یا اس کے در پردہ رومن کلیسا کے مفادات کارفرما تھے؟

☆ کس کس عہد میں (چوتھی صدی تک جب بائبل کو حتمی شکل دی گئی) کون کون سی کتب بائبل میں موجود سمجھی جاتی تھیں۔ ان کو کیوں نکال دیا گیا حالانکہ بعض کلیسائی آباء ان کو مقدس نوشتے سمجھتے تھے اور ان کو دعاؤں میں پڑھتے تھے۔

☆ بائبل کا متن یکساں حالت میں کیوں نہ رہا اس میں کمی بیشی (تحریف لفظی) کیوں ہوئی؟

☆ چونکہ بائبل کی کسی کتاب کا اصل نسخہ موجود نہیں اس لئے متن میں تبدیلیوں اور قرات مختلفہ کا کس نسخے سے تقابل کیا جائے تاکہ متن کے اختلافات کی قابل قبول توجیہہ پیش کی جا سکے۔

☆ متن پر تنقید اس لئے ضروری تھی کہ عہد نامہ جدید کے قدیم نسخوں اور تراجم کے متنوں میں کثیر اختلافات ہیں کتابت کی معمولی غلطیوں سے صرف نظر کیا جا سکتا ہے لیکن جہاں غلطی عبارت کا مفہوم ہی بدل دے وہ تحریف بن

جاتی ہے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا اس کی مثال دیتا ہے کہ بائبل میں رومیوں کے نام خط 1:5 کی عبارت اگر یہ ہو کہ ہماری خدا سے صلح ہے تو اس کا ایک معین مفہوم ہے لیکن اگر یہ لکھا ہو کہ آؤ خدا سے صلح کریں تو یہ الگ مفہوم ہوگا۔ بائبل کے ناقدین جب ان دونوں فقروں کو سامنے رکھیں گے تو وہ یہ دیکھیں گے کہ کونسا متن درست سمجھا جائے اور اس کے درست سمجھنے کی کیا سائنسی توجیہہ پیش کی جائے؟

عہد نامہ جدید کے متن میں اختلافات کے بے شمار شواہد موجود ہیں جو دوسری سے دسویں صدی عیسوی کے مسودات میں نمایاں ہیں ان مسودات کی نقول در نقول تیار کرتے وقت وہ اختلافات بڑھتے چلے گئے اس لئے درست متن کا تعین ضروری سمجھا گیا۔

کاتبوں کی عام غلطیوں کے علاوہ جو عمداً غلطیاں (تحریفات) کی گئیں اس سے متن کی صحت پامال ہو جاتی ہے اور تحریف کے دروازے کھل جاتے ہیں اس کا یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ شاید کاتبوں نے ایک بائبل کے متن کو دوسری بائبل کے متن سے تطبیق دینے کی کوشش کی۔ حاشیے متن میں ڈال دیئے یا اپنے نظریات وعقائد کو نمایاں کرنے کے لئے متن بدل ڈالا ان حالات میں قدیم مسودات اور تراجم میں تطبیق ناممکن ہے بائبل محرف ومبدل کتاب تھی اور ایسی ہی رہے گی۔

بائبل (عہد نامہ جدید) کے 28 موجود قدیم نسخوں میں 11 پاپری اور 17 کھال پر مرقوم ہیں پہلے نسخے دوسری اور تیسری صدی عیسوی کے ہیں باقی بعد کے زمانے کے ہیں ان کے متنوں کے تقابل سے کئی اختلافات کا ثبوت ملتا ہے۔ ان سے قبل نسخوں اور ہم عصر سریانی اور لاطینی نسخوں کا بھی یہی حال ہے۔

بائبل کے عالموں نے متن کے اختلاف کے حل کیلئے عیسائیوں کے مقتدر رہنماؤں اور حواریاتی آباء کی دوسری سے چوتھی صدی عیسوی کی تحریرات میں مروجہ بائبل کے اقتباسات کا جائزہ لیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان میں درج شدہ متن مختلف ہے اس کے علاوہ ان کی تحریرات میں موجود بائبل کے اقتباسات آپس میں بھی نہیں ملتے۔

درست متن کی تلاش کے لئے محققین نے کیا اصول وضوابط اور سائنسی طریقے اپنائے؟ انہوں نے پہلے الگ الگ طریقہ وضع کیا بعد میں ان سب کو ملا کر بائبل کے متن کا جائزہ لیا اور کئی دیگر سائنسی طریقے استعمال کئے ان تحقیقات کی بنیاد پر بعض نتائج اخذ کئے جن پر بہت بحث وتمحیص اور غور وخوض کیا گیا۔ ان تحقیقات کے دوران ان کے سامنے کئی مسائل تھے مثلاً

☆ محض یہ تجزیہ پیش کرنا کہ فلاں مسودہ مروجہ متن کے مطابق ہے فلاں نہیں کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ مسودات یکساں نوعیت اور اہمیت کے حامل نہیں دوسرے ایک مسودہ بائبل کی ہر کتاب کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

☆ یہ کہنا کہ فلاں مسودہ بہت قدیم ہے اس لئے اس کو بنیاد بنایا جائے کافی نہیں تھا قدامت کوئی معیار نہیں سمجھی جاتی نہ ہی اس بات سے اس کی متن کے مطالعے کے لئے اہمیت ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد کے عہد کا کوئی مسودہ یا مسودات زیادہ قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔

☆ محققین نے مسودات کی درجہ بندی اور ان کو خاندانوں Families میں تقسیم کر کے ان کا مطالعہ کیا چونکہ ان مسودات کا معیار یکساں نہیں اس لئے اس کی افادیت مختلف ہے اور یہ تقسیم مقصد کو پورا نہیں کرتی۔

☆ ان تمام طریقوں اور طویل تحقیقات کے باوجود جب کوئی قابل قبول حل حاصل نہیں ہوا تو ناقدین نے ان کے ساتھ ساتھ مسودات کی داخلی شہادات اور خارجی شواہد کا مطالعہ کیا پھر بھی بائبل کے متن میں اختلافات کا کوئی حل پیش نہ کیا جاسکا۔[1] اور نہ ہی ایسا متن تیار ہو سکا جس کو تحدی کے ساتھ درست قرار دیا جاسکے۔ بائبل محرف ومبدل کتاب تھی ہے اور رہے گی۔

جدید تنقید

گزشتہ گفتگو کے بعد اب اس موضوع پر تفصیلی بحث کرتے ہیں۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں علوم وفنون کی ترقی، اصلاح مذہب کی تحریکات اور سائنسی طرز فکر کے نتیجے میں عیسائی مذہب پر تنقید کا آغاز ہوا۔ یہ تنقید دو قسم کی تھی عام تنقید (Lower Criticism) اور معنوی تنقید (Higher Criticism) موخر الذکر تنقید کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے اس میں زیر نظر کتاب (عہد نامہ جدید) کے قدیم مخطوطات تراجم، متن کے تاریخی ارتقاء، تبدیلیوں کی نوعیت اور قرات مختلفہ جیسے سوالات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

عہد نامہ جدید پر تنقید کا آغاز اس مفروضے کی بناء پر ہوا کہ اس میں بہت سے تضادات وتناقصات متن کی تبدیلیاں، بے سند روایات، مبہم فقرات اور واقعاتی غلطیاں پائی جاتی ہیں عہد نامہ کے متن کی تاریخ کو عیسائیت کی ترقی وارتقاء کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ دوسری صدی عیسوی ہی میں مذہبی امور میں اختیار رکھنے والے ادارے (Ecclesiastical Authority) یعنی کلیسا کیلئے پریشان کن تھا۔ آبائے کلیسا کی مباحث میں اناجیل میں اغلاط کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ہم ایک مثال کلیسائی فادر اری نیس Ireneus (م 260ء) کی تحریرات سے نقل کرتے ہیں۔ یوحنا عارف اپنے مکاشفے میں زمین سے نکلنے والے ایک حیوان کا ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس حیوان کا عدد گن لیا جائے یہ 666 ہے اری نیس کہتا ہے کہ یہ غلط ہے یہ 616 ہے۔ یہ متن کی تصحیح ہی کا مسئلہ تھا کہ اورجن (م 254ء) نے چھ کالموں میں بائبل کے مختلف زبانوں یونانی لاطینی وغیرہ کے تراجم کو آمنے سامنے تقابل کیلئے رکھ دیا اور ان میں تبدیلیوں کی وضاحت کیلئے نشانات مقرر کئے۔

متن کی اصلاح کیلئے قدیم تراجم سے بڑی مدد لی گئی اور بائبل کے سُریانی ترجمہ (پشّاٹا) (پانچویں صدی عیسوی) لاطینی ترجمے (ولگیٹ) چوتھی صدی عیسوی قبطی اور آرمینائی تراجم (چوتھی سے پانچویں صدی عیسوی) کا جائزہ لیا گیا چونکہ مشرق ومغرب کے ہر علاقے (Province) مسیحی سلسلہ (Order) اور راہبوں کی خانقاہ (Monastry) کی اپنی روایات تھیں جن کی بنیاد یونانی اور عبرانی عالموں کی تحریرات تھیں اور ان پر ترجمہ کے متن کا انحصار تھا اس لئے ان روایات کو

ایک کتاب Biblica Correctoria میں جمع کر دیا گیا تاکہ اس سے رہنمائی حاصل کر کے بائبل کے نسخوں کی اصلاح اور مناسب تصحیح کی جا سکے۔[2]

ادبی اور تاریخی انداز تنقید

عہد نامہ جدید پر معنوی تنقید کا ایک پہلو ادبی (Literary) اور دوسرا تاریخی (Historical) تنقید سے متعلق ہے پہلے یہ سوال اٹھایا گیا کہ عہد نامہ جدید مقدس کتاب (Canon) کے طور پر کیسے تشکیل دی گئی۔ اگر کسی کتاب کے متعلق پہلے سے یہ شرط لگا دی جائے کہ یہ الہامی یا کسی حواری کی تیار کردہ کتاب ہے تو اس کتاب اور اس کے پس پردہ بیان کی گئی روایت دونوں کا جائزہ لینا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ یہ متعین کیا جائے کہ واقعی یہ بات درست ہے یا نہیں مثال کے طور پر عبرانیوں کے نام خط کو رومن روایات مسترد کرتی ہیں اور اسے کسی گمنام مصنف کا خط بتاتی ہیں اگر اس کو واقعی بائبل میں شامل کرنا ہو تو اس کیلئے الہام کی تائید یا حواری کی شخصیت تلاش کرنا ضروری ہے تاکہ اس کو سند کا درجہ حاصل ہو سکے اس کی بنیاد پر محققین نے عہد نامہ جدید کے مجموعے کو کھنگالا اور اس کی کتب (اناجیل خطوط وغیرہ) کی اصل اور بنیاد تلاش کرنے کی کوشش کی، یوحنا کی ایک انجیل اور تین خطوط عہد نامے میں درج ہیں لیکن افسس (Ephesus) میں دو یوحنا تھے۔ دونوں ایک ہی درجے کے تھے بلکہ ایک بڑھ کر تھا اب یہ متعین کرنا بہت مشکل ہے کہ کس یوحنا نے کیا تصنیف کیا ایسے ابہام اور تاریخی تسلسل کی کمی کے باعث غناسطی مارسیون نے لوقا کی انجیل اور پولوس کے خطوط کے نئے مجموعے تیار کر لئے تھے اور ان کو وہ درست قرار دیتا تھا[3] وہ عہد نامہ قدیم اور جدید میں کئی اختلافات کی نشاندہی کر کے عہد نامہ جدید کی کتب جن کو ابھی (دوسری صدی عیسوی) میں مقدس کتب کا درجہ حاصل نہ تھا۔ بہت سے تناقصات کا مجموعہ بتاتا تھا[4] عہد نامہ جدید کے موراتوری نسخے کے تناقصات کا ہم نے ذکر کیا ہے موراتا کی عیسائی فرقہ (یہ دوسری/تیسری صدی کا فرقہ تھا جو ابھرتے ہوئے تثلیث کے عقیدے کا سخت مخالف تھا) کی کتب کے تعارفی کلمات (Prologues) میں اناجیل کے آغاز اور اس کے اختتام میں بہت فرق پایا جاتا ہے۔ بعض کلیسائی رہنماؤں میں حضرت مسیحؑ کے شجروں میں اختلافات پر بڑی بحث ہوتی رہی۔ حضرت مسیحؑ کے مر کر زندہ ہونے اور آمد ثانی۔ کے سوال پر یوسی بیس (340-270ء) جیسا مقتدر کلیسائی فادر اناجیل میں مذکور مختلف طرز کے واقعات پر تنقید کرتا تھا۔ یہودی اناجیل کی سند متصل نہ ہونے کا اعتراض پیش کرتے ہیں۔ پورفری (م 301ء) یونانی فلسفے کا عالم تھا وہ عہد نامہ قدیم کو انتہائی ناقابل اعتبار اور قصے کہانیوں پر مشتمل داستان قرار دیتا تھا۔ وہ اناجیل میں بے شمار تضادات اور تناقصات کی نشاندہی کرتا تھا انکے اعتراضات کے بعض کلیسائی رہنماؤں نے جواب دینے کی کوشش کی لیکن ان میں تاریخی اور ادبی تنقید کی صلاحیت بہت کم تھی اس لئے ناکام رہے وہ مختلف تاویلات کے ذریعے ان تضادات کا جواز پیش کرنے پر اکتفا کرتے تھے لیکن وہ بذات خود ان توجیہات سے مطمئن نہ تھے اس لئے اصل سوال ہی کو خلط ملط کر دیتے تھے اور نام نہاد بدعتی اور منحرف فرقوں پر تنقید شروع کر دیتے تھے۔ لیکن ایک عام عیسائی مقدس بائبل کا مطالعہ کرتے وقت اپنے کلیسائی آقاؤں سے جب قرات مختلفہ وغیرہ کے بارے میں سوالات کے جواب پوچھتا تھا تو ان کیلئے پریشانی کا باعث بن جاتا تھا۔ اس سلسلے میں ہمیں کلیسائی فادر جیروم Jerome اور الگوئین

Alcuin کے خطوط ملتے ہیں جن میں انہوں نے ایک دوسرے کو اور دیگر کلیسائی رہنماؤں کو ان باتوں سے آگاہ کیا اور اس کا حل تلاش کرنے کی ضرورت بیان کی۔

پانچویں صدی کے لگ بھگ رفتہ رفتہ بائبل میں غلطیوں اور تضادات کے موضوع پر ایک کثیر لٹریچر تیار ہو گیا۔[5] پہلے پہل تو کلیسائی رہنماؤں نے ایمان اور اندھے یقین کی بنیاد پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ مقدس نوشتے الہام کی تائید سے لکھے گئے ہیں اور ان میں غلطیاں ممکن نہیں یہ ہماری عقل کا قصور ہے لیکن لوگوں کے ذہنوں میں سوالیہ نشانات بدستور قائم رہے۔ جن لوگوں نے سنجیدگی سے ان اغلاط اور تضادات کا سوال اٹھایا ان کو بدعتی اور بے دین قرار دے دیا گیا۔ اس ضمن میں ایران کے مصور اور ثنویت پسند مذہبی رہنما مانی نے جو مارسیوں کی روایات کا گرویدہ تھا کلیسا کو بہت تنگ کیا اور انہیں بڑی مشکل میں مبتلا رکھا اس کے بعد اور کئی لوگ پیدا ہوئے جو بائبل میں تحریفات، اختلافات، قرات مختلفہ وغیرہ کے مسائل اٹھاتے رہے انہوں نے آزادانہ طور پر اپنے دبے جذبات کا اظہار کیا اس لئے کیتھارٹسٹ (Cathartist) کہلائے۔[6]

بائبل میں ان تناقصات و تضادات کو دیکھ کر نویں صدی عیسوی میں بعض اصول پسند مسیحی رہنما کھل کر سامنے آگئے۔ ان میں ایبٹ بلبرٹ زیادہ مشہور ہے[7] اس نے انجیل متی میں درج حضرت مسیحؑ کے یہ فقرے (میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا اور کوئی بیٹے کو نہیں جانتا سوا باپ کے اور کوئی باپ کو نہیں جانتا سوائے بیٹے کے اور اس کے جس پر بیٹا اسے ظاہر کرے اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے لوگو سب میرے پاس آؤ میں تم کو آرام دوں گا۔ میرا جوا اپنے اوپر اٹھا لو اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم ہوں اور دل کا فروتن۔ تو تمہاری جانیں آرام پائیں گی کیونکہ میرا جوا ملائم ہے اور میرا بوجھ ہلکا (متی 11-27 تا 29) ایبٹ نے ان فقرات کا بہت مذاق اڑایا اور اس کو ایسی خفیف حرکت قرار دیا جس کا جواب نہیں (Un-paralleled levity)

1376ء میں پیرس کی ایک مسیحی درسگاہ کے طلباء نے اس حقیقت کا کھل کر اظہار کیا کہ بائبل میں دوسری کتب کی طرح وہ تمام مواد ہے جو جھوٹا اور جعلی ہے لیکن ان کی تحریرات کو ان کے بشپ نے دبا دیا اور ان کے فعل کی مذمت کی۔

مارٹن لوتھر (1483-1546ء) کی مذہبی اصلاح کی تحریک پروٹسٹنٹ ازم کے زمانے میں ایسے کئی سوالات اٹھے جو بائبل کی صحت اور سند کے بارے میں تھے لوتھر نے عہد نامہ قدیم یعنی بائبل کے پہلے حصے سے 13 غیر مستند کتب اپوکریفا کو نکال کر اسے عبرانی بائبل کے مطابق کر دیا تھا اس بات سے غیر مستند کتب اپوکریفا کی تقدیس کا سوال پھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عہد نامہ جدید کی کتب کے بارے میں اس کی شخصی رائے یہ تھی کہ اگر کسی کتاب کے لئے حضرت مسیحؑ کی واضح شہادت موجود نہیں تو وہ حواری کی کتاب نہیں کہلا سکتی یہ اس کا ذاتی عقیدہ تھا جس کی بنیاد کسی قسم کی ادبی یا تاریخی تنقید نہ تھی اس کا اعتراض یہ تھا کہ مقدس کتاب کا قدیم اصولی تصور یعنی وہ حواریوں کے مشترک اختیار پر مبنی ہو نظر انداز کر دیا گیا ہے اس اعتراض نے لوگوں کے ذہنوں پر بڑا اثر کیا۔ اسے مقدس کتاب (بائبل Canon) کی تحلیل کا آخری قدم کہا جا سکتا ہے۔ لوتھر کا اپنا خیال یہ تھا کہ عبرانیوں کے نام خط اور یعقوب کے خط یہوداہ کے عام خط اور یوحنا عارف کے مکاشفے جیسی

تحریرات (Apocalypse) کو عہد نامہ جدید سے نکال دیا جائے لیکن وہ اپنے ذاتی عقیدے کو عوام پر مسلط کرنے سے گھبراتا تھا اگرچہ اس کا قوی یقین تھا کہ وہ مقدس کتاب میں تبدیلی کا حق اور قوت رکھتا ہے لیکن اس نے خاموشی میں مصلحت سمجھی۔

اٹھارویں صدی کے وسط میں روشن خیالی کا دور دورہ تھا اس کے ساتھ ہی بائبل پر تنقید کی نئی طرح ڈالی گئی پروٹسٹنٹوں کے کاغذی پوپ (لوتھر) نے اس کے بیج بو دیئے تھے۔ سائنسی طرز تحقیق اور جدید علوم نے اس کا ایک ڈھانچہ کھڑا کر دیا۔ محققین نے یہ بات دہرانی شروع کر دی کہ روایت روایت کی رٹ کو چھوڑ دو اور عہد نامہ جدید کی کتب کا روایت سے رشتہ توڑ دو اور ان کتب کو خود بولنے کا موقع دو اور یہ دیکھو کہ یہ خود اپنے بارے میں کیا داستان سناتی ہیں۔ رچرڈ سائمن Richard Simon نے جرات رندانہ سے کام لے کر بائبل کے متن کو ناقابل اعتبار قرار دیا۔ آسٹرک (Austruc 1753ء) جو فرانس کے شاہ لوئی چہاردھم کا طبیب تھا اس نے پہلے ہی توریت کے دو ماخذات۔ یہواہ اور الوہیم کی نشاندہی کر دی تھی جن کی بنا پر توریت تصنیف کی گئی۔ دوسرے لوگوں نے بھی بائبل کے اصل ماخذات اور اس کی تصانیف کے پس پردہ چہروں کی تلاش شروع کر دی پروٹسٹنٹوں نے دو ماخذی نظریے کو نکھارا اور اس نظریے کو ایلگن (Ilgen) اور ہپ فیلڈ (Hupfeld) نے 1853ء میں آگے بڑھایا عہد نامہ قدیم کے متن پر تنقید کے سلسلے میں ہم آئندہ صفحات میں بحث کریں گے اور J.E.P.D ماخذات کو بیان کریں گے جو توریت کی تصنیف و تدوین میں بنیادی عوامل سمجھے جاتے ہیں۔ محققین[8] نے ثابت کر دیا کہ توریت کا مختلف قسم کے ماخذات اور ایک تصنیفی طومار سے تدریجاً ارتقاء ہوا جس میں صدیاں صرف ہوئیں اور کئی ہاتھوں نے حصہ لیا۔ جرمن کے علمائے بائبل[9] جو بہت قدامت پسند سمجھے جاتے تھے وہ بھی اس حقیقت کو مان گئے سکاٹ لینڈ میں رابرٹ سمتھ نے اس نظریے کا خوب پرچار کیا اور وہ لوگ جو توریت کو حضرت موسیٰ کی تصنیف مانتے تھے چپ سادھ گئے اس تنقید کا دائرہ کار عہد نامہ قدیم کے دوسرے حصے یعنی انبیاء کی کتب اور تحریرات (زبور، اقوال دانش وغیرہ) تک پھیلا دیا گیا۔ زبور کے متعلق انہوں نے کہا کہ اس کے لئے کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہیں اس میں تو خود اعتراف موجود ہے کہ تمام مزامیر (زبور) حضرت داؤد کے نہیں نہ ان کے قلم سے نکلے یہ کارنامہ مقامی شہزادوں کے عہد (132 ق م۔ 63 ق م) میں انجام دیا گیا۔ جتنی حقیقت اس بات میں ہے کہ تورات حضرت موسیٰ نے تصنیف کی اتنی حقیقت اس میں ہے کہ تمام مزامیر (زبور) حضرت داؤد نے تصنیف کئے۔

تنقید کے سائنسی اور تحقیق کے جدید اصولوں کی بنیاد پر عہد نامہ قدیم کی طرز پر عہد نامہ جدید پر شائع ہونے والی کتب میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔ پہلے پہل (1750ء) میں تین اناجیل (متی لوقا مرقس) جو اناجیل متوافقہ (Synoptic Gospels) یعنی ایک ہی طرز اور واقعات پر مشتمل اناجیل کہلاتی ہیں پر تحقیق شروع کی گئی اس تحقیق کے دوران کئی سوالات اٹھائے گئے۔ (1) وہ پہلی انجیل کون سی تھی جس کی بنیاد پر باقی اناجیل مرتب ہوئیں۔[10] (2) ان کا مشترک ماخذ کیا تھا۔ (3) آزاد زبانی روایات کو کیسے اور کس طرح استعمال کیا گیا ایک رائے جو زیادہ فائق سمجھی گئی یہ تھی کہ انجیل مرقس کو متی اور لوقا نے استعمال کیا یہ پہلی انجیل تھی ان کا ایک ماخذ تھا اور بہت سا حصہ زبانی روایات سے اخذ کیا گیا تھا لیکن اس نظریے کو ثابت کرنے کے لئے کئی سوالات کے جوابات درکار تھے۔ دراصل اس بات کا واضح ثبوت موجود نہ تھا

جس سے اس کو تقویت مہیا کی جاسکے۔ دوسرا اہم سوال جو ناقدین کی توجہ کا مرکز بنا وہ عہد نامہ جدید کی کتب کا اصلی ہونا اور جعلی ہونے کی تردید پر منحصر تھا یہ ایسا مشکل سوال تھا کہ 19 ویں صدی کے وسط تک کئی تنقیدی مباحث اور تحقیقی مقالات کی موجودگی کے باوجود بھی حل نہ کیا جاسکا۔ اس کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری تھا کہ ان کتب کو مقدس نوشتہ کیوں اور کس بنیاد پر قرار دیا گیا اور اس کا کیا جواز اور ضرورت تھی کہ ان کو مقدس کتاب میں شامل کیا جائے؟ اس کے پس پردہ کیا محرکات تھے۔ اصل سوال ان کتب کے قابل اعتماد اور مستند ہونے کا تھا۔ ایک محقق بائر [11] نے اس کے لئے ادبی تنقید کے نئے اصول وضع کئے اور دوسرے [12] نے ابتدائی عیسائیت کی ترقی اور ارتقا کے پس منظر میں ہر کتاب کی اہمیت اجاگر کی اور ان عوامل کی نشاندہی کی جو اس کی تصنیف وتشکیل کا باعث بنے بعد میں ناقدین نے بائر کے نظریات کو مسترد کر دیا اور اس کے لئے اشتراکی مفکر ہیگل کے مادی جدلیت کے نظریے (Material dialectalism) کا سہارا لیا گیا اس کے مطابق پہلے ایک نظریہ (Thesis) جنم لیتا ہے یعنی (یہودیت) پھر اس کا مخالف نظریہ (Antithesis) (پال کی عیسائیت) پیدا ہوتا ہے پھر ان کا اتصال (Synthesis) ہو جاتا ہے یعنی مروجہ عیسائیت یہ نظریہ ٹوبنگن (Tubingen) مکتب فکر نے آگے بڑھایا لیکن اسے زیادہ پذیرائی نصیب نہ ہوئی ایک نظریہ یہ تھا کہ الگ الگ کتب تصنیف کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ کلیسا کے مختلف گروہوں کے درمیان مقابلہ آرائی کی فضا پائی جاتی تھی لیکن اس نظریے کو بھی زیادہ تائید حاصل نہ ہوئی اس کے بعد ہر کتاب پر علیحدہ بحث کی ضرورت باقی رہ گئی اس لئے ہر کتاب کی انفرادی پوزیشن پر تحقیق کی جانے لگی اور یہ دیکھا جانے لگا کہ ابتدائی عیسائیت کی ترقی اور اس کے ارتقا میں اس کا کیا مقام تھا۔

بائبل کی کتب کے متن پر ادبی تنقید میں کئی محققین [13] نے حصہ لیا انہوں نے مختلف مسیحی فرقوں کے مخالفانہ عقائد و نظریات کو بالائے طاق رکھ کر عہد نامہ جدید کی کتب پر اصولی اور خصوصی تنقید کی اور ان کتب کی اصلیت (Genuineness) کا تعین کرنے کی کوشش کی جدید تنقید نے ثابت کر دیا کہ ایک تو ان کتابوں کی تصنیف کے لئے کئی الگ الگ ماخذات سے مدد لی گئی دوسرے ان میں زائد اور الحاقی مواد داخل کیا گیا (Interpolation) اور کئی طرح کا ردوبدل ہوا۔ [14] بائر نے 1831ء میں ثابت کیا کہ پولوس رسول کے صرف چار خطوط اصلی ہیں لیکن بعد کے محققین کا خیال تھا کہ نہیں آٹھ سے دس خطوط اصلی کہے جاسکتے ہیں یہ بات اب تک تسلیم نہیں کی جاتی کہ پولوس رسول کا کرنتھیوں کے نام دوسرا خط اصلی ہے۔ ڈچ مکتب فکر کے محققین کا دعویٰ تھا کہ حواریوں کے نام سے جتنے بھی خطوط ہیں وہ سب کے سب جعلی ہیں اس نظریہ کو بعض ناقدین تسلیم کرتے ہیں۔ یہی حال رسولوں کے اعمال کا ہے۔ اس کے کئی ماخذات بتائے جاتے ہیں جن میں یکسانیت نہیں۔ سب سے زیادہ زور اس بات کو ثابت کرنے میں صرف کیا گیا کہ یوحنا کی انجیل جعلی ہے اس کی ابتداء کا پتہ نہیں اور یہ کسی طرح قابل اعتماد نہیں یہی حال یوحنا عارف کے مکاشفے کا ہے۔ [15]

پندرھویں صدی میں چھاپہ خانوں کی موجودگی کے باوجود بائبل کے لاطینی یونانی اور انگریزی تراجم میں اختلافات موجود رہے جن کی بنیاد پر معنوی یا اعلیٰ تنقید کا کام جاری رہا۔ اٹھارویں صدی تک لاطینی یونانی اور دیگر نسخوں میں متن کے اختلافات گرما گرم بحث کا موضوع بنے رہے۔ 1707ء میں جان مل John Mill نے بائبل کے متن کی صداقت کے تمام اعتقادات ونظریات کو پاش پاش کر دیا تھا اس نے تیس (30) ہزار قرات مختلفہ Variant Reading کی مثالیں

...یں ... سے عہد نامہ جدید کے 80 نسخوں کو سامنے رکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا۔

جن ... کے کام کو آگے بڑھانے والے محققین میں ہالینڈ میں مقیم سوئٹزر لینڈ کے باشندے ویٹ سٹین J.J. Wettstein (1750) نے نہایت جانفشانی اور طویل تحقیق کے بعد ثابت کیا کہ عہد نامہ جدید میں بہت زیادہ تحریف ہوئی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینکا کا مقالہ نگار ان کی تحقیقات پر اپنی رائے دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ مل اور ویٹ سٹائن نے ہمیشہ کے لئے ثابت کر دیا ہے کہ عہد نامہ جدید میں جو اختلافات ہیں جن میں سے بعض بڑی اہمیت کے حامل ہیں بالکل آغاز ہی میں پیدا ہو گئے تھے۔ دیگر محققین جنہوں نے بائبل میں تحریف' قرات مختلفہ' تغیر و تبدل وغیرہ پر تحقیق کی ان میں ... کرسچن فادر ماتھائی MaTHAI (1882-1888) ویانا کے ایف سی آلٹر F.C Alter (1786) ڈنمارک کے اے برچ And Birch (1789) اور بون جرمن کے پروفیسر جے شولز (J.M.A. Scholz) شامل ہیں۔ اس کام کا نقطہ عروج ہمیں تین یورپی محققین کے تنقیدی مقالات میں ملتا ہے جن میں ایک جرمن محقق ٹشنڈروف تھا جس کو نسخہ سینائی کی دریافت (1844-1859) کے باعث بڑی شہرت ملی اس نے تحریف کے ثبوت میں سینائی اور دیگر ذرائع سے ملنے والے 21 مسودات اور آبائے کلیسا کے تراجم سے حاصل کی گئی شہادات کو آمنے سامنے رکھ کر تحریف اور قرات مختلفہ کے ناقابل تردید شواہد پیش کر دیے۔

یورپی محققین خصوصاً جرمن ماہرین لسانیات' قدیم مخطوطات کے مطالعے کے ماہروں اور آزادانہ طور پر اس موضوع پر کام کرنے والے عالموں نے ثابت کر دیا کہ عہد نامہ جدید کے متن کی پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھی گئی تھی اور یہ عمارت اسی بنیاد پر بنی ہے اور اگر یہ ثریا تک چلی جائے یہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس جان سوز تحقیقی کام کے دوران انہیں کلیسا کی شدید مخالفت کا سامنا رہا انہیں بدعتی' بے دین اور مرتد کے خطابات دیے گئے لیکن آزادی تحریر و تقریر کے حامیوں کی بڑی تعداد ان کی ہمنوا تھی۔ یوں تو ان محققین کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن ہم چند اہم لوگوں کے نام درج کرتے ہیں۔[16] یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ کسی ناقد نے اس تحقیقی کام کے کون سے پہلو پر توجہ مرکوز کی البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ان کی تحقیقات کا دائرہ' تحریف کی نوعیت قرات مختلفہ کے شواہد' متنوں کے خاندانوں کے تعین اور ایسے تمام امور پر محیط تھا جن کی بنیاد پر بعض لوگوں کے نزدیک عہد نامہ جدید محرف و مبدل قرار پاتا ہے۔

یہی وہ زمانہ (اٹھارویں صدی کا آخر) تھا جب یہودی تحریک قومیت کروٹ لے رہی تھی' یہودی یورپی معاشرے اور امریکہ میں سیاسی اور معاشی اثر و نفوذ حاصل کر رہے تھے یہودی تنظیم فری میسنری تیزی سے دنیا کے اہم ممالک میں متعارف ہو رہی تھی[17] اور یہودی مفکر عیسائیت پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے۔ یورپ کا عیسائی معاشرہ پہلے ہی جنسی بے راہ روی' لادینیت' مذہبی اصولوں سے بیزاری اور سرمایہ داریت کے بوجھ تلے دبا سسکیاں لے رہا تھا یہودی چاہتے تھے کہ عیسائیت کو یہودی نہج پر ڈھال دیا جائے (Judaization) 'حضرت مسیحؑ کو یہودی ربی کے روپ میں پیش کیا جائے اور عیسائیت کے الگ مذہبی تشخص کو مٹا دیا جائے۔ لوتھر اور اس کی تحریک پروٹسٹنٹ ازم نے ان مقاصد کی تکمیل کے لئے راہ ہموار کر دی تھی۔ یہ ایک الگ تحقیق طلب موضوع ہے۔[18]

اب ہم واپس یورپی محققین کی طرف آتے ہیں جو عہد نامہ جدید کی تحقیق اور مطالعے میں سرگرم تھے اور اس سلسلے میں ہم مشہور جرمن سکالر وون سوڈن کی تحقیقات کو پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ وون سوڈن H. Von Soden نے عہد نامہ جدید کے ابتدائی متن قرات مختلفہ اور تحریفات کے جائزے کے لئے بائبل کے 160 مسودات، اناجیل کے 1240 نسخوں، حواریوں (رسولوں) کی 244 تحریرات اور بائبل کی 250 تفاسیر ان کے متن کے ساتھ سامنے رکھ کر انکا تنقیدی مطالعہ کیا 250 تفاسیر میں سے 170 اناجیل کے متعلق تھیں 40 رسولوں کے اعمال اور 40 کشفی اور الہامی لٹریچر Apoclypse سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہ تھا کہ تیسری صدی عیسوی میں عہد نامہ جدید کا ایک غیر مرتب مغربی متن پایا جاتا تھا جس پر تین علیحدہ علیحدہ مقامات پر نظر ثانی ہوتی رہی ایک سکندریہ میں دوسرے 312ء میں انطاکیہ (شام) میں اور تیسرے قیصریہ میں۔ ان تین متنوں کے علاوہ عہد نامہ کے تین اور متن بھی تیار کئے جا رہے تھے ایک مصر میں جس کو وہ انحراف اور بدعت پر مبنی مواد Heresy کا نام دیتا ہے دوسرا پمفلس (Pamphalus) کا تیار کردہ متن جو کلیسائی رہنما ایوبی سیس (م 340) کا استاد تھا اس کو وہ I کا نام دیتا ہے اور تیسرا K متن جو ان سب سے الگ تھا اس کا کہنا تھا کہ بائبل کے متنوں میں ایک لمبے عرصے تک باہمی تقابل مطابقت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی رہی جس میں نامعلوم ہاتھوں نے حصہ لیا۔ اس طرح بہت قطع و برید کانٹ چھانٹ ترمیم و تنسیخ اضافے اور تبدیلی کے بعد موجودہ عہد نامہ جدید کی شکل سامنے آئی اس کی فکر انگیز جامع اور حقائق پر مبنی بحث اور اس پر قائم نتائج کا استخراج عالم مسیحیت کے لئے عبرت انگیز تھا۔[19]

1924ء میں ایک انگریز عالم بی ایچ سٹریٹر B.H Streeter نے ثابت کیا کہ عہد نامہ جدید کے قدیم مسودات ملے جلے متن Mixed type پر مبنی ہیں بیسویں صدی کے پہلے تین عشروں میں اور کئی محققین نے عہد نامہ جدید کے مختلف پہلوؤں پر بحث کی اور متن کی تبدیلیوں تضادات اور اختلافات کو واضح کیا۔

جدید تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ چار اناجیل میں سے تین متی، مرقس، لوقا کاوش پیہم اور باہمی اتفاق رائے پیدا کرنے کی جدو جہد کا نتیجہ تھیں ان کے متن میں بہت کانٹ چھانٹ ہوئی حضرت مسیح کے شجروں کا مواد کسی اور نے مرتب کیا۔ ان محققین کی رائے تھی کہ عہد نامہ جدید کے متن کی ترتیب، کتب کے انتخاب، تعداد اور تقسیم کے مراحل کا جتنا گہرا مطالعہ کیا جائے اتنی ہی وحدت کثرت میں بدل جاتی ہے اور عہد نامہ جدید ایک محرف و مبدل دستاویز کے طور پر سامنے آتا ہے

تحریف کا جواز:

عیسائی حضرات عہد نامہ جدید میں تحریف اور قرات مختلفہ کے جواز میں کئی دلائل دیتے ہیں ان کے نزدیک تحریف کی متعدد وجوہات ممکن ہیں مثلاً

1۔ کاتب کی سہو اغلطی۔

2- نقل کرتے وقت الفاظ رہ گئے۔

3- الفاظ دو مرتبہ لکھے گئے (Dittography)

4- ایک فقرہ لاپرواہی سے رہ گیا (Elision)

5- دیدہ ودانستہ درستی کی گئی تاکہ متن کو مخصوص نظریات کے مطابق کیا جائے یا کسی اور متن کے مطابق کیا جائے۔

6- حاشیہ اصل متن میں آ گیا۔

7- کاتب یا نقل نویس کو لکھوانے والے کی زبان سمجھ نہ آئی۔

8- بعض الفاظ کے مخففات (Abbreviations) پڑھنے اور سمجھنے میں غلطی ہوئی۔

9- مترادف الفاظ سمجھنے میں غلطی ہوئی (Haplography)۔

10- بڑے حروف میں تحریر مسودات کے الفاظ آپس میں پیوست ہوتے ہیں ان کو علیحدہ علیحدہ کرنے اور پڑھنے کی غلطی ہوئی۔

11- غلط نسخوں سے متن نقل کیا جاتا رہا۔

12- کاتب یا تصحیح کنندہ کو دو قرآت کا علم تھا اور پتہ نہ تھا کہ کونسی درست ہے اس نے دونوں شامل کر دیں (Conflation)

بائبل کے قدیم نسخوں میں متن اور قرآت کے بے شمار اختلافات اور کئی قسم کی تحریف کی مثالیں موجود ہیں۔ پھر بھی اس میں کم از کم لفظی تحریف نہ مانی جائے تو یہ ہٹ دھرمی ہو گی۔ مسودات کی تاریخ کے تعین کے علم (Paleography) کی بدولت بائبل کے قدیم نسخوں اور مسودات میں باہمی اختلافات اور تحریف کی نئی نئی صورتیں سامنے آ رہی ہیں جن کے باعث عہد نامہ جدید اور قدیم دونوں کی حیثیت بطور مستند مذہبی کتاب مکمل طور پر مشکوک ہو چکی ہے تاریخی اور تحقیقی سطح پر حقیقت آشکار ہو گئی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے عقائد اور ایمان کا معاملہ اور ہے۔[20]

تقسیم سے قبل عیسائی مبلغوں کی ایک کھیپ اسلام کے خلاف کتابیں شائع کرنے میں ہمہ تن مصروف رہی انہوں نے پریس سے بھی خوب کام لیا اس کام کیلئے کئی عیسائی مبلغ یورپ سے بھی درآمد کیے گئے تاکہ وہ اس ہرزہ سرائی میں حصہ لیں۔ یہ سلسلہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانے سے شروع ہوا۔ جرمن پادری فنڈر (Karl Gottlieb Pfander) اس عہد میں ہندوستان آیا۔ اسے بیسل مشنری ادارے نے جارجیا روانہ کیا جو اس وقت ایرانی حکومت کا حصہ تھا 1825-1837ء تک اس نے ایران میں عیسائیت کی تبلیغ کی اور یہیں ایک کتاب میزان الحق جرمن زبان میں لکھی جس کا فارسی ترجمہ 1835 میں ہوا، 1837ء میں ایران کے علاقے جارجیا پر روسی قبضہ ہو گیا حکومت روس نے اس کو بعض وجوہات کی بناء پر جارجیا سے نکال دیا 1840ء میں چرچ مشنری سوسائٹی لندن نے اسے ہندوستان روانہ کیا اس نے سولہ

سال 1841-1857ء تک ہندوستان میں گزارے پہلے آگرہ اور پھر پشاور میں عیسائیت کی کھلے عام تبلیغ کرتا رہا اس کو پنجاب کے گورنر ہربرٹ ایڈورڈز اور کمشنر پشاور کرنل ایڈورڈز کا مکمل تعاون حاصل تھا۔ سرحد کا علاقہ اس وقت پنجاب میں شامل تھا جنگ آزادی کے بعد 1858ء میں چرچ مشنری سوسائٹی لندن نے اسے قسطنطنیہ بھجوا دیا جہاں اس کی معاونت ویکلی (Weakley) اور کوئل (Koelle) نے کی ترکوں نے اس مشن کی ارتدادی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیا فنڈر لندن چلا گیا جہاں اس نے 1865ء میں وفات پائی۔

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد یہ مذموم سلسلہ شدت اختیار کر گیا۔ یورپی مبلغوں نے مسلمان علماء کی تحریرات کا جواب دینے کیلئے کئی مسلم مرتدین کو تیار کیا[21] بعض نچلی ذات کے ہندو بھی عیسائی مذہب اختیار کر کے اس کام میں مصروف ہو گئے۔[22] یورپ میں اسلام کے خلاف چھپنے والی بے سروپا کتب کے اردو تراجم شائع کرنے میں عیسائی پادریوں نے بڑی دلچسپی لی۔ ان کتب کی بنیاد پر برصغیر پاک و ہند میں کئی رسائل و پمفلٹ شائع کئے۔ اس کے علاوہ انگریز مشنریوں[23] نے انگریزی میں اسلام کے خلاف مناظراتی مواد تیار کر کے تقسیم کیا۔ جس زمانے میں برصغیر میں اسلام مخالف مسیحی تحریک جاری تھی اس وقت یورپ میں عہد نامہ قدیم اور جدید پر زبردست تنقید کا سلسلہ زوروں پر تھا۔ یہ اعزاز مولانا رحمت اللہ کیرانوی کو حاصل ہے کہ انہوں نے پادری فنڈر اور دیگر عیسائیوں کی کتب کا جدید تنقید کی روشنی میں جواب دیا اور عیسائیت کا روایتی انداز سے ہٹ کر مقابلہ کیا انہوں نے فنڈر کو 1854ء میں مناظرہ اکبر آباد میں شکست دی اور اس نے تسلیم کیا کہ انجیل میں تحریف ہوئی ہے جنگ آزادی کے بعد مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے قسطنطنیہ میں فنڈر اور اس کے ساتھیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کیلئے ترک سلطان عبدالعزیز نے شریف مکہ کی وساطت سے انہیں قسطنطنیہ طلب کیا 1864ء میں آپ وہاں پہنچے اور اپنی شہرہ آفاق کتاب اظہار الحق (عربی) تالیف کی جو فنڈر کی کتاب میزان الحق کا نہایت جامع اور مدلل جواب ہے۔

یورپ میں بائبل پر تنقید اور عیسائیت کے محاسبے پر مبنی لٹریچر کے تراجم کے لئے برصغیر پاک و ہند میں کوئی ادارہ قائم نہ تھا جو صرف یہی کام کرتا اس طرح دریدہ دہن عیسائیوں کو آسانی سے لاجواب کیا جا سکتا تھا ویسے رد عیسائیت اور کسر صلیب کے نام پر کئی دعویدار اور سینکڑوں ادارے سرگرم تھے۔ آج بھی یہ تنقیدی لٹریچر جس نے بائبل کی دھجیاں بکھیر دی تھیں اور عیسائیت کی حقیقت آشکار کر دی تھی عام لوگوں کی دسترس سے باہر ہے۔ یہ لٹریچر زیادہ تر جرمن، فرانسیسی اور دیگر یورپی زبانوں میں ملتا ہے لیکن انگریزی زبان میں بھی کافی اہم تنقیدی کتب موجود ہیں جن سے استفادہ کیا جا سکتا ہے اور انہیں افادہ عام کیلئے آسان انداز سے پیش کیا جا سکتا ہے اس سلسلے میں گزشتہ صدی میں جو پیش رفت ہوئی ہے اور خود عیسائی حلقوں نے جس بے اطمینانی کا اظہار کیا ہے اس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

حواشی

-1 اس بحث کا زیادہ حصہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ایڈیشن 1963ء جلد سوم۔ بائبل پر J.J.Pn کے فاضلانہ مقالے سے ماخوذ ہے۔

-2 یہ معلومات انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کی مختلف اشاعتوں میں مذکور بائبل 'عیسائیت' حضرت مسیح" وغیرہ پر مقالات اور انسائیکلوپیڈیا امریکنا کے ان ہی موضوعات پر مقالات پر مبنی ہیں۔

-3 یسعیاہ 45: فقرہ 7 اور لوقا: فقرہ 43

خروج 3:2 اور لوقا 4:10

سلاطین دوم 23:2 اور لوقا 15:18

-4 یہ بات اہم ہے کہ غناسطی رہنما جو نہایت فاضل اور جید علماء تھے ان کے مجموعے سامنے آنے کے بعد کلیسا کو فکر لاحق ہوئی کہ ان کی تائید یافتہ اناجیل وغیرہ پیچھے نہ رہ جائیں اس کے ردعمل میں انہوں نے عہدنامہ جدید کو مقدس کتاب کی صورت دینی شروع کی اور اس کو جلد سامنے لانے کی کوشش کی (انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا 1963ء بائبل)

-5 اصطلاحاً اسے Biblical Erotaporiseis یا Questions کہا جاتا ہے۔ یعنی بائبل کی اغلاط یا اس کے بارے میں سوالات۔

-6 Paulicans اور Albigenses وغیرہ

7- Abbot Hucbert of St Maurice

8- ☆ Ewald
   ☆ W.R. Reus
   ☆ K.H. Graf
   ☆ J. Wellhausen (1889)

9- Franz Dalitzsch
   ☆ Ed. Konig ☆ H. Strack

-10 فاضل محقق ایک بارن (83-1780) J.G.Eichhorn نے 1804ء میں پہلی انجیل کا مسئلہ اٹھایا جس کی بنیاد پر باقی اناجیل تصنیف ہوئیں۔

11- F.C. Baur (1831)

12- Schlermacher

13- Holtzman
   ☆ Reuss ☆ Julichor ☆ Kruger ☆ Von Soden

14- Encyclopedia Americana 1951-Bible

15- Encyclopedia Brittanica 1949, 1963, 1974
   ☆ Encyclopedia Americana 1951-Bible

یہ بات اہم ہے کہ عہد نامہ جدید کا موراتوری نسخہ جس کا ذکر کیا جا چکا ہے اس میں عبرانیوں کا نام خط اور پطرس کا پہلا خط موجود نہیں۔ اتھانیس کے ایسٹر کے خط 367ء میں مروجہ 27 کتب کو مقدس مان لیا گیا جب کہ یہودہ کے نام خط اور یوحنا کے خطوط پر پہلے سے اختلافات موجود تھے اور اس خط کے بعد انطاکیہ شام کے مکتب فکر نے صرف تین خطوط' یعقوب اول' پطرس اول اور یوحنا اول کو مانا باقی خطوط کو مسترد کر دیا۔ اس طرح 27 کتب کی فہرست زیر بحث رہی اگرچہ ہپو 393 اور کارتھیج کونسلوں 397' 419 نے اس کو تسلیم کر لیا اور پانچویں صدی عیسوی میں پوپ، دماسس نے اس کی توثیق کر دی دراصل 691 عیسوی میں طرولان Trullan کونسل میں مشرقی اور مغربی کلیسا نے اس فہرست پر اتفاق کیا۔

16۔ ☆ J.J. Griesbach and Freiburg 1808
☆ Richard Bentley 1745
☆ B.F. Westcott and F.J.A. Hort
☆ CR Gregory, von Gebhardt and E. Nestle
☆ Karl Lachmann
☆ Michaelis
☆ Trigelles
☆ Tischendorf
☆ Von Soden

تفصیل کے لئے دیکھیں انسائیکلو پیڈیا برٹینکا' امریکنا اور چیمبرز زیر الفاظ بائبل، عہد نامہ جدید عیسائیت

-17 بشیر احمد، فری میسنری اسلام دشمن یہودی تنظیم' راولپنڈی 2001ء

-18 پادری جی۔ ٹی مینلی ایم۔ اے نے ہماری کتب مقدسہ کے چوتھے باب میں تنقید جدید کا پس منظر بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

"تنقید جدید کے تجزیے کو مختلف وجوہات کے باعث حق بجانب کہا جا سکتا ہے مثلاً طرز تحریر اور اسلوب بیان میں اختلاف دوہرے بیانات' داستانوں کا ٹوٹنا' اختلاف اور تضاد' لیکن جس طرح یہ وجوہات تجزیہ کے حق میں مضبوط دلائل کا کام دیتی ہیں اس طرح اس ترکیب کے خلاف بھی وہ زبردست حربہ ہیں' (ترجمہ جے ایس امام الدین اور مسز کے ایل ناصر۔ لاہور 1984ء صفحات (71-90 ملخص)

مینلی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بائبل کا تنقیدی مطالعہ کرنے والے قدیم کلیسائی بزرگوں' ریفارمروں اور مسیحی عالموں کو اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ کتاب مقدسہ الٰہی اختیار سے لکھی گئی تھیں اور الٰہی اختیار رکھتی ہیں ص 71۔ الٰہی اختیار اپنی جگہ لیکن دنیاوی اختیار کے تحت ان محققین نے جس طرح دودھ اور پانی کو الگ کر دیا ہے اس کا مسیحی علماء کے پاس کیا جواب ہے؟

-19 تفصیلی بحث کے لئے دیکھیں۔

Encyclopedia Britt 1962,1974 New Testament, Christianity Ency. Americana, 1951, Bible

20- تفصیل کے لئے دیکھیں Ency. Britt. اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس زیر عنوان بائبل عیسائیت۔

21- ریورنڈ طالب الدین بی اے

☆ پادری عماد الدین ☆ پادری صفدر علی ☆ اکبر مسیح

☆ پادری عبدالحق ☆ عبداللہ آتھم ☆ احمد شاہ

☆ محمد اسماعیل ☆ سراج الدین ☆ ریورنڈ جے قلندر

22- جی ایل ٹھاکر داس

☆ چندو لال ☆ فضل بابو رام چندر ☆ راجہ شیو پرشاد

☆ بوٹا مل ☆ وزیر چند

23- یورپی مصنفین میں زیادہ مشہور مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ Sir William Muir ☆ EM Wherry
☆ William Goldsack ☆ J. Takle
☆ H. J. Lane Smith ☆ H. U. W Stanton
☆ GH. Rouse ☆ Clair Tisdall
☆ J.J. Lucas

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987- Biblical Literature
- Encyclopedia Brittanica, 1962, 1974-Biblical Literature
- Encyclopedia Americana 1951- Bible pp 612-673
- Encyclopedia of Religon and Ethics 1930, 1932 Vol-II Christianity
- The Jewish Encyclopedia, 1925
- Encyclopedia Biblica, London 1899
- Encyclopedia of Biblical Literature, 1865
- The World Book Encyclopedia, Vol-II 1972, pp 279-284

Suggested Redings

☆ A. J. Toynbee, Christianity Among The Religions of the World, Ny 1956

☆ E.O. James Christianity and Other Religions, London, 1968.

☆ A.C Bouquet, The Christian Faith and Non-Christian Religions, Ny 1958.

باب 7

عہد نامہ جدید کے قدیم نسخے

عیسائی حضرات بائبل کی صحت کی تائید میں عہد نامہ جدید کے قدیم نسخوں کا حوالہ دیتے ہیں ہم ان نسخوں کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ عیسائی بائبل کتنی مستند اور قابل اعتماد ہے۔ اس کے لئے ہم قدیم نسخوں کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

عہد نامہ جدید کے قدیم نسخے چوتھی صدی عیسوی کے ہیں کسی کتاب کا کوئی اصل نسخہ Autograph آج تک نہیں مل سکا۔ یہ تمام نقول ہیں اور نقول کے تراجم ہیں تیسری سے اٹھارویں صدی کے عہد نامہ جدید کے پاپری چرمی وغیرہ موجود نسخوں میں اناجیل کے 2000 خطوط اور اعمال کے 400، جس میں پولوس کے 300 خطوط شامل ہیں۔ مکاشفہ کے 250، اور کلیسائی دعاؤں کے 2 ہزار نسخے ملتے ہیں اس کے علاوہ آبائے کلیسا کی تحریرات میں نقل شدہ عہد نامہ قدیم اور یہودی لٹریچر سے بے شمار کوٹیشنز ملتی ہیں ان نسخوں کے تقابلی مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں قرات مختلفہ کی ڈیڑھ لاکھ مثالیں موجود ہیں اس کی چاہے کچھ توجیہہ پیش کی جائے مثلاً نقل نویسوں اور مصنفین اور مترجمین نے بعض اوقات حافظے کوٹیشن نقل کی کسی محرف متن کو استعمال کیا یا کسی اور وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ بہر حال یہ حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں کہ یہ نسخے محرف و مبدل حالت میں ہیں۔

پندرھویں صدی عیسوی میں چھاپہ خانہ کی ایجاد سے قبل بائبل کے تقریباً تمام نسخوں میں قرآت اور متن کے شدید اختلافات موجود تھے۔ ان کو مختلف زبانوں خصوصاً لاطینی، یونانی اور انگریزی تراجم نے اور آشکار کر دیا۔ عہد نامہ جدید کے زیادہ نسخے سکرول کی بجائے کوڈیکس (کتابی) صورت میں ہیں جن میں ابتدائی پاپرس نسخے ہیں اور قیصر روم قسطنطین کے عہد (چوتھی صدی عیسوی) کے نسخے چرمی ہیں قدیم عہد میں پاپرس پر لکھائی ہوتی تھی جو مصر کے ساحلی علاقوں کے ایک پودے کا گودا تھا۔ سب سے قدیم پاپری نسخہ یوحنا کی انجیل کا ایک ٹکڑا ("2.5"X3.5) ہے جو شاید 130 یا 140ء کا ہے یہ انجیل یوحنا کی تصنیف کے 30 یا 40 سال بعد کا ہے چوتھی صدی عیسوی تک پاپرس پر لکھائی ہوتی تھی اس کے بعد کھال اور چمڑے کو استعمال کیا جاتا رہا پندرہویں صدی عیسوی تک کھال پر بڑے حروف (Unicial) میں لکھا جاتا تھا۔ چوتھی سے 10 ویں صدی عیسوی کے بڑے حروف کے نسخوں کی تعداد 60 بتائی جاتی ہے۔ دسویں سے پندرھویں صدی عیسوی میں چھوٹے حروف استعمال ہونے لگے قدیم نسخوں کو Codex کہتے ہیں۔[1]

قدیم نسخوں کے متعلق معلومات مہیا کرنے سے پہلے متن کی نوعیت Type of Text کو جاننا ضروری ہے۔ مشرق اور مغرب کے جن علاقوں میں کلیسا قائم ہوئے انہوں نے اپنی ضروریات کے مطابق عہد نامہ جدید کے تراجم اپنی زبانوں میں کئے ان تراجم کا انداز تحریر متن کی شکل اور نوعیت کو متعین کرنے میں مدد دیتا ہے قدیم نسخوں کے متن کا مطالعہ

کرتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ متن سکندریہ کے متن سے ملتا ہے جو مشرقی کلیسا میں مستعمل تھا۔ بازنطینی متن ہے جو قسطنطنیہ کے کلیسا میں مروج تھا مغربی یا یونانی، لاطینی متن ہے۔ شامی سریانی متن ہے، فادر اوریجن کا قیصریہ کا متن ہے یا کوئی اور ذیلی متن ہے۔

پاپری نسخے

پاپرس (Paprus) ایک پانی کا پودا ہے جو مصر میں دریاؤں کے کنارے پایا جاتا ہے یہ نرسل کی طرح کا ہوتا ہے جب کاغذ موجود نہ تھا اس وقت اس پودے سے کاغذ تیار کیا جاتا تھا۔ اس کے لمبے لمبے ٹکڑے کاٹ کر ان کو ایک دوسرے میں پیوست کر دیا جاتا تھا اور اس کی سطح صاف کر لی جاتی تھی اس کی سیاہی کوئلے گوند اور پانی سے تیار کی جاتی تھی ان مخطوطوں کا عام سائز 30 فٹ ہوتا تھا موٹائی 9 سے 10 انچ ہوتی تھی۔ ان کو دوسری صدی عیسوی میں چھوٹی شیٹوں میں کاٹ کر کتابی صورت دی گئی پاپری مخطوطوں پر نمبر شمار بھی لگا دیئے جاتے تھے پاپرس جس کی جمع پاپری ہے پر لکھے ہوئے نسخے دیر پا نہ تھے یہ نمی سے خراب ہو جاتے تھے اور ان کی سیاہی اڑ جاتی تھی۔ مصر کی خشک آب وہوا میں یہ قدرے دیر تک محفوظ رکھے جا سکتے تھے۔ عام طور پر پاپرس پر اہم تحریریں لکھنے کا رواج تھا۔

1895ء میں وسطی مصر میں ایک ماہر آثار قدیمہ فلنڈر پیٹری (Flinders Patrie) کھدائی کر رہا تھا کھدائی کے دوران اس کو پاپرس کے بہت سے مخطوطے ملے جو ریت کے نیچے دفن تھے۔ اسکے دو شاگردوں گرین فل Gren Fell اور ہنٹ Hunt نے جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے طالب علم تھے اس مقام پر مزید کھدائی کی اس جگہ اور اردگرد کے علاقے میں ان کو 10 ہزار کے قریب پاپری مخطوطے ملے جن میں کچھ مکمل اور کچھ نامکمل حالت میں تھے۔ مزید کھدائی کے بعد ان کو معلوم ہوا کہ بہت سے پاپرس نسخے ریت کے اندر ممیوں Mummies کے خولوں اور مگرمچھ کی کھالوں میں محفوظ کئے گئے ہیں ان تحریرات کا مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ کئی طرح کے خطوط، بل رسیدیں، ڈائریاں، سرٹیفکیٹ، جنتریاں وغیرہ ہیں۔ بعض مخطوطے 2000 ق م کے بتائے جاتے ہیں جو درست نہیں لیکن اکثر 300 ق م سے 300 عیسوی کے تھے ان میں کچھ عیسائیت کے متعلق ابتدائی تحریریں تھیں۔ بائبل پر تحقیق کرنے والوں کو اس مواد سے دلچسپی تھی انہوں نے ان مسودات پر تحقیق کا آغاز کر دیا۔ اس کے بعد بھی مصر سے اور پاپری نسخے ملے جو تحقیق میں شامل کر لئے گئے۔ ان مخطوطوں کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ ان میں سے کوئی نسخہ بھی ایسا نہیں جس پر عہد نامہ جدید مکمل صورت میں تحریر کیا گیا ہو۔ ان مخطوطوں کو علامتی طور پر P کا نام دیا گیا اور صحیح شناخت ہونے والے 88 پاپری نسخوں کی ایک فہرست تیار کی گئی ان میں سے سب سے قدیم نسخہ P52 کہلاتا ہے جو دوسری صدی عیسوی (130-140)ء کا ہے یہ نامکمل صورت میں ہے اس پر یوحنا کی انجیل کی بعض سطریں مرقوم ہیں۔ گذشتہ صفحے پر اس کا مختصر ذکر کیا جا چکا ہے اس کے بارے میں مزید تفصیل دی جاتی ہے۔

یوحنا کی انجیل کے پاپری نسخہ P52 جس کا سائز "1/2-"2x"1/2-"3 ہے۔ اس کے ایک طرف یوحنا کی انجیل کی چند سطریں (18:31-33) [2] اور دوسری طرف یوحنا کی انجیل کا ایک فقرہ (18:37-38) مرقوم ہے۔ [3] یہ نسخہ ایک

بڑے نسخے کا ورق معلوم ہوتا ہے جس کے 130 پاپری صفحات تھے اور اس کا اصل سائز "8" x 8"-1/4 تھا۔ بعض اسے عہد نامہ جدید کا قدیم ترین دوسری صدی عیسوی کا مخطوطہ کہتے ہیں۔ متن سکندریائی (Alexandrian) ہے یہ نسخہ 1920ء میں ملا اور اب رے لینڈ یونیورسٹی لائبریری (Rylands University) مانچسٹر انگلینڈ میں رکھا ہوا ہے۔ خط تحریر بڑے حروف میں ہے جس کو اصطلاح میں Uncial کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے درمیان وقفہ نہیں ہوتا اور ہر لفظ دوسرے سے جڑا ہوتا ہے۔[4]

عہد نامہ جدید کے پاپری مخطوطوں کے مجموعے چیسٹر بیٹی اور بوڈمر مجموعے کہلاتے ہیں۔ A Chester Beaty + Bodmer کے پاپری مخطوطوں میں تیسری صدی عیسوی کے مخطوطے اہم ہیں چیسٹر بیٹی لندن میں کان کنی کا انجینئر تھا اس نے یہ مخطوطے 31-1930ء میں مصر سے حاصل کئے ان کو 7-1934 میں چھاپ دیا گیا۔ ان کو P46, P43 اور P47 کا نام دے کر ان کی کیٹلاگ بنائی گئی۔ یہ اس کی ذاتی لائبریری ڈبلن میں محفوظ ہیں۔ ایک نسخے P45 کے چند اوراق ویانا میں ہیں۔ 220 پاپری اوراق میں سے 30 اوراق پر عہد نامہ جدید کی بعض کتب کے نامکمل متن موجود ہیں یہ متی، مرقس، لوقا، اور یوحنا کی اناجیل اور رسولوں کے اعمال کے متفرق ٹکڑے ہیں ہر انجیل کا مختلف متن ہے[5] اگرچہ اوراق کٹے پھٹے ہیں لیکن سکندریہ کا متن معلوم ہوتا ہے۔ تین پرانے مخطوطوں میں ایک P46 ہے اس کے 104 اوراق میں سے 86 اوراق موجود ہیں یہ شاید تیسری صدی عیسوی کا نسخہ ہے۔ اس میں کچھ حصے رومیوں کے نام خط کرنتھیوں کے نام اول دوم خطوط، افسیوں کے نام خط، گلتیوں کے نام خط، فلپیوں کے نام خط، کلسیوں کے نام خط اور تھسلنیکیوں کے نام خط پر مشتمل ہیں یہ بھی سکندریہ کا متن ہے ایک قلمی نسخے B2P47 کے 10 اوراق ہیں اس میں یوحنا عارف کے مکاشفہ کی چند سطریں (17-10:9) ہیں[6] یہ بوسیدہ حالت میں ہے۔

چیسٹر بیٹی مجموعے میں عہد نامہ قدیم کے چند مخطوطے بھی موجود ہیں جن میں کتاب پیدائش، گنتی، استثناء، یسعیاہ، یرمیہ، حزقیل، استیر اور ایک تہائی عہد نامہ جدید کی کتاب یوحنا عارف کا مکاشفہ شامل ہے اس متن کو 1931ء میں شائع کر دیا گیا۔ اس مجموعے کا کچھ حصہ مشی گن یونیورسٹی امریکہ کے پاس ہے۔

جرمن محقق اڈولف ڈسمان (Adolph Deissman) کی تحقیق کے مطابق ان پاپری مخطوطوں کی یونانی زبان عہد نامہ جدید کی یونانی زبان سے ملتی ہے اور کلاسیکی یونانی نہیں ہے یہ بات اہم ہے کہ قدیم یونانی جو پری کل Pericles کے عہد میں مروج تھی اور عہد نامہ جدید میں جو یونانی زبان استعمال ہوئی ہے اس میں 500 نئے الفاظ پائے جاتے ہیں جو قدیم زبان میں نہیں تھے۔[7]

بوڈمر مجموعہ

مارٹن بوڈمر (Martin Bodmer) ذاتی طور پر قدیم کتب جمع کرنے کا شوقین تھا۔ وہ سوئٹزرلینڈ کا باشندہ تھا اس نے 55-56[redacted] میں پانچ پاپری مخطوطے P74, P75, P72, P45, P66 حاصل کئے جو 146 اوراق پر مشتمل ہیں جن میں خالی جگہ بھی ہے یہ اس کی ذاتی نیوا میں ہیں ان کو 61-1956ء میں چھاپ دیا گیا ان میں P66،

200ء کا نسخہ بتایا جاتا ہے۔ اس میں یوحنا کی انجیل کا ایک حصہ (باب 21) اور یونانی زبان میں عہد نامہ جدید کا متن ہے جو سب نسخوں کے متن سے طویل شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اہم ہے کہ اس نسخے اور کسی بھی اور پاپری نسخے میں یوحنا کی انجیل کے بعض متن (3:5-4 اور 53:7 اور 11:8) موجود نہیں ہیں اس سے ناقدین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ یوحنا کی اصل انجیل میں یہ متن موجود نہ تھا یہ حصہ بعد میں شامل کیا گیا۔ اس نسخے کا متن مخلوط نوعیت کا ہے اور سکندریہ کا متن ہے۔

P45 تیسری صدی کے آخر کا نسخہ ہے اس میں کتاب رسولوں کے اعمال نامکمل حالت میں ہے۔ پاپری P72 نسخہ VII اور VIII تیسری صدی عیسوی کے ہیں۔ نسخہ VII میں یہودہ کے خط کا مخلوط متن ہے اور نسخہ VIII میں جزوی طور پر پطرس کا پہلا اور دوسرا خط ہے نسخہ VII کی یونانی عبارت جس کاتب نے تحریر کی اس میں ہجوں اور تلفظ کی بہت سی غلطیاں کیں۔ پاپری P75 'بوڈمر XIV اور XV دوسری' تیسری صدی عیسوی کے نسخے ہیں جن میں انجیل لوقا اور یوحنا درج ہے جو ایک ہی صفحے پر مرقوم ہے۔ P74 نسخہ XVII چھٹی یا ساتویں صدی عیسوی کا ہے اس میں رسولوں کے اعمال اور عام خطوط ہیں ان تمام نسخوں کے متن کے مطالعے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عہد نامہ جدید کا کوئی ایک متن نہ تھا جو سب پر حاوی ہو بلکہ مختلف ذرائع سے متن حاصل کئے گئے ہیں۔ پاپری نسخے تیسری اور چوتھی صدی کے علاوہ چھٹی اور آٹھویں صدی کے بھی ہیں۔ یہ بائبل میں تبدیلی اور تحریف کے آئینہ دار ہیں۔ عہد نامہ قدیم کے دوسری سے چوتھی صدی کے 9 پاپری نسخوں کی باقیات ملتی ہیں۔

پاپری نسخے اور تحریف متن

یہ ایک اہم سوال ہے کہ پاپری نسخوں کی روشنی میں عہد نامہ جدید کے متن کو کس حد تک مستند قرار دیا جائے؟ مشہور آرکیالوجسٹ ملر باروز کہتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے آخر میں عہد نامہ جدید کے تین قسم کے متن مروج تھے ان میں مواد سے زیادہ الفاظ کے فرق پائے جاتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اناجیل کے مروجہ متن میں کس طرح کمی بیشی ہوئی اور یہ صرف الفاظ کی حد تک نہیں بلکہ کئی فقرات (آیات) اور پیراگراف نکال دیئے گئے یا شامل کر دیئے گئے مثلاً یونانی زبان کے قدیم پاپری مسودات میں اس عورت کا واقعہ موجود نہیں جو زنا کے الزام میں پکڑی گئی اور جس پر حضرت مسیح نے کوئی حکم نہ لگایا انجیل یوحنا (7:35 اور 8:11) جن نسخوں میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے وہ موجودہ واقعے سے بہت مختلف ہے اسی لئے بائبل کے نظر ثانی شدہ انگریزی ترجمے (RV) میں اس کو بریکٹوں میں دیا گیا ہے اور اس پر توضیحی حاشیہ درج ہے یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یہ حصہ پہلے بائبل میں نہ تھا پاپری نسخے جو قبطی زبان میں ہیں ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

1923ء میں دریافت ہونے والا چوتھی صدی عیسوی کا قبطی نسخہ جو فریئر (Freer) کے مسودات میں شامل ہے اس میں انجیل یوحنا کے ان فقرات (آیات) کے علاوہ یوحنا (9:38) بھی نہیں (یہ ایک پیدائشی اندھے کا واقعہ ہے جو حضرت مسیح کے معجزے سے درست ہوا تو ''اس نے کہا اے خداوند میں ایمان لاتا ہوں اور اسے سجدہ کیا'') اسی طرح آیت 39 کے پہلے الفاظ بھی موجود نہیں (یسوع نے کہا میں دنیا میں عدالت کیلئے آیا ہوں تاکہ جو نہیں دیکھتے وہ دیکھیں اور جو دیکھتے ہیں وہ اندھے ہو جائیں 9:39)۔ اس لحاظ سے اس نسخے کی نسخہ سینائی اور ایک قدیم لاطینی نسخے سے مطابقت پائی جاتی ہے

اس ضمن میں سب سے اہم مرقس کی انجیل کا معاملہ ہے نسخہ سینائی اور نسخہ سریانی (Sinaitic Syriac) میں مرقس کی انجیل کے باب 16 کے فقرات (آیات) نوتا بیس نہیں ہیں (یہ حضرت مسیحؑ کے زندہ ہو کر آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ ہے) بعض نسخوں میں یہ متن کسی حد تک مل جاتا ہے لیکن بہت طویل ہے اور بعض میں بالکل مختصر ہے اور کئی نسخوں میں مختلف قسم کا متن ہے یہ اس متن سے مطابقت رکھتا ہے جو سینٹ فادر جیروم نے استعمال کیا ہے اس کے علاوہ فریر (Freer) کے مسودات میں یہ الگ قسم کا متن ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرقس کی انجیل کی آخری 12 آیات (9 تا 20) جو مروجہ انگریزی بائبل میں ہیں، مستند نہیں، یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انجیل مرقس آٹھویں آیت پر ختم ہو جاتی ہے یا اس کا کوئی اور اختتام تھا جو گم ہو گیا یہ حل طلب سوال ہے۔

عہد نامہ جدید میں سامی (عبرانی) زبان کی چاشنی موجود ہے کیونکہ اس کے مصنفین یونانی ہفتادی ترجمے (تیسری صدی قبل مسیح) سے واقف تھے اور عبرانی محاورات کا استعمال جانتے تھے ابتدائی زمانے کے مصنفین یہودی عیسائی (Jewish Christian) تھے جو یونانی سے زیادہ آرامی زبان سے واقف تھے اور اسی میں سوچتے تھے۔ عہد نامہ جدید کی زبان روزمرہ کی یونانی زبان ہے اور ادبی زبان نہیں۔ اس میں بعض اصطلاحات پاپری نسخوں سے اخذ کر کے ان کو نئے معنی پہنا دیئے گئے ہیں۔ مثلاً کفارہ (Atonement) اس عہد کی ایک قانونی اصطلاح ہے لیکن عیسائیت میں حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے اور گناہوں کے بخشنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی (Parousa) کی اصطلاح پاپری نسخوں میں بادشاہ کی متوقع آمد کیلئے مستعمل تھی۔ بشپ ڈیکن وغیرہ کی اصطلاحات تجارتی اور دیگر تنظیمیں استعمال کرتی تھیں جو عیسائیت میں مذہبی پیشوائیت کی مظہر ہیں۔ پاپری نسخوں کی مدد سے یہ معلوم ہوا کہ بائبل میں مذکور بعض مسیحی اصطلاحات اور معتقدات کا ارتقاء کیسے ہوا اور ان کا پس منظر کیا تھا۔

حضرت مسیحؑ کے اقوال پہلے آرامی میں تھے پھر یونانی میں ترجمہ ہوا وقت کے ساتھ ساتھ ان میں سے کئی بھلا دیئے گئے بعض میں کئی قسم کی تبدیلیاں ہوئیں ان اقوال پر اپوکریفا (غیر مستند لٹریچر) کا بھی اثر ہوا اس کے شواہد دوسری اور تیسری صدی عیسوی کے پاپری نسخوں میں موجود ہیں۔

قدیم پاپری نسخوں میں تیسری صدی عیسوی کے ایک نسخے میں پولوس رسول کے خطوط کا ایک مجموعہ ملا ہے جس میں مروجہ عہد نامہ کے دو خطوط جو تھی کے نام ہیں اور ایک طیطس کے نام خط موجود نہیں ہیں حالانکہ پولوس کے خطوط تیسری صدی عیسوی سے بہت پہلے جمع ہو چکے تھے۔[8]

Parchment\Vellum چرمی یا کھال پر مرقوم مخطوطے

عہد نامہ جدید کے کھال پر لکھے ہوئے بڑے حروف Uncial میں 274 نسخے نامکمل حالت میں موجود ہیں کھال پر لکھا سب سے قدیم نسخہ سینائی (Codex Sinaitcus) چوتھی صدی عیسوی کا بتایا جاتا ہے جس میں عہد نامہ قدیم اور جدید دونوں دیئے ہوئے ہیں۔ یہ یونانی زبان میں ہے۔ چوتھی صدی عیسوی میں کھال پر لکھنے کا طریقہ رائج ہوا جو

چودھویں صدی تک جاری رہا۔ چمڑے پر مرقوم ان مخطوطوں کو بڑے حروف Uncial اور شکستہ Cursive طرز پر تحریر کیا جاتا تھا۔ چوتھی سے دسویں صدی عیسوی کے 160 چرمی مخطوطے مل چکے ہیں جو شکستہ طرز تحریر اور چھوٹے حروف پر مشتمل ہیں یہ حروف آپس میں جڑے ہوتے ہیں بعض مخطوطے دسویں سے 15 ویں صدی عیسوی کے بھی ملے ہیں۔ متن کی تحقیق کے لئے بڑے حروف کے چرمی مخطوطے زیادہ اہم سمجھے جاتے ہیں تین قدیم اور زیادہ مشہور چرمی مخطوطے (Codices) نسخہ سینائی نسخہ ویٹیکن اور نسخہ سکندریہ کہلاتے ہیں لیکن ان کے علاوہ بھی سات اور چرمی مخطوطے عہد نامہ جدید کے متن کے مطالعے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ عہد نامہ جدید کی تدوین کے وقت یونانی زبان بڑے حروف اور چھوٹے حروف دونوں میں لکھی جاتی تھی۔

1- نسخہ سینائی (Codex Sinaiticus)

ایک جرمن محقق تشندوف Tischendorf کو کوہ سینا کی ایک عبادت گاہ (سینٹ کیتھرائن) سے اس یونانی زبان کے چرمی نسخے کے بعض اجزاء ملے جب اس نے ان کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ بائبل کے ہفتادی یونانی ترجمہ کا متن ہے۔ یہ 43 اوراق تھے 15 سال بعد اسی عبادت گاہ کے منتظم سے معاملات طے کر کے اس نے اس نسخے کا باقی حصہ بھی حاصل کر لیا۔ 1933ء تک یہ چرمی مخطوطہ امپیریل لائبریری سینٹ پیٹرز برگ روس میں رہا۔ 1933ء میں برطانوی میوزیم نے اسے 5 لاکھ ڈالر میں خرید لیا۔ اس کے 199 صفحات پر عہد نامہ عتیق مرقوم ہے اور 148 صفحات پر پورا عہد نامہ جدید اور اس کے ساتھ ساتھ برنباس کا خط اور ہرمیس کے چرواہے کا کچھ حصہ (اپوکریفا) شامل ہے۔ کل 347 اوراق ہیں ان کا سائز "15"x13"-1/2 ہے اس مخطوطے کے پہلے 43 اوراق یونیورسٹی لائبریری لپ زگ (Leipzig) میں ہیں چوتھی صدی عیسوی کے اس نسخہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ بائبل میں برنباس کا خط اور کتاب ہرمیس کا چرواہا شامل تھیں جو بعد میں نکال دی گئیں۔

2- اسکندریہ کا مخطوطہ (Codex Alexandrinus)

یہ بڑے حروف کا چرمی نسخہ ابتدائی پانچویں صدی عیسوی میں سکندریہ میں تیار ہوا۔ 1751ء سے برٹش میوزیم کی زینت بنا ہوا ہے اس کی ابتدائی تاریخ معلوم نہیں ہے یہ مکمل نسخہ نہیں اس میں انجیل متی کے بعض حصے (25:6) کورنتھیوں کے نام پولس رسول کا دوسرا خط (13:4) اور (6:12) اور کچھ حصہ انجیل یوحنا (6:50 تا 52:8) موجود نہیں اس نسخے میں متن کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب کو ایک عنوان دیا گیا ہے انجیل متی کے 86 باب ہیں مرقس کے 48 لوقا کے 83 اور یوحنا کے 18 باب ہیں۔ ابواب کی یہ تقسیم موجودہ تقسیم و ترتیب سے مختلف ہے جو سٹیفن لانگٹن (Stephen Langton) آرک بشپ آف کنٹربری لندن نے تیرھویں صدی عیسوی میں مقرر کی اس نے متی کے 28 مرقس کے 16 لوقا کے 24 اور یوحنا کے 21 ابواب مقرر کئے۔

اس نسخہ میں عہد نامہ جدید کے ساتھ تین زائد کتب اپوکریفا سے شامل کی گئی ہیں یعنی کلیمنٹ کے دو خط اور سلیمان کی

زبور Psalms of Solomon یہ کتب مروجہ عہد نامہ میں نہیں۔

اس نسخے میں اناجیل کا متن بازنطینی قسم کا ہے اور باقی عہد نامہ میں سکندریائی متن ہے اس کا نسخہ قسطنطنیہ کے بطریق (Patriach) نے شاہ چارلس اول کو 1627 میں پیش کیا۔

3- ویٹکین کا نسخہ (Codex Vaticanus)

یہ مخطوطہ پوپ کی ویٹکین لائبریری میں 1475ء سے پہلے سے موجود تھا۔ 90-1889ء اور 1904ء میں اس کی فوٹو تصاویر تیار ہوئیں۔ ایک چربہ 1965ء میں تیار ہوا یہ یونانی زبان میں بائبل کا اہم نسخہ ہے اس کی ابتدائی تاریخ معلوم نہیں۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چوتھی صدی عیسوی کے وسط کا ہے اس کے بعض اجزاء ناپید ہیں ٹشندروف کا خیال ہے کہ یہ اور نسخہ سینائی ایک ہی شخص نے تیار کئے جب روم کے شاہ کانسٹائن (306ء) نے مختلف کلیساؤں کے لئے بائبل کے 50 نسخے تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ بعض اسے سینائی نسخے سے قدیم بتاتے ہیں اس میں عہد نامہ قدیم وجدید دونوں موجود ہیں لیکن عہد نامہ قدیم کی کتاب پیدائش (1-46) کے ابتدائی اوراق نہیں اور نسخے کے آخری اوراق بھی موجود نہیں اس کے علاوہ تین مزامیر جو عبرانی بائبل میں ہیں اس میں موجود نہیں اور عہد نامہ جدید میں عبرانیوں کے نام خط (14:9) پاسبانی خطوط، فلیمون کے نام خط اور مکاشفہ موجود نہیں اس کا متن سکندریائی ہے۔

1965ء میں ویٹکین نے اس کا جو چربہ تیار کیا اس میں مرتبین کی جانب سے ایک حاشیہ شامل ہے جس میں کہا گیا ''اس کے نقل کئے جانے کے کئی صدی بعد (جو یقین ہے دسویں یا گیارھویں صدی کے قریب کا زمانہ ہے) ایک کاتب نے سوائے ان کے جن کو اس نے غلط سمجھا تمام حروف پر سیاہی پھیر دی'' متن میں ایسی عبارتیں موجود ہیں' جن میں ابتدائی حروف بھورے رنگ میں اب بھی نظر آتے ہیں جو باقی عبارت سے جو گہرے بھورے رنگ میں ہے واضح طور پر مختلف معلوم ہوتے ہیں اس بات کی کوئی علامت دکھائی نہیں دیتی کہ یہ اصل کا صحیح نمونہ ہے اس کے علاوہ حاشیہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ''کئی صدیوں کے دوران مخطوطہ میں جو صحت کی گئی ہے یا حاشیہ چڑھایا گیا ہے اس میں جو مختلف ہاتھ لگے ان کو ابھی تک تیقن کے ساتھ نہیں پہنچانا گیا ہے جب متن پر سیاہی پھیر دی گئی اس وقت چند تصیحات ضرور کی گئی تھیں'' تمام مذہبی نوشتوں کو چوتھی صدی کے نسخے کی نقل بتایا جاتا ہے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ہو سکتا ہے مختلف ہاتھوں نے صدیوں بعد متن میں تبدیلی کی ہو ایک محقق کو ویٹیکن میں دستیاب ہونے والے ماخذوں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔[9]

4- نسخہ افرائیمی۔ (Codex Ephraemi Syri Rescriptus)

چمڑے یا کھال پر مرقوم قدیم نسخوں میں ایک قسم ان چرمی مخطوطوں کی ہے جن کو Palimpsest کہا جاتا ہے یہ ایسے نسخے ہوتے ہیں جن پر ایک تحریر مٹا کر دوسری لکھ دی جاتی ہے اس صورت میں پہلی تحریر کے کچھ دھندلے نقوش چمڑے پر رہ جاتے ہیں اب تک 152 ایسے چرمی نسخے ملے ہیں افرائیمی نسخہ سب سے قدیم پانچویں صدی کا ہے۔ اس پر عہد نامہ قدیم کا کچھ حصہ اور کچھ عہد نامہ جدید درج ہے۔ عہد نامہ جدید کے متن کو مٹا کر ایک اور متن [illegible] پر تحریر کیا گیا۔

سکالروں نے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے پہلا متن پڑھنے کی کوشش کی ہے لیکن زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ یہ بائبل کا یونانی ترجمہ تھا جس کو بارھویں صدی عیسوی میں لھرچ کر شام کے افرائیم کے 38 خطبات کے یونانی ترجمہ کے لئے استعمال کیا گیا جو چوتھی صدی عیسوی کا کلیسائی فادر تھا عہدنامہ جدید کے 145 اوراق ہیں اس کی ہر کتاب کا کچھ حصہ اس پر مرقوم ہے لیکن تھسلنیکیوں کے نام دوسرا خط اور یوحنا کا دوسرا خط موجود نہیں ہے اس کو 1700 میں فرانس کے مسیحی مبلغ پائر ایلکس (Piere Allix) نے حاصل کیا تشدروف نے کیمیائی مواد کے استعمال سے عہدنامہ جدید کا 60% حصہ حاصل کر کے 1843ء میں چھاپ دیا۔اس نسخے کی کاپی پیرس کے قومی کتب خانے میں ہے۔[10]

5- نسخہ بیزا۔(Codex Bezae) or (Cantabrigiensis)

جان کالون جو کلیسا کی اصلاحی تحریک کے لئے مشہور ہے اس کے جانشین اور کالون چرچ جنیوا کے رہنما تھیوڈر بیزا Theodore Beza نے یہ نسخہ 1562ء میں لیونز فرانس کی ایک خانقاہ سے حاصل کیا اس نے یہ نسخہ 1581ء میں کیمبرج یونیورسٹی لندن کو پیش کیا۔ یہ پانچویں صدی عیسوی کا نسخہ ہے اس میں چار انجیلیں کتاب رسولوں کے اعمال اور یوحنا کا تیسرا خط درج ہیں کتاب اعمال اصل سے زیادہ طویل ہے۔ یونانی متن دائیں صفحے پر ہے اور اگلے صفحے پر لاطینی متن ہے اناجیل کی ترتیب مختلف ہے پہلے دو حواریوں متی اور یوحنا کی اناجیل ہیں اس کے بعد دوسری دو اناجیل لوقا اور مرقس ہیں ان کا متن عام متن سے مختلف ہے۔ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس کے مصنف نے لوقا اور متی کے ہاں حضرت مسیحؑ کے شجروں میں فرق کو محسوس کرتے ہوئے انجیل لوقا کے نسخے میں متی کی انجیل والا شجرہ شامل کر دیا چونکہ متی میں لوقا کی نسبت کم نام شامل تھے۔اس نے زائد ناموں کے ساتھ (توازن رکھے بغیر) ان کو جوڑ دیا۔[11]

یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ عہدنامہ جدید کے قدیم چرمی مخطوطات میں بیزا ایک ایسا مخطوطہ ہے جس کا متن بائبل کے تسلیم شدہ مروجہ متن سے مختلف ہے جہاں متن میں مطابقت ہے اسے بائبل کے مغربی متن کی شہادت سمجھا جاتا ہے۔

6- نسخہ کلارومونٹا۔(Codex Claramontanus)

یہ چھٹی صدی عیسوی کا مخطوطہ ہے اس میں پولوس رسول کے چودہ خطوط ہیں اس کے دائیں صفحے پر یونانی اور سامنے صفحے پر لاطینی متن ہے اس لحاظ سے نسخہ بیزا سے ملتا ہے۔ یہ کلرمونٹ کی خانقاہ سے ملا اور اب پیرس کے قومی کتب خانہ میں ہے۔

7- نسخہ لاڈیانس۔(Codex Laudianus)

یہ دو زبانوں۔ لاطینی اور یونانی میں ہے اس میں کتاب اعمال ہے 1636ء میں آرک بشپ لاڈ نے بودلین لائبریری آکسفورڈ کو پیش کیا چھٹی یا ساتویں صدی کا نسخہ ہے یہ مخلوط قسم کا بازنطینی متن ہے۔

8- نسخہ ریگس۔(Codex Regius(Lo19

یہ آٹھویں صدی کا چرمی مخطوطہ ہے اس کے کچھ اوراق گم ہو گئے ہیں اس مخطوطے میں انجیل متی کے کچھ فقرے (20:17-28) اور یوحنا کی انجیل کے فقرے (21:15-25) موجود نہیں۔ مرقس کی انجیل کا اختتامی حصہ (20:9-16) موجود ہے جس کے ساتھ ہی کتاب مقدس ختم ہو جاتی ہے ان آخری حصوں کو محقق بعد کے اضافے بتاتے ہیں اس مخطوطے کا متن سکندریائی ہے اس کو ویٹی کن نسخے کے متن کے ثبوت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

9- نسخہ واشنگٹن۔(Codex Washingtonianus)

یہ نسخہ گذشتہ صدی کی ابتداء میں مصر سے دریافت ہوا 1906ء میں اسے ڈیٹرائٹ کے صنعت کار چارلس فریر Charles Freer نے حاصل کیا اب واشنگٹن کے سمتھوینن انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ ہے چوتھی یا پانچویں صدی کا نسخہ ہے انجیل کی ترتیب مغربی انداز میں ہے اس کا متن عجیب وغریب ملغوبہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مختلف نسخوں کے متون کی روشنی میں اس کو ترتیب دیا گیا اس میں یوحنا کی انجیل (53:7 تا 11:8 اور 38:9) موجود نہیں۔ مرقس کی انجیل (16:14) کے بعد اس میں کچھ اقوال درج کر دیئے گئے ہیں جو شاید فادر جیروم کے تھے یا اس کو معلوم تھے عہد نامہ جدید کے مرتبین کو ان اقوال کا پتہ تھا لیکن انہوں نے ان کو عہد نامہ میں شامل نہ کیا۔ اس میں مرقس کی انجیل مروجہ انجیل سے طویل اور مختلف ہے۔ اس میں حضرت مسیحؑ کے مر کر جی اٹھنے کا جس طرح ذکر ہے وہ دیگر بہت سے مسودات کی روایات کے خلاف ہے ان میں اس انداز سے اس واقعے کا ذکر نہیں ملتا۔ اس کو قرات مختلفہ اور متن کی تبدیلی کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

10- نسخہ کوری ڈی تھی۔(Codex Koridethianus)

یہ نویں صدی عیسوی کا نسخہ ہے بحیرہ کیپس کے ایک عبادت خانے سے ملا اس میں چاروں اناجیل موجود ہیں لیکن انجیل متی کے پہلے پانچ ابواب میں ردوبدل اور کمی بیشی کی گئی ہے یہ قدیم بازنطینی نسخوں اور کلیسائی رہنماؤں اوریگن اور یوسی بیس کے تیسری اور چوتھی صدی کی کتب کے متن کی طرح ہے۔ یہ نسخہ تفلس جارجیا کے دارالحکومت میں موجود ہے۔ یہ قیصریائی متن ہے۔

چھوٹے حروف شکستہ طرز تحریر کے نسخے (Miniscule)

عہد نامہ جدید کے ایک انچ بڑے حروف Uncial کے کھال پر مرقوم نسخے پانچویں صدی عیسوی کے عہد تک کے ہیں جب تک یہ خط مروج تھا۔ کھال کے نسخوں پر چوتھی سے نویں صدی عیسوی تک دونوں قسم کے حروف استعمال ہوتے تھے۔ گیارھویں صدی عیسوی میں چھوٹے حروف استعمال ہونے لگے۔

چھوٹے حروف کے تین ہزار نسخے ملتے ہیں جو دسویں اور سولھویں صدی عیسوی کے درمیانی عرصے کے ہیں یہ بازنطینی یا کلیسائی متن کہلاتا ہے۔ 1868ء میں فیرار Ferrar اور 1902ء میں لیک Kir Shopp Lake نے ان

نسخوں پر تحقیق کی ان میں الفاظ اور حروف ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں درمیانی وقفہ یا ابواب نہیں کھال کے نسخے رنگ دار ہوتے تھے۔ مثلاً اودو دھارنگ اور سفید سیاہی سے اس پر لکھا جاتا تھا پہلے حرف کو نمایاں کیا جاتا تھا اور رنگ دار بنایا جاتا تھا۔

عبادات میں پڑھی جانے والی دعائیں (Lectionaries)

ان قدیم نسخوں کے علاوہ آخری قسم ان یونانی نسخوں کی ہے جن میں کلیساؤں میں پڑھی جانے والی وہ دعائیں شامل ہیں جو مختلف رسومات کی ادائیگی کے وقت گا کر سنائی جاتی تھیں۔ یہ دو ہزار سے زائد دعائیں ہیں ان کا قدیم نسخہ چھٹی صدی عیسوی کا ہے ایک مکمل نسخہ نویں صدی عیسوی کا ہے جس میں عہد نامہ جدید سے اخذ شدہ دعائیں دی گئی ہیں جو مسیحی عبادات کے دوران پڑھی جاتی تھیں۔ کئی دعاؤں میں متن اور قرآت کے اختلاف موجود ہیں۔

مختصر طور یہ کہا جا سکتا ہے کہ!

1۔ انجیل کا اصل نسخہ موجود نہیں دستیاب نسخے تراجم اور نقول در نقول پر مشتمل ہیں

2۔ تیسری سے 18 ویں صدی کے انجیل کے 2 ہزار نسخوں، رسولوں کے اعمال اور پولوس کے خطوط کے 400 نسخوں، یوحنا کے مکاشفے کے 250 نسخوں اور کلیسا کی دعاؤں کے 2 ہزار دستیاب نسخوں میں پاپری اور چرمی نسخے موجود ہیں ان میں زیادہ تر نسخوں کا متن نامکمل اور مختلف ہے۔

3۔ محققین نے ان میں سے 167 نسخوں کا انتخاب کر کے ان کا تنقیدی مطالعہ کیا جس کے نتیجے میں کئی طرح کے اختلافات (متن قرآت مختلف وغیرہ) سامنے آئے ہیں۔ اناجیل اربعہ کے دستیاب دو ہزار نسخوں میں اٹھارویں صدی عیسوی کے قریب کی صدیوں میں اختلاف کم ہیں جتنا پیچھے جائیں اختلافات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ 1277 نسخوں میں اختلاف قرات موجود تو ہے لیکن کم ہے۔

4۔ پولوس کے خطوط اور رسولوں کے اعمال کے چار سو نسخوں میں 32 نہایت کٹے پھٹے اور بوسیدہ حالت میں ہیں ان کے مطالعے سے متن کے اختلاف کو درست طور پر متعین کرنا مشکل ہے۔

5۔ تیسری صدی کے پاپری نسخوں کی کل چالیس سطریں ایسی ہیں جو درست حالت میں کہی جا سکتی ہیں۔ باقی متن درست حالت میں نہیں۔

گزشتہ بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد نامہ جدید کا متن ایک طرح کا نہیں، قدیم نسخوں میں مکمل مطابقت نہیں تحریف متن و تبدیلی عام ہے۔

حواشی

-1 اس باب کا تمام مواد منتخب ماخذات پر مبنی ہے۔

-2 پلاطوس اور یہودیوں کا مکالمہ ہے۔

-3 پلاطوس نے کہا تو بادشاہ ہے مسیح نے جواب دیا تو خود کہتا ہے میں بادشاہ ہوں وغیرہ

4- Pocket Bible Hand Book, Henry H. Halley, Chig USA, 1948, pp 662-63

-5 -i پادری مثلیل نسخوں کے متن میں اختلاف کی یہ توجیہہ پیش کرتے ہیں کہ عہد نامہ جدید ایک ہی کوڈیکس یا طومار پر مشکل سے لکھا جاتا تھا۔

-ii رومن حکومت کی سختی کے باعث مسیحی کلیسا چوتھی صدی عیسوی تک خفیہ تحریک رہی۔

-iii بائبل رکھنا خطرے سے خالی نہ تھا۔

-iv مسیحی لوگ غریب تھے اس لئے ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں نے اکثر قلمی نسخے لکھے ہوں گے جو تعلیم کی کمی کی وجہ سے حاشیہ پر لکھی ہوئی تفسیروں اور اصل متن میں امتیاز نہ کر سکے لہٰذا عبارت کے خلط ملط ہونے کے امکانات زیادہ تھے۔ (ہماری کتب مقدسہ ص45)

-6 یوحنا اپنے مکاشفے میں ایسی ٹڈیوں کا ذکر کرتا ہے جس کی صورت گھوڑوں جیسی تھیں ان کی دمیں بچھوؤں جیسی تھیں ان میں ڈنک بھی تھے اور ان کی دموں میں پانچ مہینے تک لوگوں کو ضرر پہنچانے کی طاقت تھی۔ اتھاہ گڑھے کا فرشتہ ان پر بادشاہ تھا اس کا عبرانی نام ابدون اور یونانی اپلیون تھا۔ پہلا افسوس تو ہو چکا اب دیکھو اس کے بعد دو اور افسوس ہونے والے ہیں اور جب چھٹے فرشتے نے نرسنگا پھونکا تو میں نے اس سنہری قربان گاہ کے سینگوں میں سے جو خدا کے سامنے ہے ایسی آواز سنی......

-7 انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا New Testament 1974

-8 تفصیلی بحث کیلئے دیکھیں

Millar Burrows, What Mean These Stones - The Significance of Archeology for The Study of Bible, London 1958 - Chapter 2 - Text & Language, pp 30-59.

-9 بائبل قرآن اور سائنس' مصنف موریس بوکائیے' مترجم ثناالحق صدیقی آرمی بک کلب 83-1982ء ص 138-139

-10 New Testament انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن pp815-16 Dummelo's Commentary ص196، انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا 1974 (New Testament) ص942

-11 موریس بوکائیے حوالہ سابق ص140

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, Vol-II 1987
- Encyclopedia Brittainica 1949, 1962, 1974
- Encyclopedia Americana 1951-Bible pp 612-673
- Encyclopedia of Religion and Ethics, 1930
- The Jewish Encyclopedia

Suggested Readings

☆ Howard Clarke Kee, The Origin of Christianity: Selected Documents, NJ, 1973

☆ L. Goppelt, Apostles and Apostolic Times, Ny, 1970

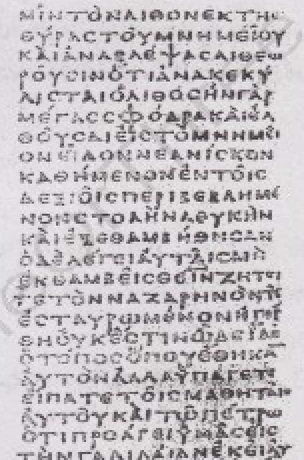
☆ A. Schweitzer, The Quest for Historical Jesus, Ny, 1968

☆ H. Carpenter, Jesus, Oxford University Press London, 1980

☆ Eric J. Sharpe, A History of Compartive Religions, Ny, 1975

☆ S.G.F. Brandon, The Trial of Jesus, Ill. USA, 1970

BIBLE



ویٹی کن نسخہ: انجیل مرقس کا اختتامیہ (8:3-16)

باب 8

عہد نامہ جدید کے تراجم

عہد نامہ جدید کے مختلف زبانوں میں تراجم کی ایک دلچسپ تاریخ ہے جس کی روشنی میں بائبل کے متن میں تبدیلیوں اور تحریفات کے کھلے ثبوت ملتے ہیں یہ بذات خود ایک ایسا موضوع ہے جس پر الگ کام ہوسکتا ہے۔ عبرانی بائبل جو ابھی (پہلی صدی عیسوی میں) زیر تکمیل تھی اس کا تیسری یا دوسری صدی قبل مسیح میں یونانی ہفتادی ترجمہ ہوا۔ سریانی زبان میں اس کا ترجمہ دوسری یا تیسری صدی کا ہے جو ناپید ہے ایک ترجمہ پانچویں صدی عیسوی کا موجود ہے۔ لاطینی ترجمہ ولگیٹ 405 عیسوی کا ہے بعض آرامی زبان میں تراجم ہیں جن کو ترگوم کہا جاتا ہے ان مشہور تراجم کے علاوہ باقی زبانوں میں بھی بائبل کے تراجم ہوئے جن میں قبطی آرمینائی وغیرہ شامل ہیں۔

یونانی نسخے

عہد نامہ جدید یونانی زبان میں تصنیف ہوا اس لئے قدیم نسخوں کی بنیاد پر یونانی زبان کا ایک مستند متن تیار کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ پہلی بار 1514ء میں یونانی متن تیار کرنے کی کوشش کی گئی جو بار آور ثابت نہ ہوئی اس کے بعد یونانی متن تیار کرنے کی تحریک زور پکڑ گئی۔

اراسمس کے یونانی متن D.Erasmus Text

1516ء میں جدید تنقید کے رہنماء ایک ڈچ عالم اراسمس (1469-1536) نے قسطنطنیہ میں تیار ہونے والے قدیم یونانی نسخوں کی مدد سے 1516ء میں باسل جنیوا کے مقام پر یونانی متن تیار کیا جس میں بے شمار غلطیاں تھیں۔ جہاں اس کو قدیم نسخوں سے یونانی متن دستیاب نہ ہوا وہاں اس نے جیروم کے عہد نامہ جدید کے لاطینی ترجمہ ولگیٹ سے متن لے کر یونانی میں ترجمہ کر دیا۔ یہ ترجمہ لفظی نہیں مفہوم کی بنیاد پر کیا گیا۔ اس کی بڑی مثال یوحنا عارف کا مکاشفہ ہے۔

متن کی غلطیوں اور قرآت مختلفہ کی اصلاح کیلئے اس کے مزید ایڈیشن شائع ہوتے رہے دوسرا ایڈیشن 1519ء تیسرا ایڈیشن 1522 اور چوتھا ایڈیشن 1527 میں شائع ہوا واضح رہے کہ دوسرے ایڈیشن 1519ء کی بنیاد پر مارٹن لوتھر نے بائبل کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ چوتھے ایڈیشن 1527ء میں صرف یوحنا عارف کے مکاشفے میں 90 تصحیحات ملتی ہیں۔

سٹیپ ہانس کا متن Stephanus Text

1557ء میں مشہور پرنٹرز سٹیپ ہانس نے عہد نامہ جدید کا یونانی متن شائع کیا اور حاشیہ پر قرآت مختلفہ اور دیگر

تبدیلیوں کی نشاندہی کی اس نے قدیم یونانی نسخوں خصوصاً نسخہ بیزا سے استفادہ کیا اس میں درج شدہ تنقیدی مواد (Critical Apparatus) بائبل میں تحریف، تبدیلیوں اور قرآت مختلفہ کی بھرمار کو واضح کرتا ہے۔

الزیور برادرز کا یونانی متن Elziever Brothers Text

1663ء میں ایلزیور برادرز نے عہد نامہ جدید کے یونانی ایڈیشن اس دعوے کے ساتھ شائع کیا کہ "لو اب آپ کو ایسا یونانی متن مل گیا ہے جو کسی قسم کی تبدیلیوں اور تحریفات سے پاک ہے"۔ اس متن کو قدیم نسخوں اور بعد کے نسخوں سے حاصل شدہ متن TextReceived یا Textus Receptus کہا جاتا ہے۔ اس کو لیڈن سے شائع کیا گیا۔ یہ متن دوسو سال تک مروج رہا 1831ء میں بائبل کے سکالروں اور یونانی زبان کے عالموں نے اس نسخے میں موجود متن کی غلطیوں کی نشاندہی کی۔[1]

ٹشندروف اور وون سوڈن کے یونانی متن 1902, 1869-1872

عہد نامہ جدید کے دو یونانی متن ٹشندرف کے ہیں اور ایک وون سوڈن (1902-13) کا ہے انہوں نے قرات مختلفہ کی وضاحت کے لئے متن میں ایک نشان (Sigla) دیا۔ ایک تو ان نشانات کے ساتھ بائبل کا رواں مطالعہ مشکل تھا دوسرے ان دونوں کے متن میں درج نشانات بہت مختلف مقامات پر تھے۔

مقبول عام یونانی متن

یونانی زبان کا عہد نامہ جدید کا ایسا متن جو غلطیوں اور قرات مختلفہ (Variant reading) سے پاک ہو تیار کرنے کی کوششیں جاری رہیں ایک امریکی سکالر سی آر گریگوری CR Gregory (1908) اور جرمن سکالر ویٹ شٹائن J.J. Wettstein (1751-52) کے مرتب کردہ متن میں تصحیح کے اصولوں کو سامنے رکھ کر نیا متن تیار کیا گیا لیکن یہ توقعات پر پورا نہ اترا۔

انیسویں صدی کے آخر میں عہد نامہ کا ایک مقبول عام متن ٹشندروف، ویسٹکورٹ (Westcott) اور ہورٹ (Hort) کے تنقیدی متن اور ان کی تصریحات کی روشنی میں مرتب ہوا یہ جرمن عالم سوڈن کے متن سے پہلے کا ہے اس کے لیے قدیم نسخوں کی عکسی کاپیوں کو سامنے رکھا گیا۔ لندن میں 1971ء میں شائع ہونے والے اس یونانی متن میں ایک درمیانی راستہ اختیار کرنے کا دعویٰ کیا گیا اس کے لئے دیگر مختلف قسم کی تحریروں کو بھی استعمال کیا گیا اس میں ایسے حواشی دیے گئے جن میں مختلف نسخوں میں پائے جانے والے اختلافات قرات شامل ہیں اس سے متن کے اختلاف کی نوعیت اور وسعت کا پتہ چلتا ہے جس کا بائبل مسلسل شکار رہی ہے۔[2]

1979ء میں درج بالا یونانی بائبل کا چھبیسواں ایڈیشن شائع ہوا لیکن متن پر تنقید کرنے والے عالم اس میں موجود یونانی متون کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے پھر بھی یہ اب تک مروج ہے۔[3]

سُریانی ترجمہ (Syriac Version)

ہم نے ذکر کیا تھا کہ جسٹس مارٹائر کے ایک شاگرد تاتین Tatian نے چار اناجیل کو 170ء میں ایک میں مدغم کر دیا تھا اس کا ایک متن جو ثانوی ماخذات پر مشتمل ہے 1933ء میں دریافت ہوا لیکن محققین کا اس بات پر اتفاق نہیں کہ تاتین کی انجیل پہلے یونانی میں تھی اور بعد میں سریانی میں ترجمہ ہوئی یا پہلے ہی سریانی میں تھی اس کا نام Diatesseron یونانی زبان کا لفظ ہے یہ ترجمہ شامی کلیساؤں میں پانچویں صدی عیسوی تک مروج رہا۔

قدیم شامی متن کے کلی یا جزوی متن کے ساتھ پانچ تراجم دستیاب ہیں دو تراجم میں سے ایک وہ ہے جس پر پہلا متن کھرچ کر دوسرا لکھا گیا ہے۔ ان میں اناجیل کی ترتیب مختلف ہے۔

پانچویں صدی عیسوی میں نسطوری اور یعقوبی فرقوں کے شام میں بڑھتے ہوئے اختلافات کے باعث سریانی نسخہ پشاتا (Peshitta) یا مقبول عام ترجمہ تیار ہوا اس کو قدیم سریانی ترجمہ کی جگہ استعمال کیا گیا جو اس سے قبل مروج تھا۔ اس کا کوئی نسخہ دستیاب نہیں۔ پشاتا کا سن تصنیف پانچویں صدی عیسوی کا وسط ہے۔ اس میں پہلے 22 کتب تھیں چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں 27 کردی گئیں دلچسپ بات یہ ہے کہ قدیم سریانی نسخے (دوسری صدی عیسوی) جس کی جگہ پشاتا نے لی اس میں سات کتب نہ تھیں[4] اس لئے شامی کلیسا نے ایک طویل عرصے تک مختلف سریانی بائبل استعمال کی۔ پشاتا پر نظر ثانی کا سلسلہ چھٹی اور ساتویں صدی عیسوی میں جاری رہا تاکہ مذہبی طور پر زیادہ درست (Theologically accurate) ترجمہ تیار کیا جاسکے۔

لاطینی ترجمہ Latin Version

قدیم لاطینی ترجمے کے آغاز کا کوئی تاریخی ثبوت دستیاب نہیں البتہ رومی حکومت نے مذہبی لٹریچر کی تصنیف کا آغاز 190ء میں کر دیا تھا چوتھی صدی عیسوی تک لاطینی زبان میں عہد نامہ جدید کے جو تراجم تیار ہوئے وہ نامکمل تھے اور ان کے متن میں بہت فرق تھا ان قدیم تراجم پر غناسطی اثر کی گہری چھاپ تھی اس فرق کو دور کرنے کے لئے پوپ دماس اول (Damasus I، 346-420) نے لاطینی زبان کے عالم جیروم (420-342) Jerome کو لاطینی ترجمہ کا کام سونپا۔ اس نے عہد نامہ قدیم کے ترجمے کے لئے عبرانی' یونانی اور لاطینی تراجم استعمال کئے اور عہد نامہ جدید کے لئے یونانی متن اور قدیم لاطینی تراجم کو پیش نظر رکھا۔ 386ء میں اس نے پوپ کو چار اناجیل کا ترجمہ پیش کر دیا سینٹ آگسٹن اس کو عام طور پر قابل قبول ترجمہ قرار نہیں دیتا۔

405ء میں اس نے پوری بائبل کا ترجمہ کر دیا۔ اس کو جیروم کا ترجمہ یا ولگیٹ Vulgate کہتے ہیں۔ رومن کیتھولک فرقے میں یہ ترجمہ ایک ہزار سال تک مستعمل رہا۔ لاطینی زبان کے قدیم تراجم اور ولگیٹ میں متعدد مقامات میں متن خلط ملط ہے اور ان میں فرق پایا جاتا ہے اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے لاطینی زبان کے قرون اولیٰ کے ماہرین خصوصاً الکن Alcuin (804-730) اور تھیوڈلف Theodulf (852-750) نے کئی مقامات پر ولگیٹ کے متن

میں تصحیح و اصلاح کی لیکن اس کے نتیجے میں متن اور خلط ملط اور مبہم ہوگیا اور یہ اختلاف مزید بڑھ گیا۔ البتہ ولگیٹ ہی رومن کلیسا کے نزدیک قابل قبول ترجمہ رہا۔

18 اپریل 1546ء کو رومن کلیسا نے تحریک اصلاح Reformation کا مقابلہ کرنے کے لئے کونسل آف ٹرنٹ Council of Trent منعقد کی جس کے چوتھے اجلاس میں پوپ کا فرمان جاری ہوا کہ صرف ولگیٹ ہی رومن کیتھولک کی مصدقہ بائبل ہے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ اس مصدقہ لاطینی ترجمہ (ولگیٹ) کو افادہ عام کے لئے شائع کیا جائے۔ 1590ء میں پوپ سکسٹس پنجم Sixtus V نے ایک اور لاطینی ترجمے کی منظوری دی اور حکم دیا کہ نہ تو قرات مختلفہ شائع کی جائیں اور نہ ہی دیگر لاطینی تراجم شائع کیے جائیں کیونکہ اس سے متن کا اختلاف Textual variation نمایاں ہوتا تھا۔ 1592ء میں پوپ کلیمنٹ ہشتم Clement VIII نے اس نئے ایڈیشن کی تمام کاپیاں واپس لے لیں اور ایک نیا مصدقہ لاطینی ایڈیشن شائع کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس مصدقہ متن اور واپس لیے جانے والے ایڈیشن میں تقریباً 5 ہزار مقامات پر قرات مختلفہ Variant reading پائی جاتی تھیں۔

1582ء میں ولگیٹ کا انگریزی ترجمہ فرانس سے شائع ہو چکا تھا اس کو دوآئی ریمیز ورژن (Douai Rheims version) کہتے ہیں اس ترجمہ پر رچرڈ چلونر Richerd Challoner نے نظر ثانی کی عہد نامہ جدید کا یہ ایڈیشن رومن کیتھولک کلیسا 1750ء سے 1950ء تک استعمال کرتا رہا رومن کیتھولک فرقے کے نزدیک ولگیٹ ہی کتاب مقدس کا مصدقہ ترجمہ ہے۔ 1963ء میں دوسری ویٹی کن کونسل نے قدیم تراجم (مشرقی و لاطینی) میں ولگیٹ کو خاص تکریم بخشی لیکن ولگیٹ کو خصوصی طور پر نافذ کرنے سے احتراز کیا۔[5]

پہلی مطبوعہ لاطینی بائبل گوٹن برگ بائبل کہلاتی ہے یہ 1454ء میں مینز جرمنی میں طبع ہوئی یہ جیروم (405ء) کی لاطینی بائبل کا ایڈیشن ہے۔ لائبریری آف کانگرس نے اس پہلی طبع شدہ بائبل کا نسخہ ساڑھے تین لاکھ ڈالر میں خریدا۔

عربی ترجمہ

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مطابق انجیل کا عربی ترجمہ سریانی ترجمہ کی بنا پر چوتھی صدی عیسوی کے آخر میں کیا گیا ابن العبری لکھتا ہے "عمرو بن سعد کے حکم سے ایک ترجمہ 631ء اور 640ء کے درمیان بطریق یوحنا نے کیا تھا جو دستیاب نہیں لائپزگ کے مخطوطوں میں عربی کا ایک مخطوطہ موجود ہے جو سریانی سے ترجمہ کیا گیا یہ ترجمہ 750ء اور 850ء کے درمیان تیار ہوا پہلی عربی بائبل روم سے 1671ء میں طبع ہوئی۔

اردو ترجمہ

عہد نامہ قدیم کے بعض حصوں کا پہلا اردو ترجمہ ڈنمارک کے پادری شلز نے 1741ء میں جنوبی ہند میں تیار کیا دونوں عہد ناموں کا ترجمہ سیرام پور کے عیسائیوں نے 1816ء سے 1819ء تک پانچ جلدوں میں شائع کیا۔

ایک ترجمہ بنارس سے اور ایک 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مرزا پور سے شائع ہوا نئے نسخوں کی دریافت اور نظر ثانی شدہ متن (RV) کے انگلستان میں شائع ہونے کے بعد نئے تراجم ہوتے رہے۔[6]

انگریزی تراجم اور متن میں تبدیلیاں

بائبل کے بے شمار انگریزی تراجم ہو چکے ہیں ان میں کم از کم 16 تراجم مسلسل شائع ہو رہے ہیں ان تراجم کی ایک خاص بات یہ ہے کہ مترجمین ترجمہ کرتے وقت الفاظ کی روح کو کچل دیتے ہیں اور اس میں وہ الفاظ یا فقرے شامل کر دیتے ہیں جو ان کے نقطہ نظر کے آئینہ دار ہیں۔ مثلاً کنواری مریم" کی جگہ دوشیزہ یا شادی کے سن کو پہنچنے والی خاتون اس طرح کی متعدد تحریفات کی جا چکی ہیں نصوصاً پروٹسنٹ فرقے کے افراد نے ترجمہ کی مدد سے قدیم سے چلے آ رہے مسلمہ مسیحی معتقدات کا حلیہ بگاڑنے میں اہم کردار ادا کیا ہے ترجمہ میں الفاظ کی تبدیلی کے علاوہ بعض فقرات (آیات) حذف کر دی جاتی ہیں مثلاً امریکی ترجمے ریوائزڈ سٹینڈرڈ روشن Revized Standard Version (RSV) میں بائبل کے ان فقروں کو جن میں حضرت مسیح" کی تجسیم، الوہیت، کفارہ، مردوں سے زندہ ہونا آمد ثانی وغیرہ ظاہر ہوتی ہے خوش اسلوبی سے نکال دیا۔ مسیح کی الوہیت، پاکیزگی اور فوق البشر ہونے کا بھی انکار ہے یہ معتقدات ہی عیسائیت کی بنیاد ہیں یہ بائبل میں کمی بیشی اور تحریفات وتبدیلی کی واضح مثالیں ہیں۔[7]

ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہودیت کے زیر اثر مروجہ بائبل کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے اگر اس میں سے بنیادی عیسائی معتقدات نکال دیے جائیں اور ترجمہ کی صورت میں ان کا مفہوم بدلا جائے تو عہد نامہ جدید عہد نامہ قدیم کا تتمہ Supplement بن کر رہ جاتا ہے۔ بعض لوگ لوتھر کی تحریک اصلاح' پروٹسنٹ فرقوں کے ظہور، رومن کلیسا کی اصلاح کی تحریک اور دیگر کئی اقدامات کو یہودی اثر اور مداخلت پر محمول کرتے ہیں پاپائے روم نے 1962ء میں منعقدہ مذہبی کونسل کے بعد اسرائیل سے تعلقات کو بہتر بنانے اور صیہونی خوشنودی کے لئے کئی اقدامات کئے ہیں۔ یہی پالیسی موجودہ پوپ جان پال دوم تک جاری ہے۔ واضح رہے کہ 1611ء میں بائبل کا جو انگریزی ترجمہ (KJV) تیار ہوا اس کیلئے یہودی عالموں کی پوری مدد لی گئی ان کا اس ترجمہ میں بڑا حصہ تھا۔

انگریزی ترجمہ عہد بہ عہد

پہلا مکمل انگریزی ترجمہ 1880ء میں جان وائی کلف Wyclif نے کیا اس کی بڑی مخالفت ہوئی اور مزید انگریزی تراجم روک دیے گئے اس میں اپوکریفا شامل ہیں جرمن پروٹسنٹ مصلح مارٹن لوتھر نے بائبل کا جرمن ترجمہ 1522ء میں کیا۔ اور اس زمانے میں ولیم ٹنڈل Tyndale نے لوتھر کے ترجمے کی بنیاد پر انگریزی ترجمہ کیا۔

☆ 1535ء میں مائلز کوورڈیل Miles Coverdale نے مکمل بائبل کا ترجمہ کیا لیکن اپوکریفا نکال دیں۔

☆ فرانس میں رہائش پذیر انگریز مہاجرین نے عہد نامہ جدید کا پہلا رومن کیتھولک ترجمہ لاطینی سے انگریزی میں کیا جو ریمز Rheims سے 1582ء میں چھپا۔ عہد نامہ قدیم کا ترجمہ دوائے Dauay فرانس سے 1609ء اور

1610ء میں چھپا اس کو دوائے ریمز بائبل کہتے ہیں۔

☆ 1604ء میں انگلستان کے شاہ جیمز اول نے بائبل کے انگریزی ترجمے کیلئے 51 عالم مقرر کئے اور بائبل کے ابتدائی تراجم پر نظر ثانی کرائی 611ء میں کنگ جیمز KJV یا مصدقہ ورژن Authorized Version شائع ہوا۔ جو 200 سال تک مستقل رہا اس میں متعدد مقامات ایسے ہیں جن کو 27 مسیحی عالموں نے الحاق ثابت کیا ہے۔

☆ وسط 1800ء میں ایک نئے ترجمے کی ضرورت محسوس کی گئی کیونکہ کئی عالموں کو عبرانی اور یونانی زبان پر دسترس تھی انہوں نے بائبل کے شاہ جیمز کے متن میں بہت سی غلطیاں نکالیں۔ بائبل کی زبان سمجھنے میں مشرق قریب کی بعض زبانوں کے مطالعے پر بھی کام کیا گیا۔ شاہ جیمز کے عہد کی زبان بھی متروک ہو گئی تھی 1870ء میں چرچ آف انگلینڈ نے KJV پر نظر ثانی کی عہد نامہ جدید 1881ء میں اور قدیم 1385 میں اور اپو کریفا 1895ء میں شائع کر دیئے گئے اس کو نظر ثانی شدہ ترجمہ Revized Version کہا جاتا ہے جو زیادہ مقبول نہ ہوا۔

☆ بائبل کے کئی نئے تراجم بھی کیے گئے ان ترجموں میں زبان پیراگراف اور طباعت کو بہتر بنایا گیا۔

☆ بیسویں صدی عیسوی کے ابتدائی سالوں میں ایک سکاچ عالم جیمز موفٹ James Moffat نے بائبل کا فری سٹائل ترجمہ کیا اس کا عہد نامہ جدید کا ترجمہ 1913ء میں اور عہد نامہ قدیم کا ترجمہ 1924 میں امریکہ سے شائع ہوا۔

☆ ایڈ جار گڈ سپیڈ (Edgar Good Speed) نے عہد نامہ جدید کا ترجمہ 1923ء میں شائع کیا اور چار دیگر عالموں نے عہد نامہ قدیم کا انگریزی ترجمہ 1927ء میں طبع کرایا۔ ان کو یکجا کر کے 1931ء میں بائبل ایک امریکی ترجمہ (The Bible An American Translation) کے نام سے شائع کی گئی۔

☆ نیشنل کونسل آف چرچ آف کرائسٹ نے (Revised Standard Version) تیار کیا جس کا عہد نامہ جدید کا ترجمہ 1946ء میں اور قدیم کا ترجمہ 1952ء میں شائع ہوا۔ اپو کریفا 1957ء میں طبع ہوئے۔

☆ کئی برطانوی پروٹسٹنٹ کلیساؤں نے ایک انگریزی ترجمہ The New English Bible کے نام سے شائع کیا۔ عہد نامہ جدید 1961ء میں اور عہد نامہ قدیم اور اپو کریفا 1970ء میں طبع ہوئے۔

☆ امریکی پروٹسٹنٹوں نے (New American English Bible) تیار کی جس کا عہد نامہ جدید 1963ء میں اور قدیم جدید کے ساتھ 1971ء میں شائع ہوا۔

☆ امریکن بائبل سوسائٹی کا ترجمہ (Good News Bible) کافی مقبول ہے جو 1976 میں طبع ہوا

☆ انگلستان کے رومن کیتھولک عالموں نے 1966ء میں یروشلم بائبل شائع کی انہوں۔ نے ایک فرانسیسی ترجمہ پر انحصار کیا جو 1956ء میں چھپا تھا پہلا مکمل امریکی رومن کیتھولک ترجمہ 1970ء میں نیو امریکن بائبل New American Bible کے نام سے شائع ہوا۔

☆ 1973ء میں Revized Standard Version کا نیا ایڈیشن The Common Bible کے نام سے طبع ہوا۔ جس کو پروٹسٹنٹ، رومن کیتھولک اور یونانی آرتھوڈوکس چرچ نے مستند تسلیم کیا۔

بائبل کے Revised Standard Version (RSV)، 1952 اور 1971 نیو امریکن سٹینڈرڈ بائبل New American Standard Bible اور New World Translaton of the Holy Scriptrues یعنی یہواہ وٹنس کا کنگ جیمز ورژن KJV سے تقابل کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بائبل کے کئی فقرے نکال دیئے ہیں اور عیسائیت۔ کے بنیادی معتقدات کو ان کے قدیم مفہوم سے علیحدہ کر دیا ہے۔

حواشی

-1 اس باب کا تمام مواد مندرجہ ذیل ماخذات پر مبنی ہے۔

Encyclopedia Britt 1974, Bible Versions

Encyclopedia of Religion 1987 New Testamen in Biblical Literature.

Encyclopedia Americana, 1951, Vol-III, pp 613-673

2- Novum Graece Testamentum

-3 موریس بوکائیے' بائبل قرآن سائنس۔ باب متون کی تاریخ

-4 یعقوب کے دو خط' پطرس کے دو خط' یوحنا کا تیسرا خط' یہوداہ کا خط اور مکاشفہ

ملاحظہ ہو Pocket Bible Hand Book p.655

5- Encyclopedia of Religion, 1987, Vol-II, pp 153-202

-6 ہماری کتب مقدسہ ص 50

-7 پادری عنایت ایس مل کا RSV پر تبصرہ ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت' مئی 1997ء ص 19

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987
- Encyclopedia Brittanica, 1962, 1973
- Encyclopedia Americana, 1951
- Encyclopedia of Religion of Ethics, 1930
- The Jewish Encyclopedia, 1925

باب 9

اسلام اور عیسائیت

ساتویں صدی عیسوی میں عرب کے کئی علاقوں میں عیسائیت موجود تھی رومن اور ایرانی حکومتوں نے اپنی سیاسی اور معاشی اغراض کی تکمیل کیلئے اسے عرب میں متعارف کرایا۔عراق، یمن، ایران، شام وغیرہ میں عیسائی قبائل اور بعض شاعر موجود تھے کئی کلیسا بھی قائم ہو چکے تھے جن میں ایک صنعا کے مقام پر تعمیر ہوا۔اس کے مذہبی اور معاشی محرکات تھے۔مکہ تجارتی مرکز تھا اس کی حیثیت کو کمزور کرنے کیلئے حبشہ کے حکمران نے عیسائیوں کو حکم دیا کہ صنعا کے گرجے کو مقام حج بنائیں اور مکہ جا کر حج ادا نہ کریں لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔حبشہ کی فوج کا جرنیل ابرہہ 570ء میں ہاتھیوں کی فوج لے کر خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کے مذموم ارادے سے روانہ ہوا لیکن خدا نے اس کی ہاتھیوں کی فوج کو تباہ کر دیا 571 عیسوی میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

نجران میں عیسائیت پانچویں صدی میں متعارف ہو چکی تھی ان کا ایک وفد بشپ ابوحارثہ کی سربراہی میں مدینہ آیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو خدا کی وحدانیت کا پیغام دیا اور فیصلے کیلئے مباہلہ کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا ان کا تعلق مونوفیزی یا یعقوبیہ فرقے سے تھا جو مسیح کی خدائی اور انسانی فطرت کو یکجا مانتے تھے۔

مسلمان حضرت عیسیٰ کو خدا کا نبی رسول اور مسیح مانتے ہیں ان کی اور ان کی والدہ محترمہ کی بہت عزت کرتے ہیں قرآن نے جس انداز سے مسیح کی تعریف کی ہے اور ان کی شخصیت کو نکھارا ہے وہ بے مثل ہے لیکن عیسائی قرآن کا احسان ماننے کی بجائے گزشتہ کئی صدیوں سے اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف ہیں باوجودیکہ موجودہ صدی میں عیسائیوں اور دیگر مخالفین اسلام کو اسلام کی کافی تفہیم حاصل ہو گئی ہے بلکہ وہ بعض مسلمان محققین سے زیادہ اسلام کی حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں پھر بھی وہ تعصب، بغض اور عناد میں مبتلا ہیں۔مستشرقین کی کتب میں اتنی فضول باتیں درج ہیں کہ ایک عام سوجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی انہیں قبول نہیں کر سکتا۔ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ عرب جیسے بے آب وگیاہ علاقے میں جہاں رسل ورسائل انتہائی محدود تھے اور تمدن ومعاشرت غیر ترقی یافتہ حالت میں تھا کس طرح قرآن جیسی بے نظیر، جامع اور مستند کتاب منصۂ شہود پر آ گئی جس نے ایک تاریخی انقلاب بپا کر دیا اور وہ کیسی عظیم ہستی تھی جنہوں نے عرب کے مشرکین کی ایسی عمدہ عملی اور اخلاقی تربیت کی کہ وہ قیصر وکسریٰ کے اقتدار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے وہ خدا کی طرف سے وحی کے نزول کو تسلیم کرنے کی بجائے طرح طرح کے بے سروپا قصے گھڑتے رہتے ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کے آغاز کے وقت انجیل کا کوئی عربی ترجمہ موجود نہ تھا اور نہ ہی عرب میں یونانی، قبطی، سریانی، عبرانی زبانوں کے ماہر موجود تھے اور نہ ہی کسی عام بلکہ خاص آدمی کی ان کتب تک رسائی تھی نہ ہی کسی کو علم تھا کہ یہ کتب کیا ہیں محض چیدہ چیدہ افراد کو حضرت مسیحؑ کے بارے میں چند قصے کہانیوں اور انتہائی مسخ شدہ عقائد سے واقفیت تھی۔

ساتویں صدی عیسوی کی عیسائیت اتنی انحطاط پذیر اور مسخ شدہ debased حالت میں تھی کہ اس سے کفر وشرک

بدرجہا بہتر تھا۔ حضرت علیؑ کا ایک ارشاد گرامی ہے کہ بنوکلب نے عیسائیت سے کیا لیا صرف شراب خوری کی عادت، شامی عیسائیت نسطوری، یعقوبی یا مونوفیزی فرقوں اور کئی دیگر عقائد کے اختلافات اور باہمی آویزش میں مبتلا تھی۔

ہم عیسائیوں کے مسلمہ عقائد کا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں تاکہ حق وصداقت آشکار ہو۔

مسیحی معتقدات

حضرت مسیحؑ پر وحی کا نزول

قرآن حضرت مسیحؑ پر وحی کا نزول بیان کرتا ہے جو ان کی کتاب (انجیل) تھی۔ عیسائی یہ نہیں مانتے ان کا ایک الگ تصور ہے وہ اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ پر کوئی خدا کا کلام یا انجیل نازل ہوئی تھی ان کا کہنا ہے یوحنا کی انجیل میں خداوند یسوع مسیح کو کلام کہا گیا ہے 'ابتداء میں کلام تھا' کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا سب چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی (یوحنا 6:1:1) عیسائی عقیدے کے مطابق جب کلام اور خدا ایک ہی ہیں تو خدا کی طرف سے کلام اور کسی کتاب کے نزول کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کا کہنا ہے کہ خداوند مسیح نے خود فرمایا ہے کہ 'میں اور باپ ایک ہیں' جب شخصیتیں ایک ہیں تو نزول کلام کوئی معنی نہیں رکھتا مسیح خدا کا زندہ کلام والہام اور کامل مکاشفہ ہیں آپ خود ہی زندہ انجیل 'انجیل کا سرچشمہ اور اناجیل مکتوب نازل کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ جب کلام خود ہی مجسم ہو کر ہمارے سامنے آ گیا تو نزول کلام کا کوئی تصور باقی نہ رہا اس عقیدے کی رو سے حضرت عیسیٰ پر کسی بھی زبان آرامی (ان کی مادری زبان) یونانی یا کسی اور زبان میں کوئی کتاب (انجیل) نازل نہ ہوئی خداوند یسوع مسیح خود کلام مجسم تھے ان کا ہر لفظ وحی تھا کیونکہ تثلیث باپ بیٹا روح القدس کے تین اقانیم ہیں آپ اقنوم ثانی تھے۔ حواریوں (رسولوں) نے ان کے کلام کو روح القدس کی تحریک وتائید اور رہنمائی میں یونانی زبان میں قلم بند کیا۔[1]

حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو رسول کا لقب دیا کیونکہ یہ رسولوں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کلام الٰہی کی منادی کریں حضرت مسیحؑ نے ان کو جو تعلیم دی وہ زبانی اور فی البدیہہ تھی۔

تجسم

خدا اپنے ازلی کلمہ وکلام میں ہو کر بندوں میں آیا خدا یسوع المسیح میں ظاہر ہوا خدا کی محبت یسوع المسیح سے ظاہر ہوئی لیکن یہ تجسم یا حق تعالیٰ کا خارجی ظہور اکمل اتحاد وحلول کی راہ سے نہیں ہوا نہ قدیم حادث ہوا اور نہ حادث قدیم۔ نہ الوہیت بشریت بنی اور نہ بشریت الوہیت۔ قدیم قدیم ہی رہا اور حادث قدیم نہ بنا بلکہ خدا کے علم قدیم اور کلمہ ازلی نے اعلیٰ اور ارفع بشریت کو قبول کیا اسے ظرف ظہور بنایا تاکہ یہ بشریت الوہیت نما ہو جائے۔

ازلی بیٹا

خدا کی وحدت نسبی میں کلمہ ازلی یا کلام نفسی ذات کا دوسرا اقنوم ہے یسوع اور یسوع کی بشریت کا اس مقام میں کوئی گزر نہیں کلمہ ازلی جو خارجیت کی جہت سے المسیح ہے ذات حق سے صدور کے باعث ازلی بیٹا ہے جسم اور جسمانی وجود اعتبار سے نہیں کیونکہ خدا نہ جسم ہے نہ جسمانی بلکہ ظہور صدور ازلی کی جہت سے کلمہ ازلی (حضرت مسیحؑ) ازلی بیٹا ہے وہ نسبت باطنی و روحانی کی وجہ سے اکلوتا یعنی لاثانی طور پر بیٹا ہے۔

ذات وصفات الٰہی

انجیل یوحنا میں ہے کہ خدا محبت ہے (یوحنا 18:4) عیسائی کہتے ہیں کہ محبت کثرت کا تقاضا کرتی ہے فرد واحد محبت نہیں کر سکتا جب تک محبوب نہ ہو۔ خدا ازلی ہے اور وہ محبت ہے لہٰذا محبت بھی ازلی ہے اور محبت ازلی محبوب ازلی کے بغیر ممکن نہیں۔ پس خدا کی ذات واحدہ کے بطون میں محب ازلی' محبوب ازلی اور محبت ازلی کی کثرت باطنی ہے اور اس کثرت باطنی کی جہت سے حق تعالیٰ کی ذات واحدہ کو واحد کہتے ہیں اور کوئی وحدت کثرت کے بغیر وحدت نہیں ہو سکتی

تثلیث

عیسائی توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کو اپنے عقائد کی بنیاد سمجھتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک قادر مطلق ذات ہے جس میں تین اقنوم ہیں جنہیں باپ بیٹا اور روح القدس کہتے ہیں یہ خدا کی سہ اقنومی وحدت ہے خداوند یسوع مسیح پر بپتسمہ کے وقت روح نازل ہوئی اور باپ کی آواز سنائی دی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ غرضیکہ عقیدہ تجسم یعنی مسیح ایک وقت میں خدا اور انسان تھے کے مطابق خدا تین اقانیم سے مرکب ہے باپ بیٹا اور روح القدس (تثلیث) روح القدس سے مراد باپ اور بیٹے کی صفت حیات اور صفت محبت ہے۔ یعنی اس محبت کے ذریعے خدا کی ذات (باپ) اپنی صفت علم (بیٹے) سے محبت کرتی ہے اور بیٹا باپ سے محبت کرتا ہے یہ صفت جوہری وجود رکھتی ہے۔ اور باپ بیٹے کی طرح قدیم ہے اسی وجہ سے اسے مستقل اقنوم کی حیثیت حاصل ہے۔

مصلوب ہونا اور مر کر جی اٹھنا

مسیحی عقیدہ کے مطابق یسوع مسیح کامل خدا اور کامل انسان ہیں یعنی بشریت اور الوہیت کا جامع ہیں اس لئے بشریت کے اعتبار سے تو آپ مصلوب ہوئے لیکن کامل الوہیت کی جہت سے آپ زندہ ہوئے اور موت پر فتح پائی چنانچہ مکاشفہ (8:1) میں آیا ہے "میں اول اور آخر ہوں میں مر گیا تھا اور دیکھ ابدالآباد زندہ رہوں گا اور موت اور عالم ارواح کی کنجیاں میرے پاس ہیں"۔

کفارہ

عیسائی حضرت مسیحؑ کو صلیب دینے کے واقعہ سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔اس لئے ان کے پیروکار ایمان رکھتے ہیں کہ دل کی دوری یا خدا سے انسان کی ابدی جدائی جو حقیقی موت ہے اور جسمانی موت سے زیادہ مہیب اور خوفناک ہے یسوع المسیح کی مصلوبیت اور صعود سے نیست و نابود ہو چکی ہے وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حقیقی ایماندار مرتے نہیں بلکہ یسوع المسیح میں سو جاتے ہیں وہ موت کو ایک دروازہ سمجھتے ہیں جس سے ایماندار گزر کر ابدی زندگی میں داخل ہوتے ہیں۔

قیامت اور حیات ابدی

عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت مسیحؑ کی مصلوبیت اور صعود قیامت اور حیات ابدی کے محکم دلائل ہیں وہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا زندہ ثبوت ہیں۔جس طرح حضرت مسیحؑ مصلوب ہو کر زندہ ہوئے بعینہٖ ایماندار قیامت کو دوبارہ زندہ ہو کر حیات ابدی میں داخل ہوں گے۔[2]

اصولی اختلاف

اسلام اور عیسائیت میں کئی اصولی اختلافات ہیں۔

- ☆ اسلام خدا کی وحدانیت کا درس دیتا ہے اور ہر قسم کی تثلیث کا انکار کرتا ہے۔
- ☆ اسلام حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا نبی و رسول اور مسیح کہتا ہے۔عیسائی انہیں خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں چاہے اس کا کوئی بھی مفہوم متعین کیا جائے خدا اس کی نفی کرتا ہے اور اسے عقیدہ توحید کے منافی قرار دیتا ہے۔
- ☆ اسلام مسیحؑ کے قتل یا مصلوب ہونے کی تردید کرتا ہے عیسائی ان کی مصلوبیت اور مر کر زندہ ہونے کے قائل ہیں۔
- ☆ اسلام ازلی گناہ اور کفارے کا انکار کرتا ہے اور انبیاء کی عصمت کا قائل ہے۔
- ☆ اسلام شریعت پر کاربند ہونے کا حکم دیتا ہے عیسائیت شریعت کو لعنت کہتی ہے۔
- ☆ قرآن خدا کا نازل کردہ کلام ہے عہد نامہ جدید اور قدیم انسانی تصانیف ہیں جو کمی بیشی اور تحریف کا شکار ہیں۔
- ☆ قرآن کی حفاظت کا خود خدا نے وعدہ کیا ہے اسلام کو کامل اور پسندیدہ دین قرار دیا ہے اس کا نام خود رکھا ہے۔یہ عالمگیر مذہب ہے عیسایت میں ایسی کوئی بات نہیں۔
- ☆ حضور نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل اور خاتم النبیین ہیں ان کی حیات طیبہ مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ ہے ان کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ تاریخ، قرآن اور حدیث میں محفوظ ہے۔حضرت عیسیٰؑ کی زندگی کے اصل حالات و تعلیمات موجود نہیں نہ ہی وہ قابل تقلید نمونہ بن سکتی ہے نہ عیسائیت کا ایسا کوئی دعویٰ ہے۔

☆ حضور نبی کریم ﷺ ایک تاریخی شخصیت ہیں حضرت مسیحؑ کے تاریخی وجود سے کئی یورپی مصنفین نے انکار کیا ہے یہ قرآن کا احسان ہے کہ اس نے ان کی ذات اور تعلیمات کا درست تعارف کرایا اور ان کی والدہ محترمہ بی بی مریمؑ پر لگائے گئے الزامات کی تردید کی۔

☆ حضرت مسیحؑ نے نہ تو شادی کی نہ دشمنوں پر فتح پائی اس حوالے سے مسیحیت میں ہمیں کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔

☆ حضرت مسیحؑ نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ پوشاک بیچ کر تلوار لو (لوقا 36:22) لیکن نہ ان کے پیروکاروں نے اس پر عمل کیا نہ ہی جہاد کیا اور نہ ہی حضرت مسیحؑ کو صحابہ کرامؓ جیسے جانثار ساتھی ملے بلکہ بعض نے ان کو آخر وقت میں دھوکہ دیا۔

☆ اسلام نے جو سیاسی، معاشی، سماجی اور تاریخی انقلاب بپا کیا عیسائیت میں اس کا کوئی تصور نہیں حضرت مسیحؑ نے جس آسمانی بادشاہت کے قیام کا اعلان کیا نہ تو اس کی کوئی تفصیل موجود ہے اور نہ ہی کبھی اس کا قیام عمل میں آیا۔ بلکہ عیسائیت یورپی استعمار اور سامراجی طاقتوں کی لونڈی بنی رہی اور اب بھی وہ مذہب کی آڑ میں بڑی طاقتوں کے سیاسی مقاصد کی تکمیل میں مصروف ہے۔

قرآن بطور مصدق

قرآن تورات وانجیل کے درست واقعات اور سچی تعلیمات کا مصدق اور نگہبان ہے اس کے علاوہ جو رطب ویابس ہے مثلاً حضرت مسیحؑ کا مر کر جی اٹھنا، کفارہ وغیرہ ایسے خود ساختہ اور غالیانہ عقائد کو مسترد کرتا ہے۔ قرآن ان کی درست تعلیمات کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ان میں موجود پیشن گوئیوں کو پورا کرتا اور ان کو سچا ٹھہراتا ہے ان میں سب سے بڑی پیشن گوئی حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ تھی جس کا پہلی کتب (توریت انجیل) میں واضح ذکر موجود تھا۔ اور اب بھی ان محرف ومبدل کتب میں حوالے موجود ہیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت مسیحؑ نے تورات کی تصدیق کی کہ یہ خدا کی نازل کردہ کتاب تھی۔ انجیل کو تورات کی مصدق قرار دیا گیا ہے لیکن محافظ ونگہبان اور مہیمن قرار نہیں دیا گیا یہ اسلام کی شان ہے کہ اس نے گذشتہ شریعتوں کو منسوخ کر کے ان میں سے ان تعلیمات کو محفوظ کر دیا جو انسان کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ضروری تھیں۔

قرآن نے جہاں کہیں تصدیق بمعنی سچا قرار دینا اور ماننا استعمال کیا ہے وہاں اس کا صلہ ب کا ذکر کیا ہے مثلاً من جاء بالصدق و صدق به اور جہاں کتب وغیرہ کی تصدیق کا ذکر کیا ہے وہاں اس کا صلہ لام بیان کیا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ یہ کتاب اس کی مصداق ہے یعنی اس کے مطابق نازل ہونے کی وجہ سے اس بشارت کی تصدیق کر رہی ہے دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے کہ و ما کان هذا القرآن ان یفتریٰ من دون الله و لکن تصدیق الذی بین یدیه یعنی یہ قرآن ان کتابوں کی طرف سے تصدیق کیا گیا ہے جو اس سے پہلے تھیں یعنی ان کتابوں میں اس کے آنے کی خبر موجود ہے۔[3]

بی بی مریمؑ کی حیثیت

☆ عیسائی کہتے ہیں قرآن نے خدا حضرت مسیح اور بی بی مریمؑ کی تثلیث بیان کی ہے حالانکہ عیسائی خدا (باپ) بیٹا (مسیح) اور روح القدس کی تثلیث مانتے ہیں۔

قرآن نے خدا، مریمؑ اور حضرت مسیحؑ کی تثلیث بیان نہیں کی اور بی بی مریمؑ کو تین اقانیم میں سے ایک اقنوم قرار نہیں دیا بلکہ وہ عیسائی جو بی بی مریمؑ کو خدائی کا درجہ دیتے تھے ان کے عقیدے کی تردید کی ہے کلاریدی فرقہ (Collyridian) نہ صرف بی بی مریمؑ کی خدائی (Theotokos) کا قائل تھا بلکہ چوتھی صدی عیسوی میں بی بی مریمؑ کے نام پر کئی گرجے بنے اور انہیں خداوند کو جنم دینے والی ہستی (Bearer of God) قرار دیا گیا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ قیصر روم قسطنطین نے نیقہ کی مذہبی کونسل 325ء میں پہلے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا اور خدا کی ذات سے ان کے کامل اتحاد کو بیان کر کے ان کی الوہیت کا عقیدہ تراشا اس کے بعد بلا کسی جواز کے روح القدس کو ساتھ ملا دیا اور بیٹے کی الوہیت میں روح القدس کی الوہیت شامل کر دی گئی۔ قسطنطنیہ کی مذہبی کونسل 381ء تک یہ عقیدہ عام کیا گیا کہ باپ بھی خدا ہے بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے لیکن یہ تین خدا نہیں ایک ہی خدا ہے۔ یہ تین اقانیم باپ بیٹا روح القدس ایک دوسرے سے الگ ہیں لیکن اپنی ازلیت اور قوت کے لحاظ سے مساوی ہیں اور ایک ہی جوہر co-substantiality ہیں اسے توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کہا گیا چوتھی صدی عیسوی میں وضع کردہ اس عقیدے کے عقلی، علمی اور منطقی جواز تراشے گئے اور تثلیث کی بھول بھلیوں میں خدا کی وحدانیت کا انکار کیا گیا۔ اقنوم اول (خدا) اقنوم ثانی (بیٹے) اور اقنوم ثالث (روح القدس) کو الوہیت اور صفات کے اعتبار سے ذات واحدہ میں یکساں و مساوی قرار دیا گیا۔

تثلیث کے تین اقانیم جن کو وجود کے لحاظ سے ایک ازلی اور مساوی مانا جاتا ہے عیسائیت کی تاریخ میں مابہ نزاع رہے۔ مشرقی کلیسا کہتا تھا کہ روح القدس باپ سے چلتی ہے Proceeds from the Father مغربی کلیسا کہتا تھا کہ باپ اور بیٹے سے چلتی ہے اور یہ نیقہ کونسل میں اختیار کیے گئے عقیدے کی ترمیم شدہ صورت تھی۔ 381ء میں قسطنطنیہ کی کونسل میں روح القدس کو باضابطہ طور پر تیسرا اقنوم قرار دے کر تثلیث کو مستحکم کیا گیا عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا اور لوگوں کے درمیان واسطہ نہیں مانتے بلکہ نجات کا ازلی جزو مانتے ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت مسیحؑ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور خدا (باپ) کے پاس واپس جاتے ہیں اس میں حضرت مسیحؑ کو کم درجہ نہیں دیا جاتا بلکہ ویسا ہی خدا مانا جاتا ہے جس نے انہیں تخلیق کیا اور نجات دی۔

مشرق میں یونانی مذہبیات Greek Theology کے تحت عقیدہ تثلیث میں تثلیث فی التوحید Trinity In Unity پر زور دیا جاتا تھا اور مغربی کلیسا حضرت مسیحؑ کی الوہیت پر زور دینے کے لئے توحید فی التثلیث Trinty In Unity کی اصطلاح استعمال کرتا تھا۔ بنیادی طور پر یہ ایک ہی قسم کا عقیدہ ہے۔[4]

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے بی بی مریمؑ کو اقنوم نہیں مانا بلکہ ان کی خدائی کے عقیدے Theotokos کی

تردید کی۔ تثلیث چاہے کسی صورت میں ہو قرآن مطلق طور پر اس عقیدے اور تصور کی نفی کرتا ہے اور خدا کو واحد مطلق اور یکتا بتاتا ہے۔ عیسائیوں کی عقلی اور منطقی توجیہات کے باوجود تثلیث کا تصور نظریہ توحید کی نفی ہے جس طرح تین اقانیم کو وہ یکجا کرتے ہیں اور بیٹے اور روح القدس کی ازلیت اور یکسانیت پیدا کرتے ہیں وہ قرآن کے تصور توحید سے مطابقت نہیں رکھتا۔

قدیم تراجم میں عقائد

عیسائی کہتے ہیں کہ ظہور اسلام سے قبل عہد نامہ جدید کا لاطینی ترجمہ (ولگیٹ) سریانی (پشاتا) قبطی آرمینائی تراجم ہوئے ان میں وہی عقائد درج ہیں جو اب عیسائی مانتے ہیں اس لئے مسیحیوں کے عقائد میں تبدیلی نہ ہوئی

اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ بائبل کا کوئی اصل نسخہ Autograph دستیاب نہیں جس کی مدد سے کسی قسم کا تقابل کیا جاسکے۔ پہلی انجیل رفع مسیح کے کم از کم نصف صدی بعد تصنیف ہوئی اور دوسری صدی عیسوی میں باقی اناجیل منظر عام پر آنے لگیں ان کو مذہبی کتاب کا درجہ چوتھی صدی عیسوی میں حاصل ہوا۔ جب 27 کتب پر کلیسائی کونسل روما382ء نے اتفاق کرلیا دیگر کئی اناجیل کے ساتھ ساتھ یہ کتب پہلو بہ پہلو موجود رہیں بعض کتب کے جزوی تراجم بھی ہوئے لیکن چوتھی صدی عیسوی میں ان کی نقول کا سلسلہ شروع ہوا اس لئے ان نقول اور تراجم میں تقریباً وہی مواد ہے جو مروجہ اناجیل میں ہے اگر تقابل و عقائد کا اختلاف دیکھنا ہے تو حضرت مسیحؑ کے قریبی زمانے کی اناجیل جن کو مسترد کر کے اپوکریفا کا نام دیا گیا ان کا مطالعہ کریں۔ ابونائی فرقے کی انجیل دیکھیں مارسیون غناسطی کی انجیل دیکھیں اور دوسرے مخالف فرقوں کی اناجیل رسولوں کے اعمال، خطوط اور دیگر کتب کے مجموعے دیکھ کر اختلاف عقائد کو متعین کریں۔ ان نام نہاد غیر مستند کتب (اپوکریفا) کا مطالعہ کریں جن کو آبائے کلیسا مستند مقدس اور متبرک قرار دیتے تھے اور ان کو دعاؤں اور عبادات میں پڑھتے تھے اور ایمانیات کا حصہ قرار دیتے تھے قدیم نسخوں اور تراجم میں متن کے اختلافات قراءت مختلف کتابوں کی تعداد میں اختلاف اور کئی قسم کے تغیر و تبدل اور لفظی و معنوی تحریف کی ہم نشاندہی کر چکے ہیں۔ اس لئے ان تراجم کو عقائد کے صحت کی دلیل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

صلیبی وفات کا نظریہ

عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کا مصلوب ہونا ان کا بنیادی عقیدہ ہے۔ قرآن عیسائیوں کے باسلیدی اور دوستائی فرقوں کی طرح اس عقیدے کی نفی کرتا ہے۔

عیسائیوں کا فرقہ دوستائی Docetic کہتا تھا کہ حضرت مسیحؑ مصلوب نہیں ہوئے۔ کیونکہ خدا مصلوب ہو نہیں سکتا ان کی جگہ شمعون کرینی یا یہودہ اسکریوطی مصلوب ہوا قرآن نے حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے یا قتل کیے جانے کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ یہود کو اس کا شبہ ہو گیا وہ یقینی طور پر قتل نہ ہوئے خدا نے ان کو بچالیا اور ان کا اپنی طرف رفع کرلیا

قرآن نے کسی دوسرے شخص کے مصلوب ہونے یا اس کی حضرت مسیحؑ جیسی شکل بنے کا کوئی ذکر نہیں کیا بعض تفاسیر میں مسیحیت کے زیر اثر ایسی باتیں آ گئی ہیں قرآن نے دوستائی فرقے کا عقیدہ بیان نہیں کیا بلکہ پہلی دفعہ یہ بتایا کہ حضرت مسیحؑ نہ تو مصلوب ہوئے نہ قتل ہوئے عیسائی حضرت مسیحؑ کو مصلوب قرار دے کر کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کے لئے لعنت قبول کی یہود حضرت مسیحؑ کو مصلوب قرار دینے اور توریت کے مطابق لعنتی موت (معاذ اللہ) مرنے کا مورد قرار دیتے ہیں۔ عیسائیوں نے مصلوبیت کی بنیاد پر کفارہ کا عقیدہ گھڑا اور کہا کہ انہوں نے مصلوب ہو کر ان کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا قرآن نے حضرت مسیحؑ کی مصلوبیت اور قتل کی تردید کر کے ان عقائد باطلہ کو ختم کر دیا اور یہود کے غلط الزامات سے ان کی بریت کر دی۔



حبشہ کی قدیم تصاویری بائبل کا ایک ورق۔ قومی کتب خانہ پیرس

حواشی

1. پروفیسر یوسف جلیل، جعلی انجیل برناباس کرسچن سٹڈی سینٹر راولپنڈی ص 29-30
2. ایضاً
3. جلال الدین شمس، کیا اناجیل الہامی ہیں، ربوہ ص 35
4. انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا' 1962۔
تثلیث پر عمدہ بحث کے لئے دیکھیں
- Encyclopedia of Religion - Trinity
- Arthur W. WainWright, The Trinity in the New Testament, London, 1962
5. مسلم مورخین اور مفسرین نے تحریف لفظی و معنوی دونوں کو بیان کیا ہے ان میں یعقوبی (1358)، مسعودی (956)، البیرونی (1048)، علامہ ابن حزم (1064)، امام تیمیہ (1325ء) شامل ہیں گذشتہ صدی میں مولانا عبدالحق حقانیؒ، مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، علامہ رشید رضا مصری نے عیسائیت اور بائبل میں لفظی اور معنوی تحریفات پر بحث کی ہے۔

Suggested Readings

☆ W. Baur, Orthodoxy and Heresy in Earliest Christianity, Phil, USA 1971
☆ H. Kraemer, The Christian Message In a Non Christian World, 3rd Edit, Mich, USA 1963
☆ Paul Varo Martison, Islam - An Introduction for Christian.

باب 10
مسلم ممالک میں عیسائی مشنریوں کے تبلیغی حربے

عیسائی مشنری ادارے گزشتہ صدی سے امریکہ اور یورپی ممالک کے سماجی، معاشی اور سیاسی عزائم کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ یہ مذہب کا لبادہ اوڑھ کر ان ممالک کے اسلام دشمن پروگرام کی تکمیل کر رہے ہیں اس کے لئے انہیں مغرب کی مکمل پشت پناہی اور مالی امداد حاصل ہے بلکہ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ان ممالک کی خفیہ ایجنسیاں اس کام میں پوری طرح ملوث ہیں ان کا مقصد مسلمانوں کو عیسائی بنانا اور مغرب کے مذموم عزائم کی تکمیل میں مدد دینا ہے۔ یہ ایک نئی صلیبی جنگ ہے جس کا آغاز موجودہ صدی کے آغاز سے جاری ہے۔

موقر اخبار نیشن لاہور نے 21 جولائی 2002ء کی اشاعت میں بیری یومین Barry Yeoman کا ایک مضمون شائع کیا جس میں اس نے بتایا ہے کہ عیسائی مشنری ادارے کس طرح اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے کوشاں ہیں امریکہ کی ریاست ساؤتھ کارولینا کے ایک مشنری ادارے کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی (CIU) میں اس نے جو دیکھا اور مختلف عیسائی مبلغین سے گفتگو کی اس کی تفصیل اس مضمون میں درج ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

عیسائی طلبہ کو مشنری سربراہ باقاعدہ ٹریننگ دیتے ہیں تاکہ وہ اسلامی ممالک میں جا کر مسلمانوں کو عیسائی بنائیں۔ ادارے کا ایک اہم رکن رک لو Rick Love اس کام میں تندہی سے مصروف ہے۔ یہ تنظیم فرنٹیئرز Frontiers کا انٹرنیشنل ڈائریکٹر ہے۔ جو دنیا کا ایک بہت بڑا عیسائی ادارہ ہے۔ جس کا مقصد صرف مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے۔ یہ جنوبی بحرالکاہل سے شمالی افریقہ کے درمیان واقع تمام اسلامی ممالک میں مشنری روانہ کرتا ہے اس کے منعقد کردہ سیمینار اور دیگر کارروائیوں کی تفاصیل اخبارات میں نہیں آسکتیں۔

بیری یومین نے جب اس یونیورسٹی کا دورہ کیا اس وقت طلباء کو قازقستان سے کینیا تک کے علاقوں میں تبلیغی مہمات کے لئے تیار کیا جا رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ کئی اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ پر پابندی ہے اس لئے اپنی شناخت کو چھپانا لازمی ہے۔ رک لو نے ان کو یہ بتانا تھا کہ وہ کن کن طریقوں سے مختلف بہروپ دھار کر عیسائیت کی تبلیغ کریں اس کے لئے انہیں یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ وہ عیسائی مبلغ نہیں۔ اس نے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے تیار کئے جانے والے طلباء کو بتایا کہ جب وہ مغربی انڈونیشیا گیا تھا تاکہ سوڈانی مسلمانوں کو عیسائی بنائے تو اس نے اپنے آپ کو انگریزی کا ایک انسٹرکٹر ظاہر کیا۔ اس بہانے سے اس نے قیام کیا اور مقامی لوگوں سے رسم وراہ پیدا کی۔

زیر تربیت طلباء کا کہنا تھا کہ اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ہر حربہ اختیار کرنا چاہیے۔ ان کا جوش وولولہ بقول مضمون نگار یومین ظاہر کرتا تھا کہ وہ مشنری رہنما سیموئل زویمر کے زمانے (ابتدائی بیسویں صدی) کے بعد مسلم دنیا میں سب سے بڑے تبلیغی پروگرام کا آغاز کر رہے ہیں۔ زویمر ایک نہایت متعصب عیسائی تھا اس نے ایک رسالہ مسلم

ورلڈ جاری کیا جس میں کئی سال تک اسلام کے خلاف نہایت معاندانہ پراپیگنڈا کیا۔ پہلی جنگ عظیم کے وقت (1914ء۔1918ء) جب سلطنت عثمانیہ کو تاخت وتاراج کیا جارہا تھا اور مشرق وسطیٰ یورپ کی سامراجی طاقتیں اپنی ملکی ہوس گیری کا نشانہ بنائے ہوئے تھیں۔ زویمر نے 1916ء میں کہا تھا اسلام ایک جان بلب مذہب ہے جب ہلال گہنا جائے گا تو صلیب کا غلبہ ہوگا۔

1990ء سے 2000 تک مسلم ممالک میں امریکی مشنریوں کی تعداد میں چار گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ چند سو مشنریوں کی جگہ اب تین ہزار مشنری سرگرم عمل ہیں ان مشنریوں کی بڑی تعداد جنوبی بپٹسٹ کنونشن (Southern Baptist Convention) نے اسلامی ممالک میں بھجوائی ہے۔ چرچ کے دیگر تائید یافتہ گروہ کرسٹار Christar اور عرب ورلڈ منسٹریز Arab World Ministries ہیں یہ مشنری افغانستان، پاکستان اور مشرق وسطیٰ کے علاوہ سیاسی طور پر اہم اور داخلی کشمکش کا شکار ممالک شام اور یمن، سابقہ روسی مملکتوں قازغستان اور ازبکستان اور افریقی ممالک سومالیہ اور الجیریا کے دوردراز علاقوں میں کام کر رہے ہیں۔

سی آئی یو CIU یعنی کولمبیا انٹرنیشنل یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈیوڈ کاشن (David Cashin) نے بتایا کہ اسلام ان کا آخری فرنٹیئر ہے۔ یہ پروفیسر مسلمانوں جیسا لباس پہن کر بنگلہ دیش میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے اس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی آمد ثانی سے قبل اسلام ایک ایسی جولانگاہ ہے جس میں داخل ہونا ضروری ہے۔

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے یہ مشنری فلاحی کاموں، اساتذہ اور تاجروں کا روپ دھارتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جو مسلمان عیسائی بن جاتے ہیں ان کی جان کو خطرہ لاحق رہتا ہے۔ مشنری سرگرمیوں سے انسانی بنیادوں پر دی گئی امداد معطل ہو جاتی ہے اور مغرب کے خلاف نفرت بڑھتی ہے۔ لیکن ان نقصانات کے مقابلے میں تبلیغی فوائد زیادہ اہم ہیں سب سے بڑا تبلیغی فائدہ اور اہم مقصد (معاذ اللہ) اسلام کا مکمل خاتمہ ہے۔ ایک 36 سالہ طالب علم کم میک ہوگ Kim Mac Hugh نے کہا کہ میرا یقین ہے کہ اسلام ایک جھوٹا مذہب ہے اور میں اس کا خاتمہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کم طلباء کو تربیت دے رہا ہے تاکہ وہ ترکی میں ایرانی پناہ گزینوں میں جا کر انہیں عیسائیت کا پیغام دیں۔

طالبان کے دور حکومت میں دو مشنریوں ڈینہ کری (Dayna Curry) اور ہیتھر مرسر (Heather Mercer) کو عیسائیت کی تبلیغ کے جرم میں قید کر دیا گیا تھا اس واقعے کے بعد امریکہ میں عیسائی مشنریوں نے تمام توجہ اسلامی دنیا کو عیسائی بنانے پر مرکوز کر رکھی ہے۔

افغانستان میں قید ان دو مشنریوں کو یو ایس سپیشل فورسز نے افغان جیل سے اغواء کر کے فرار ہونے میں مدد دی۔ یہ خواتین عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف تھیں اور اس بات کے شواہد موجود تھے۔ جس کی وجہ سے ان کو تین ماہ قید کی سزا دی گئی کیونکہ انہوں نے حکومت کے قوانین کی خلاف ورزی کی تھی اس ہالی ووڈ قسم کے فلمی اغواء کے واقعے پر صدر بش نے ایک تقریب میں کہا تھا کہ وہ غریبوں میں سب سے غریب افراد کی خدمت میں مصروف تھیں۔ ان کا عقیدہ ان کے لئے امید کا ذریعہ تھا جس نے ان کی حوصلہ شکنی نہ ہونے دی۔ ایک اور عیسائی مبلغ جان ویور (John Weaver) کو بھی امریکی

پریس نے نمایاں کیا جو افغانستان میں امریکہ مخالف تحریک کے باوجود وہیں رہنے پر مصر تھا۔ اس مبلغ نے باقی مشنریوں کی طرح CIU میں تربیت حاصل کی تھی جس کے نصاب میں باقی تین امریکی سکولوں کی طرح ایک ڈگری کورس شامل ہے جو خاص طور پر مسلمان ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اس ادارے میں ایک ہزار طلبہ زیر تربیت ہیں جو مل کر کیفے ٹیریا میں کھانا کھاتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں اور عہد نامہ جدید سے سبق لیتے ہیں۔ ان میں وہ مشنری شامل ہیں جو کئی سال مسلم ممالک میں رہے ان میں قازقستان کا باشندہ ڈیڈرک (Dedrick) بھی ہے جو عیسائی ہوا' یہ دو سال سے ایک قصبہ میں انگریزی پڑھا رہا تھا۔ یہ جس مسلم گھرانے میں رہتا تھا ان کو عیسائی بننے کی ترغیب دیتا تھا لیکن یہ خاندان اس بات کو گناہ قرار دیتا تھا۔ یہ خاندان عیسائی نہ ہوا لیکن مالی فائدہ کی وجہ سے انہوں نے اسے گھر سے نہ نکالا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ وسطی ایشیاء جا کر پھر تبلیغ کرے گا۔ ایک 45 سالہ عیسائی مبلغہ الڈوبرا (Aldobra) نے بتایا کہ اس نے مسلمان تاجروں سے نیروبی میں راہ رسم پیدا کی ہے وہ انہیں عیسائی بنانا نہیں چاہتی بلکہ اسلام کے مغالطوں (Fallacies) سے آگاہ کرنا چاہتی ہے۔ تا کہ یہ بیج ایک ایسا پودا بن جائے جس کی بدولت وہ اپنے مذہب کی صداقت کے بارے میں سوال کرنے لگیں۔ ان کی نیندیں حرام ہو جائیں۔

ڈائریکٹر رک لو کے کورس کا مقصد مبلغین کو باور کرانا ہے کہ عیسائیت کے علاوہ تمام مذاہب شیطانی ہیں۔

ایک اور مشنری سیکلر (Seckler) جس کی تنظیم ورلڈ ٹیم (World Team) ہے یہ کمبوڈیا کے دور دراز علاقے چیم میں غریب مسلمان آبادی کو عیسائی بنانا چاہتا ہے ان کے ہزاروں افراد کو 1970ء میں خیم روج (Khmer Rouge) نے قتل کیا تھا۔ 25 مسلمانوں کو یہ عیسائی بنا چکا ہے۔ باقی مسلمانوں کے عیسائی بننے کے لئے دعائیں کی گئیں۔

CIU یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر اسلام کے خلاف مواد موجود ہے۔ اس میں کہا گیا کہ 11 ستمبر کے واقعے کے بعد یہ دعویٰ کہ اسلام کا مقصد امن ہے عوام کو گمراہ کرنے کے مترادف ہے۔ مسلمان رہنماؤں کا مقصد ہے کہ اسلام مغرب میں پھیل جائے حتیٰ کہ یہ ایک غالب قوت اور عالمی طاقت بن کر ابھرے۔ یہ مضمون وارن لارسن (Warren Larson) کا تحریر کردہ ہے جو اس یونیورسٹی کے مسلم سٹڈیز کورس مرتب کرتا ہے۔ یہ جان ویور مبلغ افغانستان کا مربی تھا۔ لارسن کا کہنا تھا کہ اسلام مسلمانوں کی شرح پیدائش کے اعتبار سے دنیا پر چھا رہا ہے۔ اس یونیورسٹی میں آنے سے پہلے لارسن ڈیرہ غازی خان میں 23 سال تک عیسائیت کی تبلیغ کرتا رہا۔ یہ بظاہر سماجی کام کرتا تھا لیکن اس کا اصل مقصد عیسائیت کی تبلیغ تھا ایک صبح چند مسلح مسلمانوں نے اس کے گھر کا محاصرہ کیا اس پر اینٹیں برسائیں اس کی گاڑیاں توڑ دیں اور اس کے مذہبی لٹریچر کو آگ لگا دی۔ یہ 1979ء کا واقعہ ہے جب ایران میں امریکی سفارت خانے پر طلباء نے قبضہ کر لیا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ 11 ستمبر کے بعد عیسائی مشنری دوبارہ بد اعتمادی اور مغرب کے خلاف نفرت پھیلانے میں مدد دے رہے ہیں۔

رابرٹ میکفرسن (Robert Macpherson) ایک امدادی ادارے Care کا سکیورٹی ڈائریکٹر ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ 1990ء کی دہائی میں جب امریکی بحری دستے سومالیہ میں سرگرم عمل تھے اور تقریباً 200 ادارے قحط زدہ علاقے

میں خوراک مہیا کر رہے تھے اس وقت مسیحی مبلغ اپنا لٹریچر لے کر آ جاتے اور لوگوں میں عیسائیت کی تبلیغ کرتے اس سے رفتہ رفتہ حالات خراب ہو گئے کیونکہ اس سے لوگوں کو یہ تاثر ملتا تھا کہ اگر امداد لینی ہے تو عیسائی بن جاؤ۔ عیسائی مبلغوں کے خلاف بڑھتی ہوئی نفرت اور غصہ کے باعث سومالیوں نے خوراک کے ذخائر چرائے اور ان کے ٹرکوں کو آگ لگانی شروع کر دی۔

ڈائریکٹر لو نے طلباء کو نصیحت کی کہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ان ممالک کے کلچر کو اختیار کیا جائے اور ان کے مذاہب کی رسومات میں حصہ لیا جائے اس کو Contextualization کہتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ قدیم عہد میں مغربی طرز کی عیسائیت درآمد کرنے کی روش کے برعکس عیسائیوں کو مسلمانوں جیسے نام اختیار کرنے چاہئیں' عورتوں کو پردہ کرنا چاہیے' مقامی لباس پہننا چاہیے' نماز پڑھنی چاہیے' بلکہ رمضان میں روزے رکھنے چاہئیں تاکہ مسلمانوں میں مسلمان بن کر تبلیغ کر سکیں۔ اردن میں مشنریوں نے حضرت مسیحؑ کے نام کی مساجد تعمیر کر رکھی ہیں یا اپنے آپ کو صوفیانہ رنگ میں حضرت مسیحؑ کے مسلمان کہتے ہیں۔ ہم بھی خدا کو اللہ کہہ کر ان کے قریب ہونے کی کوشش کریں۔ مشرق وسطی میں بعض عیسائی اپنے آپ کو عیسائی مشنری ظاہر نہیں کرتے۔ ایک گروہ اپنے آپ کو صوفی اور درویش ظاہر کرتا ہے اور روحانیت اور تصوف کی آڑ لیتا ہے۔ ایک جریدے Missiology کا کہنا ہے کہ عیسائی مشنری فلسطینی طلباء پر زور دیتے ہیں کہ وہ عیسائی ہو جائیں چاہے اپنے آپ کو مسلمان کہلوائیں۔

زیر تربیت عیسائی مشنریوں نے مضمون نگار کے اصرار پر تسلیم کیا کہ وہ اسلام اور عیسائیت میں امتیازات کو ظاہر نہیں کرتے اس طرح اکثر اوقات وہ اپنے تبلیغی عزائم کے اظہار میں ناکام ہو جاتے ہیں دراصل فریب کاری اور معلومات کو چھپانے میں ایک خفیف سا پردہ ہے۔ اس مشنری نے سکیورٹی کی وجوہات پر نام ظاہر نہ کرنے کے وعدہ پر کہا کہ وہ اپنے مسلمان ہمسایوں کو نہیں بتاتا کہ وہ دراصل ان میں کیوں رہ رہا ہے بلکہ اپنے آپ کو غیر ملکی زبان سیکھنے والا ایک طالب علم ظاہر کرتا ہے اور اگر کچھ لوگ اس سے زیادہ سوالات کرتے ہیں تو وہ ان سے ملنا جلنا بند کر دیتا ہے۔

خالص امدادی کاموں میں مصروف تنظیموں کو عیسائیت کے مبلغ سمجھنے کا رجحان عام ہے لیکن ان کے لئے لوگوں کو اپنے اخلاص کا یقین دلانا مشکل ہے۔ یہ بات ڈونا ڈر (Donnader) نے کہی جو چرچ ورلڈ سروس کے امدادی کاموں کارکن ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ اسے ایک ایشیائی ملک میں لوگوں کو ایک خطرناک مرض کے علاج کے لئے امداد مہیا کرنے میں مشکل درپیش رہی کیونکہ مقامی حکومت اس کی اجازت نہ دیتی تھی کیونکہ امدادی کارکنوں میں ماضی میں ایک شخص ایک کلیسیا قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا کہ بعض حالات میں مسیحی مبلغوں کے خلاف اس قدر غصہ اور نفرت پائی جاتی تھی کہ ان کو اپنے امدادی کام بند کرنے پڑتے۔

ڈائریکٹر لو کہتا ہے کہ عیسائی مذہب اختیار کرنے والے مسلمانوں کو کئی قسم کے نقصانات ہوتے ہیں۔ ان کو ملازمت سے نکال دیا جاتا ہے' بچے ان سے لے لئے جاتے ہیں' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور بعض اوقات قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اکثر اوقات عیسائی مشن کو بھی اس ملک میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جس سے ان کی مشکلات

بہت بڑھ جاتی ہیں اس سلسلے میں جو مطالعات ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انڈونیشیا' بنگلہ دیش' افغانستان (عہد طالبان) اور پاکستان سخت اقدام اٹھانے والے ممالک ہیں۔ مشرقی افریقہ کی ایک مسلم جماعت عیسائی ہونے والوں کا تعاقب کر کے ان کو قتل کرتی ہے اور اس کی ذمہ داری عیسائی مبلغین پر ڈالی جاتی ہے۔ جن کی سرگرمیوں سے مسلمان عیسائی ہوئے۔ اس کے باوجود ہم تبلیغ جاری رکھنے کی پالیسی پر کاربند ہیں۔1

امریکی جریدے ٹائم (Time) کی رپورٹ

مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی نئی جارحانہ حکمت عملی اور اس کے مضمرات کے بارے میں امریکی رسالے کی 30 جون 2003ء کی اشاعت میں ایک تحقیقی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس سے عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں میں غیر معمولی اضافے کا پتہ چلتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک میں مشنریوں کی تعداد پہلے کی نسبت دوگنی ہو چکی ہے اور ماضی کے برعکس یہ مشنری جارحانہ تبلیغ کے علمبردار ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کو پہلے ہی دہشت گردی کے الزامات کا سامنا ہے اس تبلیغی مہم سے ان کے مذہبی جذبات مجروح کرنا امریکہ کے خلاف نفرت میں اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔

مغرب کے متعصب اور جنونی عیسائی مسلمان اور دہشت گردی کو مترادف سمجھتے ہیں۔ امریکہ جب عراق پر حملہ آور تھا اس وقت نیویارک سٹی کے ایک سکول میں امریکہ کے سنٹر فار ورلڈ مشن نے ایک پروگرام کا اہتمام کیا گیا اس میں باربرا نامی خاتون مسلمان ہونے کا ڈھونگ رچاتی ہے۔ اس کا اصل نام شفیرا ہے (سکیورٹی رسک کے باعث یہ فرضی نام دیا گیا ہے) اور وہ عیسائی ہے وہ بتاتی ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان میں جہاد شامل نہیں۔ وہ زیر تربیت طلباء کو کہتی ہے کہ تبلیغ کے دوران مسلمانوں کے مذہبی اصول وضوابط پر گفتگو کریں لیکن ان سے اسرائیل کے بارے میں بحث نہ کریں۔ وہ اسلام پر پرتشدد مذہب ہونے کا الزام لگاتی ہے حالانکہ اس کے نزدیک اس کا نشانہ خود مسلمان بن رہے ہیں اس کے خطاب کے بعد ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ ہم عراق میں انسانی جانوں کے ضیاع پر غمزدہ ہیں باربرا اس پر اضافہ کرتی ہے کہ اے خداوندا اسلام جو سب سے زیادہ تباہی پھیلانے والا ہتھیار ہے اسے (خاکم بدہن) تباہ و برباد کر دے۔ اے خداوند ہم اقرار کرتے ہیں کہ تمہارا خون دنیا کے ہر مسلمان کو معاف کر دینے کے لئے کافی ہے۔ یہ بات کافی ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دو سال قبل عیسائی مبلغین کی تعداد 15 ہزار تھی جو بڑھ کر 27 ہزار ہو چکی ہے۔ اب اس میں اور اضافہ ہوا ہے۔ عیسائی مشنری سمجھتے ہیں کہ 11 ستمبر کے بعد وہ زیادہ کامیابی سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ مسلم ممالک میں ان پر تشدد ہو رہا ہے۔ طالبان نے دو امریکی مشنری قید کئے' چار مشنریوں کو یمن اور لبنان میں ہلاک کیا گیا۔ طرابلس میں جرمنی کے ایک مشنری خاندان کو بم کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

بعض عیسائیوں کا خیال ہے کہ مشرق وسطیٰ غیر یقینی صورتحال میں مبتلا ہے اس وقت مسیحیت کی تبلیغ کرنا موزوں نہیں ایسا کرنا بالکل اس طرح ہے جیسے بارود سے بھرے کمرے میں کوئی شخص ماچس لے کر داخل ہو جائے یہ بات نیشنل کونسل آف چرچز کے سابق سربراہ چارس کمیل نے کہی۔

بہت سے عیسائی ادارے محض اس مقصد کے لئے میدان میں آئے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو عیسائی بنایا جائے۔ان کا نشانہ انتہائی غریب ممالک ہیں۔ یہ مختلف شعبوں کے ماہر کے روپ میں جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔ تبلیغ کا ایک اور طریقہ صوفیانہ انداز ہے۔ اس میں عبادت گاہ (چرچ) کا نام عیسیٰ کی مسجد رکھ دیا جاتا ہے اور وہی کلمہ پڑھا جاتا ہے جو مسلمان پڑھتے ہیں اور اسلام کو اپنی ڈھال کے طور پر استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو عیسائیت کی طرف راغب کیا جاتا ہے۔ اپنی پہچان چھپا کر کئی دوسرے حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگست 2001ء میں افغانستان میں طالبان حکومت نے 24 سالہ ہیتھر مرسر اور 29 سالہ ڈانا کری کو گرفتار کر لیا۔ یہ دونوں امریکی خواتین ریاست ٹیکساس سے کابل گئی تھیں۔ان کا مقصد عیسائیت کی تبلیغ کرنا تھا جب کہ میڈیا نے ان کو امدادی کارکن قرار دیا۔ بعد میں انہوں نے اپنی کتاب Prisoners of Hope میں اعتراف کیا کہ وہ افغانستان میں عیسائیت کی تبلیغ کرتی تھیں۔ بظاہر ان دونوں کا تعلق جرمنی کے ایک فلاحی ادارے شیلٹر سے تھا جس کیلئے وہ کام کر رہی تھیں۔

رسالے ٹائم کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عیسائیت کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ عراق اور افغانستان میں بیسیوں عیسائی مبلغ امریکی سپاہیوں کے پیچھے پیچھے تبلیغ کیلئے پہنچ گئے۔ امریکہ کی عالمی سطح پر جاری جدید نوآبادیت کی پالیسی جو امریکی فوجی قیادت نے شروع کر رکھی ہے عیسائیت کی تبلیغ اس کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔ اس لئے انہیں صدر بش کی حمایت حاصل ہے۔ یہ عیسائی مبلغ بیرونی دنیا میں پورے طور پر امریکی مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ نہایت قدامت پسندانہ مذہبی نظریات پیش کرتے ہیں جو اس گہرے یقین پر مبنی ہیں کہ امریکی طرز زندگی کو فوقیت حاصل ہے اور تمام مذاہب عیسایت کے سوا جھوٹے ہیں اگر وہ مکمل طور پر شیطانی نہیں۔

اس لئے یہ حیرانی کی بات نہیں کہ عیسائی مبلغ اکثر اوقات امریکی خارجہ پالیسی کے کٹر مداح اور اس کا سرگرم دفاع کرنے میں پیش پیش ہیں۔ وہ نہایت پر جوش طریقے سے اسرائیل کا دفاع کرتے ہیں اور جوشیلے انداز سے امریکہ کے عراق پر حملے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں انہیں عیسائیت کی برائی کی قوت (معاذ اللہ) اسلام پر فتح نظر آتی ہے۔ صدر بش نے تشدد پسندی کے خلاف جب جنگ کا اعلان کیا تھا تو اس نے کہا کہ جو لوگ امریکہ کے ساتھ نہیں وہ اس کے مخالف ہیں۔ ان عیسائی مبلغین نے واشگاف کہا تھا کہ تاریک قوتوں کے خلاف جنگ میں اگر تم ہمارے ساتھ نہیں اور تم مسلمان، بدھ، ہندومت پر قائم رہتے ہو اور عیسائیت کے بغیر کسی اور مذہب پر کاربند ہو تو تم شیطان کے چیلے (Minion of Devil) ہو۔

اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے بھارتی مضمون نگار یوگندر سکند کہتا ہے کہ تبدیلی مذہب انسان کا بنیادی حق ہے لیکن اس کے نزدیک اگر کوئی اپنے اصل چہرے اور مکروہ عزائم چھپاتا اور اپنے حقیقی مقاصد کو پوشیدہ رکھتا ہے تو یہ قابل نفرت بات ہے۔ ٹائم کی رپورٹ یہ واضح طور پر بتاتی ہے کہ بہت سے عیسائی مبلغین ایسا ہی کرتے ہیں وہ مسلمان ممالک میں ویزے کے حصول کیلئے اپنے آپ کو تاجر یا سماجی کارکن بتاتے ہیں ان کے امدادی کام تبلیغ کیلئے ایک آڑ ہیں۔

وہ تبلیغ کیلئے غریب بچوں میں کھلونے تقسیم کرتے ہیں اور اس طرح سے اپنے پیغام کو عام کرتے ہیں وہ اپنا اصل

روپ ظاہر نہیں کرتے اور یہ بھی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان بن کر زیر تبلیغ مسلمانوں کو دھوکے سے عیسائی بنائیں۔ ان کیلئے یہ مشکل ہوتا ہے کہ جن گروہوں یا جماعتوں میں وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ ان میں قابل قبول قرار دیئے جائیں، جن کی نگاہ میں وہ واضح طور پر غیر ملکی کلچر کے ساتھ ساتھ عیسائیت پھیلانے میں سرگرم ہیں۔ صرف مسلمان ہی نہیں دیگر مذاہب کے افراد بھی انہیں عیسائیت کے مبلغ قرار دیتے ہیں جو مغربی کلچر کا پروپیگنڈا کرتے ہیں اس لئے ان کے تبلیغی پروجیکٹ میں انہیں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مسلمان ممالک میں وہ Inculturation یا Contextualisation کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ یہ ایک فیشن ایبل اصطلاح ہے جو عیسائی تبلیغی حلقوں میں استعمال کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق ایک عیسائی مبلغ اپنے پیغام کو چھپانے کیلئے اس آبادی کے کلچر، لباس، طرز زندگی اختیار کر لیتا ہے اس طرح وہ معاشرے کے اندر نقب لگاتا ہے۔

مضمون نگار یوگندر نے بتایا کہ ہندوستان میں عیسائی مبلغوں نے ہندووانہ طرز کی عیسائیت رائج کر رکھی ہے۔ بی بی مریمؑ کو ساڑھی پہنادی ہے۔ حضرت مسیحؑ کا رنگ گندمی ظاہر کرتے ہیں اور صلیب کے ساتھ اوم کا نشان لگا کر گرجوں پر چپکا دیتے ہیں۔ یہ گرجے مندر نما ہیں۔ مسلم ممالک میں یہ صوفی بن کر حضرت مسیحؑ کی مساجد بناتے ہیں اور کھلے عام کلمہ پڑھتے ہیں، یہ تبلیغی گھاتیں ہیں۔

مغرب کے فیاض مددگاروں کی مدد سے یہ ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندوؤں میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جس کو یہ صلیبی جنگ یا روحانی جنگ کہتے ہیں۔ بنگلور میں انہوں نے بیرونی آقاؤں کے قائم کردہ اداروں کی سرپرستی میں نجات گھر بنا رکھے ہیں۔ بائبل کے پیغام کی تقسیم کرتے ہیں، مناظرات کورس تیار کرتے ہیں اور اسلام کے متعلق مبلغین کو معلومات مہیا کرتے ہیں۔ انہوں نے کئی مدرسۃ المسیح بنا رکھے ہیں۔ جہاں بے سہارا بچوں کو بائبل کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ میڈیکل سنٹر ہوتے ہیں۔ بنگلور میں ایک ادارہ (Helping Hands International) فلاحی کاموں کی آڑ میں مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔ ان کی لائبریری النور میں مسلمانوں کو تبلیغ کرنے کا بہت سا مواد ہے۔ اس میں تبلیغ کو کامیاب بنانے کے ہتھکنڈے موجود ہیں۔[3]

عیسائیوں کا خاص ہدف افریقہ ہے کینیا کے دور دراز مقامات کانگو، سوڈان وغیرہ کے پسماندہ علاقے ان کی تبلیغی زد میں ہیں۔ یورپی اقوام نے پہلے غریب سیاہ فاموں کو غلام بنا کر ان کی تجارت کی جس میں امریکہ پیش پیش تھا۔ اب ان کا مذہبی استحصال کر رہے ہیں ان کی غربت و افلاس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ غلاموں کی تجارت کے بعد انہوں نے انیسویں صدی میں افریقہ کے پسماندہ علاقوں پر سامراجی تسلط جما کر ان کو محکوم بنایا اور ان کی معاشی دولت کو لوٹا۔ ان کی سرگرمیوں کے باعث بعض مسلم علاقوں میں مسلم اکثریت میں کمی واقع ہوئی جیسے نائیجیریا سیرالیون وغیرہ۔ امریکہ کی مالی مدد سے وہ وسطی اور جنوبی افریقہ میں ایڈز کی روک تھام کی آڑ میں عیسائیت پھیلا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بیرونی آقاؤں کی پشت پناہی سے عیسائی ممالک یوگنڈا، کینیا ایتھوپیا اور اریٹیریا کی مدد سے اسلامی افریقہ میں بدامنی پھیلاتے ہیں۔

امریکہ اور یورپی ممالک اسلام کو ایک زبردست خطرہ سمجھتے ہیں جہاد کو انہوں نے دہشت پسندی کا نام دے رکھا ہے۔ کمیونزم کے زوال کے بعد ان کی نظر میں اسلام بری طرح سے کھٹکتا ہے۔ وہ کھلم کھلا اسلام دشمن سرگرمیوں میں عیسائیت کے تمام نہاد تبلیغی اداروں کے پشت پناہ ہیں۔ مسلمان ممالک اور ان کی تنظیم او آئی سی فعال تنظیم نہیں بن سکی۔ جس کا فائدہ مغرب خصوصاً اسرائیل کو پہنچ رہا ہے۔ جو گزشتہ چھپن سالوں سے مسلمانوں کی بقاء اور ان کی ترقی کے خلاف ہر حربہ اختیار کر رہا ہے وہ ان تمام طاقتوں کا حلیف ہے جو اس کے سیاسی عزائم کی تکمیل میں اس کا ساتھ دیتی ہیں کفر ملت واحدہ ہے لیکن بے سروسامانی کے باوجود آخر کار فتح مسلمانوں کو نصیب ہوگی۔ وہ اپنی قوت عمل، اتحاد، یکجہتی اور خدائی تائید کے ساتھ باطل کو پچھاڑ سکتے ہیں اور باطل کو تمام تر مادی وسائل کے باوجود مٹ کر رہنا ہے یہی اس کا مقدر ہے۔



Title page of the 1611 edition, Beinecke Rare Book and Manuscript Library, Yale University

The **King James Version** of the Bible was printed in 1611. It served as the official translation for most English-speaking Protestants until the 1900's, when several new translations appeared.

کنگ جیمز ورشن۔ 1611ء

حواشی

1. نیشن لاہور، 21 جولائی 2002ء

2. نوائے وقت راولپنڈی سنڈے ایڈیشن 3 اگست 2003ء

3. دی نیوز، 3 اور 10 اگست 2003ء

4. ٹائم کی رپورٹ پر عمدہ تبصرہ جناب محسن فارانی نے موقر ہفت روزہ ندائے ملت لاہور کی 17 جولائی 2003ء کی اشاعت میں کیا۔

عیسائیت کے مطالعے کے لئے کتب

1- مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ (بائبل سے قرآن تک تین جلدیں ترجمہ اظہار الحق مترجم: مولانا اکبر علی) کراچی

2- مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔ یہودیت قرآن کی روشنی میں ادارہ ترجمان القرآن لاہور 2000ء

نصرانیت قرآن کی روشنی میں ادارہ ترجمان القرآن لاہور 2000

3- مولانا محمد تقی عثمانی عیسائیت کیا ہے دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد

4- پروفیسر ساجد میر عیسائیت تجزیہ و مطالعہ دارالاسلام لاہور 2001ء

5- محمد متین خالد (مرتب) عیسائیت کے تعاقب میں لاہور 2003

6- عبدالوحید خان عیسائیت انجیل و قرآن کی روشنی میں اسلامک پبلی کیشنز لاہور 1998ء

7- غلام احمد پرویز مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں ادارہ طلوع اسلام لاہور

☆ برق طور 1993ء

☆ شعلہ مستور 1993ء

8- تفسیر حقانی (فتح المنان جلد اول) مولانا عبدالحق حقانی دہلویؒ، کراچی

9- موریس بوکائیے بائبل قرآن اور سائنس مترجم ثناء الحق صدیقی آرمی کلب 1982ء

10- سید نواب علی، تاریخ صحف سماوی مکتبہ افکار کراچی 1960ء

11- قاضی محمد سلیمان منصور پوری۔ برہان

12- غلام جیلانی برق دو اسلام لاہور 1973ء

ایک اسلام لاہور 1974ء

14- ڈاکٹر نادر صدیقی پاکستان میں مسیحیت صدیقی ٹرسٹ کراچی (دیگر پمفلٹ)

15- عبداللہ قدسی تصورات عرب قبل اسلام ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور

16- کوثر نیازی آئینہ تثلیث فیروز سنز لاہور 1973ء

17- احمد دیدات کیا بائبل کلام الٰہی ہے؟ ترجمہ ثروت جمال اصمعی فاران کلب فاؤنڈیشن کراچی 1984ء

18- عبدالکریم پاریکھ یہودیت قرآن کی روشنی میں اسلامک پبلیکیشنز لاہور 1987ء

19- بشیر محمود اختر مطالعہ بائبل و قرآن مجلس علم و ادب ایبٹ آباد 1999ء

20- عبداللطیف مسعود تحریف بائبل بزبان بائبل مجلس تحفظ ختم نبوت ڈسکہ سیالکوٹ

21- اسلامک مشن سنت نگر لاہور (محمد اسلم رانا کے پمفلٹ 'عیسائیوں کی بت پرستی' کیا بائبل الہامی کلام ہے وغیرہ)

22- ابراہیم سلیمان جہان 'مسیحیت اور سامراج' ترجمہ پروفیسر عثمان غنی لاہور

23- مولانا سید آل حسن مہانی 'کتاب الاستفسار' دارالمعارف لاہور 1990

24- الرد الجمیل لالھیۃ عیسیٰ بصریح الانجیل' امام غزالی ترجمہ ظفر اقبال کلیار لاہور 1997ء

25- امام ابن القیم الجوزیہ 'یہود و نصاریٰ تاریخ کے آئینے میں' مترجم زبیر احمد سلفی' نعمانی کتب خانہ لاہور 1993ء

مسیحی لٹریچر

1- پادری جی ٹی مینلی 'ہماری کتب مقدسہ' مترجم جے ایس امام الدین اینڈ سنز کے ایل ناصر لاہور 1984ء

2- پادری ڈبلیو مچن ایم اے 'تحریف انجیل و صحت انجیل' پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی 1929

3- پروفیسر یوسف جلیل 'جعلی انجیل برناباس' کرسچن سٹڈی سنٹر راولپنڈی

4- ایم ایچ فن لے 'تحقیق حق' ترجمہ پادری اے جان شاہ' مینار کتب لاہور 1996ء

5- خواجہ مسیح کی شان از روئے قرآن (شائع کردہ ایف نجم الدین) 1975ء

6- یونس عامر 'بنی اسرائیل کا نبی یا دنیا کا نجات دہندہ' لاہور 1977ء

7- اکبر مسیح 'قرآن وابن اللہ' اخوت اندریاسیہ پنجاب لاہور 1932ء

8- پادری بوتامل 'مسیح کی آمد ثانی' لاہور 1964ء

9- پادری برکت اللہ 'قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ' لاہور 1960ء

10- پروفیسر یوسف جلیل 'تورات اور انجیل مقدس کی صحت و سچائی'

11- کلیر ٹسڈل 'ینابیع الاسلام' مترجم سلطان القلم اکبر مسیح' پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی 1953

مضامین

ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت، اسلام آباد

☆ اختر راہی 'علماء دیوبند اور مطالعہ مسیحیت' مارچ 1998ء

☆ بدر الدین اصلاحی 'مصدقاً لما بین یدیہ کی صحیح تاویل' جنوری 1997ء

☆ ڈاکٹر داؤد رہبر 'مسیحی اور اسلامی ثقافتوں کے روحانی عناصر' تلخیص احمد حاطب صدیقی اکتوبر 1999ء

☆ ابوالکلام آزاد 'عہد نبوی کے سچے عیسائی' دسمبر 1994ء

☆ علامہ سید سلیمان ندویؒ 'بشریٰ جون اور جولائی 1997ء

☆ سید ابوالحسن ندویؒ 'اسلامیات اور مغربی مستشرقین و مسلمان مصنفین مارچ 2000ء

☆ ڈاکٹر محمد ظہیر صدیقی 'اسلام اور مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ' اپریل 1995ء

☆ صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی 'حضرت عیسیٰ کی اسلامی فکر' مئی 1994ء

☆ پروفیسر خلیق احمد نظامی 'مستشرقین کے افکار و نظریات کے مختلف دور' مئی 1994ء

☆ ویلفرڈ کینٹ ویل سمتھ 'اسلام اور مسیحیت ایک تقابلی مطالعہ' ترجمہ سید ہاشمی فرید آبادی' جون 1998

رسائل و جرائد متفرق فائل

- ماہنامہ عالم اسلام اور عیسائیت
- المذاہب لاہور
- کلام حق' گوجرانوالہ
- The Voice of Islam
- المشیر' راولپنڈی

یہودیت

باب 11

یہودی بائبل

یہودیوں اور عیسائیوں کی مذہبی کتاب بائبل کہلاتی ہے اس کو کتاب مقدس یا نوشتے Holy Scriptures بھی کہا جاتا ہے یہودی عبرانی بائبل Hebrew Bible یا عبرانی صحائف Hebrew Scriptures کو مانتے ہیں موجودہ اصطلاح میں اسے عہد نامہ قدیم Old Testament کہا جاتا ہے۔

بائبل کی اصطلاح نویں اور دسویں صدی عیسوی میں استعمال ہوئی یونانی میں اس کے معنی کتاب کے ہیں فلسطین پر یونانیوں کی حکمرانی کے دور 331 ق م۔167 ق م میں یہودی اپنی مقدس کتب کے لیے بائبل نام استعمال کرنے لگے ایک اور لفظ مقدس نوشتے یا مقدس صحائف تھا۔ بائبل کے لیے یہودی ایک اور اصطلاح مقرا Miqra بھی استعمال کرتے تھے۔ جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ توریت اور مقرا یعنی انبیاء کی کتب اور تحریرات دونوں کو ملا کر بائبل کا نام دیا جاتا تھا۔ عبرانی بائبل یہودی ربیوں کی اصطلاح میں تناخ Tannakh کہلاتی ہے۔ یہ لفظ بائبل کے تین حصوں۔ توریت۔ انبیاء اور تحریرات کے پہلے عبرانی حروف پر مشتمل ہے۔[1]

عہد نامہ قدیم وجدید: Old & New Testaments

موجودہ بائبل کے دو حصے ہیں پہلا حصہ عہد نامہ قدیم یا عتیق Old Testament اور دوسرا حصہ عہد نامہ جدید New Testament کہلاتا ہے۔

پہلا حصہ یہودیوں کی مقدس کتابوں پر مشتمل ہے اور دوسرا عیسائیوں کی مقدس کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہودی عہد نامہ جدید کو نہیں مانتے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اور مسیحیت کے قائل نہیں۔ عیسائی دونوں عہد ناموں کو مانتے ہیں۔

عیسائی کہتے ہیں کہ عہد نامہ قدیم خدا کا اسرائیل سے عہد تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کی بعثت کے بعد خدا نے ان کی معرفت نیا عہد کیا جو عہد نامہ جدید New Testament ہے۔

یہودی بائبل کا بڑا حصہ عبرانی زبان میں ہے معمولی حصہ آرامی Aramaic زبان میں ہے۔ یہودی کی مسلمہ مذہبی کتب سے مراد عبرانی بائبل کی 24 کتابیں ہیں ان کو اصطلاح میں کینن Canon بھی کہا جاتا ہے اس کے علاوہ بھی یہودیوں کی مذہبی کتب کے کئی مجموعے ہیں۔

یہودی بائبل کی کتب: Books of Hebrew Bible

عہد نامہ قدیم (OT) کی 24 کتابیں ہیں۔ توریت کی پانچ، انبیاء کی آٹھ اور تحریرات مذہبی شاعری اور حکمت و دانش پر

جن کتابوں کی تعداد گیارہ ہے۔ ان کتابوں کو الگ الگ کر دیا جائے تو ان کی تعداد 39 بن جاتی ہے۔ جیسے سمیوئیل اول اور دوم یہودی اس کو ایک کتاب کہتے ہیں عیسائی دو قرار دیتے ہیں۔ یہودی بارہ انبیائے صغیر Minor Prophets کی ایک کتاب مانتے ہیں عیسائی ان کو الگ الگ کر کے بارہ کتابیں قرار دیتے ہیں۔

پروٹسٹنٹ فرقہ یہودی بائبل کو مانتا ہے۔ رومن کیتھولک اور بعض دوسرے کلیسا ان 39 کتب کے علاوہ بھی کئی کتابوں کو مانتے ہیں یہ کتب ان کی بائبل (عہد نامہ قدیم) میں اب تک شامل چلی آرہی ہیں۔ اس لیے مختلف عیسائی فرقوں کے نزدیک بائبل کی کتب کی تعداد مختلف ہے۔ پروٹسٹنٹ عیسائی عہد نامہ قدیم کی 39 اور عہد نامہ جدید کی 27 کتابیں یعنی 66 کتابیں مانتے ہیں۔ عام طور پر عیسائی عہد نامہ قدیم کی کتب کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں۔

تاریخی کتب	17
شعری مجموعے	05
انبیاء کی کتب	17
کل	39

عہد نامہ جدید کی 27 کتب میں چار اناجیل، رسولوں کے اعمال، پولوس رسول کے 14 خطوط، 7 عام خطوط اور یوحنا عارف کا مکاشفہ شامل ہیں۔

کیا بائبل خدا کی وحی ہے۔ Bible as Revelation

یہودی اور عیسائی عقیدے کے مطابق بائبل براہ راست خدا کا لفظی کلام نہیں جیسے قرآن حکیم وحی خداوندی ہے۔ یہ الہام کی تائید سے لکھا گیا کلام ہے۔ اس کو بہت سے مصنفین نے روح القدس کی رہنمائی سے لکھا۔ مقدس نوشتوں (بائبل) کے انتخاب اور انہیں الہام کا تائید یافتہ کہنے کے مختلف جواز پیش کیے جاتے ہیں۔

1۔ عہد نامہ عتیق خود اس امر کا بہت کم ثبوت پیش کرتا ہے کہ مقدس نوشتوں کو کس بنیاد پر خدا کا کلام کہا جاتا ہے۔

2۔ ابھی تک یہ حقیقت ظاہر نہیں ہوئی کہ ان کتابوں کو کب اور کس طرح یہ عزت اور اختیار بخشا گیا۔ انہیں اس فہرست میں شامل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر وہ الہامی کتابیں مانی جاتی تھیں۔

3۔ جن کتابوں کے مصنفین کا ہمیں علم نہیں وہ اپنے زمانے مضمون اور خصوصیات کے باعث الہام ثابت ہوئیں۔

4۔ اسرائیلی انبیاء نے اپنے زمانے کے حالات و واقعات کا مشاہدہ اور تجزیہ کیا اور ان کے مطابق پیش گوئیاں بھی کیں انہوں نے خدا کے فضل کو اپنے نور فراست کی روشنی میں دیکھا اور خدا سے رہنمائی حاصل کی۔

5۔ بائبل خدا کا کلام ہے اور بائبل میں خدا کا کلام ہے اس کی مثال تصویر اور اس کے چوکھٹے سے دی جاتی ہے

6۔ خدا نے اپنے الفاظ انبیاء کے الفاظ میں نہیں ملائے بلکہ اس نے انبیاء کے وسیلے سے کلام کیا، روح القدس نے انہیں اپنا پیغام دے کر یہ آزادی نہیں بخشی کہ وہ جیسے بھی مناسب سمجھیں اپنی مرضی سے اس میں ردوبدل کریں۔

7۔ یہ درست نہیں کہ ایک شخص یہ فیصلہ کرنے لگے کہ اتنا حصہ الٰہی کلام ہے اور یہاں سے انسانی حصہ شروع ہو جاتا ہے یہ محض انسانی بیان ہے اور وہ الہام۔ ایسا کرنا اپنے آپ کے خدا سمجھنے کے برابر ہے اس لیے بائبل کے متن میں خدائی الہام اور انسانی کلام کی تفریق نہیں کی جا سکتی۔[2]

انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ الہام کا نظریہ عالمی سطح پر ترک کر دیا گیا ہے کیونکہ یہ مشکل کو ختم کرنے کے بجائے زیادہ کرتا ہے۔ بائبل کے الہام کے تابع ہونے کے نظریے کو ثابت نہیں کیا جا سکا۔ یہ بھی ثابت کرنا مشکل ہے کہ بائبل ایک ادبی شہ پارے کے مقابلے میں زیادہ الہامی ہے یہ بحث کہ بائبل کس حد تک کلام الٰہی ہے معروضی تصور ہے اور اس پر بحث عبث ہے۔[3]

عبرانی بائبل ایک نظر میں Bible at a Glance

عبرانی بائبل (OT) کی اس طرح تقسیم کی گئی ہے

حصہ اول

توریت۔ Torah یا Pentateuch پانچ کتابیں یا کتب خمسہ

پیدائش	Genesis
خروج	Exodus
احبار	Leviticus
گنتی	Numbers
استثناء	Deuteronomy

حصہ دوم

انبیاء Prophets/Neviim

اس کے دو حصے ہیں پہلا حصہ انبیائے قدیم Former Prophets پر مشتمل ہے اور دوسرے کو انبیاء مابعد Latter Prophets" کہا جاتا ہے۔ یہ کل آٹھ کتب ہیں۔

انبیاء ماقبل یا قدیم کی چار کتابیں ہیں یشوع Joshua قضاۃ Judges سموئیل Samuel اول و دوم سلاطین

Kings اول و دوم انبیاء مابعد کی چار کتب ہیں۔ یسعیاہ Isaiah جرمیہ Jermiah حزقیل Ezekiel اور بارہ انبیاء کی ایک کتاب اس طرح یہ چار کتب شمار کی جاتی ہیں۔

حصہ سوم

تحریرات: Ketuviim

عبرانی میں کتیم اور انگریزی میں ان کو Hagiographa کہا جاتا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل کتابیں شامل ہیں۔

1۔ مزامیر Psalms یا زبور — 2۔ امثال Proverbs — 3۔ ایوب Job

4۔ غزل الغزلات Song of Songs — 5۔ راعوت Ruth — 6۔ نوحہ Lamentation

7۔ حکمت Ecclesiastes or Kohelth — 8۔ استیر Esther — 9۔ دانیال Daniel

10۔ عزرا Ezra — 11۔ نحمیہ Nehmiah

12-13 ایام یا تواریخ اول و دوم Chronicles I & II

یہودی بائبل کی کتب کا تعارف: Books of the Bible

توریت۔ Torah یا تعلیم Pentateuch پانچ کتب

حصہ اول

کتاب پیدائش۔ Genesis

توریت کی پہلی کتاب ہے اس میں تخلیق کائنات حضرت آدم وحوا، ہابیل قابیل کا واقعہ طوفان نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت یعقوبؑ حضرت اسحاقؑ اور حضرت یوسفؑ کے حالات وواقعات درج ہیں۔

کتاب خروج۔ Exodus

حضرت موسیٰؑ کی پیدائش، بعثت، بنی اسرائیل کی فرعون کی غلامی سے نجات، حضرت موسیٰؑ کی رہنمائی تیرھویں صدی ق م میں حضرت موسیٰؑ کو جو دس احکام ملے ان کی تفصیل۔

کتاب احبار۔ Leviticus

شرعی قوانین مذہبی قربانیاں اور حضرت ہارونؑ کی کہانت کا بیان

گنتی۔ Numbers

مصر سے خروج اور صحرائی زندگی، 40 سال صحرائے سینا میں بھٹکنا

استثناء۔ Deuteronomy

اسرائیل کے لیے قانون ثانی، حضرت موسیٰؑ کی وفات کا کتاب میں ذکر ہے جس کو الحاق قرار دیا جاتا ہے۔ یہودی ان پانچ کتب کو حضرت موسیٰؑ کی تصانیف قرار دیتے ہیں جو درست نہیں۔

حصہ دوم

انبیاء کی کتب۔ Neviim

ماقبل انبیاء Former Prophets

یشوع Joshua

اس میں حضرت موسیٰؑ کے جانشین یشوع بن نون اور اسرائیل کے بارہ قبائل کا ذکر ہے انہوں نے کنعانیوں پر فتح حاصل کی۔ کتاب یشوع ان کی تصنیف نہیں کسی اور اسرائیلی بزرگ کی تصنیف بتائی جاتی ہے۔

قضاۃ۔ Judges

اسرائیل میں بادشاہت Monarchy کا آغاز (1150 ق م) میں ہوا مذہبی پیشوائیت (قضاۃ) کہلاتی ہے کنعان میں اسرائیلی (1200 ق م ۔1020 ق م) میں آباد تھے ان کی مرکزی قیادت نہ تھی ان کے قائد شوفت Shofet کہلاتے تھے جس کی جمع شوتم Shotim ہے اس عبرانی لفظ کا انگریزی میں Judges ترجمہ کیا گیا ہے قاضی ان کے فیصلے کرتے اور احکامات جاری کرتے تھے۔ یہ عہدہ موروثی نہ تھا۔ اسرائیلی ان کو خدائی قوتوں کا حامل سمجھتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سموئیل نے کتاب قضاۃ اور راعوت تصنیف کیں لیکن یہ ثابت نہیں۔

سموئیل اول۔ I- Samuel

سموئیل نبی اور کاہن کی فلستی قوم سے معرکہ آرائی طالوت Saul کا پہلا اسرائیلی بادشاہ بنا (1033 ق م تا 1031 ق م) بعض روایات کے مطابق کتاب سموئیل باب اول تا 24 سموئیل کی تصنیف ہے باقی حصہ ناتن اور جعاد کا ہے۔

سموئیل دوم۔ Samuel - II

اس میں حضرت داؤد کی بادشاہت 1053 ق م 970ق م کا ذکر ہے کتاب سموئیل اول وودوم کے مرتبین اور مدیروں Redactors نے اس کتاب کی تصنیف کے دوران کس حد تک تحریری مواد کو استعمال کیا اور کس حد تک زبانی روایات پر انحصار کیا اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں۔

سلاطین اول۔Kings -I-

حضرت داؤد کے آخری ایام۔حضرت سلیمان کا عہد (961ق م۔ 922 ق م) ہیکل کی تعمیر۔ 930ق م میں یروشلم کی بادشاہت کے دو حصے ہو گئے۔ایک شمال کی سلطنت اور دوسری جنوبی سلطنت یہودہ یروشلم کے شمال میں قائم ہوئی۔

شمالی سلطنت میں حضرت سلیمانؑ کے بعد جیروبام نے دو ہیکل دان اور بیتھل کے مقام پر بنوائے اور ان میں سونے کے بچھڑے کی پوجا کا آغاز ہوا۔جنوبی سلطنت میں دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی کاہن پیش گوئیاں کرنے والے نبی' غیب بین' جادوگر، خوابوں کی تعبیرات بتانے والے افراد عام تھے انبیاء پے در پے آکر ان کو خدا کا پیغام دیتے رہے۔

سلاطین دوم۔Kings - II

اسرائیل کے بادشاہوں کے حالات پر مشتمل ہے نویں صدی ق م کے دو انبیاء ایلی جاہ Elijah الیاس اور ایلی شاہ Elisha الیسع نے اسرائیلوں کو بعل کی پوجا سے منع کیا۔اسیریا کے شاہ سارگن نے شمالی سلطنت کو 722 ق م میں تباہ کر دیا اور کئی اسرائیلیوں کو قیدی بنا کر اردگرد کے علاقوں میں جلاوطن کر دیا۔ یہ اسرائیل کی پہلی اسیری First Captivity کہلاتی ہے

اسیریا کی باجگزار جنوبی سلطنت یہودہ کو 125 سال بعد 587 ق م میں بابل کے شاہ بخت نصر نے تباہ کر دیا۔کئی یہودیوں کو قیدی بنا کر بابل لے گیا۔ہیکل کو تباہ و برباد کر دیا۔یہ اسرائیلی قوم کی دوسری اسیری Second Captivity کہلاتی ہے۔قرآن میں ان کا ذکر ہے۔

کتاب سلاطین میں دو انبیاء عموس اور ہوسیا کا ذکر ہے جو اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے ایک روایت کے مطابق کتاب سلاطین اول و دوم نویں صدی ق م کے آخر میں تصنیف ہوئیں کتاب سلاطین کا آخری حصہ بعد میں شامل کیا گیا۔

مابعد انبیاء Latter Prophets

یسعیاہ۔ Isaiah

یسعیاہ نے چالیس سال (740ق م ۔ 701ق م) یروشلم کی جنوبی سلطنت میں خدائی پیغام دیا کتاب یسعیاہ

کے پہلے نصف میں آٹھویں صدی ق م کے عہد کا تذکرہ ہے دوسرے نصف جسے باب 40 سے 66 کا مصنف کوئی اور شخص ہے جو بابل میں یہودیوں کی اسیری 583 ق م کے وقت موجود تھا اس کو یسعیاہ ثانی Deutro or Second Isaiah کہتے ہیں۔[4] اس کتاب میں ایک اور نبی یسعیاہ ثالث Trio Isaiah کی پیش گوئیاں بھی موجود ہیں جو بابل سے یروشلم آنے والے یہودیوں کے عہد (534 ق م) میں وہاں موجود تھے کتاب یسعیاہ کے آخری 27 ابواب کا مصنف یسعیاہ ثانی ہے اس عہد میں حضرت مسیح کی آمد کا تصور ابھرا کیونکہ یہودی محکومیت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اسی عہد میں بہت سے مزامیر Psalms جمع ہوئے۔

یسعیاہ نے یہودہ کے چار بادشاہوں کا زمانہ دیکھا وہ میکاہ نبی اور ہوسیا نبی کے ہم عصر تھے کتاب یسعیاہ کے متعدد مصنف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تاریخ کے دو مختلف ادوار کا تذکرہ ہے پہلے حصے میں یروشلم کے حالات ہیں دوسرے حصے کا مصنف بابل میں یہودی جلاوطنوں کے واقعات بیان کرتا ہے اور بابل کی ایران کے ہاتھوں تباہی کا ذکر کرتا ہے اس لیے پہلے ابواب اور دوسرے ابواب میں دو سو سال کا فرق ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مختلف حصوں کو کیوں اور کیسے جوڑا گیا اس کا پتہ نہیں چلتا۔

جرمیاہ۔ Jermiah

کتاب جرمیاہ نبی چھٹی صدی ق م کے اوائل (592-570 ق م) یا ساتویں صدی کے آخر کی تصنیف بتائی جاتی ہے۔ جرمیاہ یہودی کی جنوبی سلطنت میں بخت نصر کے حملے 587 ق م کے دوران یروشلم میں موجود تھے۔

حزقیل۔ Ezekiel

کتاب حزقیل چھٹی صدی ق م کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہے۔ حزقیل بابل کے جلاوطن یہودیوں کو شاندار مستقبل کی نوید سناتے رہے ان کا عہد 540 ق م میں ختم ہوا۔ اس کتاب کے ایک سے زیادہ مصنف بتائے جاتے ہیں۔

بارہ انبیاء صغیر۔ Twelve Minor Prophets

1۔ ہوسیا۔ Hosea

شمالی سلطنت اسرائیل میں آٹھویں صدی 750 ق م میں ہوئے انہوں نے اسرائیل کو بت پرستی اور بیتھل میں الگ ہیکل بنا کر سونے کے بچھڑے کی پوجا سے منع کیا۔

2۔ یوایل۔ Joel

کتاب یوایل 722 ق م کی اسیری کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس زمانے میں اسرائیل میں بدکاری کا عروج تھا۔ خشک سالی عام تھی نصائح آمیز تعلیمات دی گئی ہیں۔

3۔ عموس۔ Amos

وسط آٹھویں صدی 750 ق م میں یروشلم کے قریب ایک گاؤں تقوع میں چرواہے تھے 750 ق م میں شمالی سلطنت کے اسرائیلوں کو بعل اور بتوں کی پوجا اور ظلم سے منع کیا اور آنے والی تباہی سے خبردار کیا۔

4۔ عبدیاہ۔ Obadiah

587 ق م میں بخت نصر کے حملے اور ہیکل سلیمانی کی تباہی کے بعد یہود کو روشن مستقبل کی خوشخبری دیتے رہے۔

5۔ یوناہ۔ Jonah

حضرت یونس کا واقعہ اور ان کے نینوا میں پیش آمدہ واقعات بیان کئے گئے ہیں آپ آٹھویں صدی ق م میں مبعوث ہوئے بائبل میں ان کی پیش گوئیاں نہیں ہیں۔

6۔ میکاہ۔ Micah

یسعیاہ کے ہم عصر نبی تھے آٹھویں صدی 730 ق م میں مبعوث ہوئے بت پرستی کے خلاف آواز بلند کی۔

7۔ نحوم۔ Nehum

اسیریا کے ہاتھوں شمالی سلطنت کی تباہی پر منظوم کلام میں تاسف کا اظہار کیا ساتویں صدی ق م کے آخر میں ہوئے۔

8۔ حبقوق۔ Habbakuk

ساتویں صدی ق م کے آخر میں جنوبی سلطنت میں نبی مبعوث ہوئے۔ اسرائیل کی تباہی کی پیش گوئی کی۔

9۔ صفانیا۔ Zephaniah

ساتویں صدی ق م میں تبلیغ کی جنوبی سلطنت میں یہودیوں کو دیوتا پرستی ظلم اور ناانصافیوں سے منع کرتے رہے۔

10۔ حجی۔ Haggai

بابل کی اسیری سے واپس آ کر ہیکل کی تعمیر (520 ق م۔ 516 ق م) میں حصہ لیا ان کا عہد چھٹی صدی ق م ہے۔

11۔ زکریا۔ Zechariah

حجی کے ہم عصر تھے کتاب زکریا کا چھٹا باب اسیری کے عہد کے بعد کا تصنیف شدہ ہے کتاب زکریا کے چھ باب کسی نامعلوم شخص کا اضافہ ہیں۔ یہودیوں کے مستقبل کے متعلق رویا اور پیش گوئیاں کی گئی ہیں۔

12۔ ملاکی۔ Malachi

پانچویں صدی میں ہوئے۔ اسرائیل کے نزدیک آخری نبی تھے۔ ان کے بعد دور انبیاء ختم ہو گیا۔ عبرانی بائبل کی یہ آخری کتاب ہے۔[5]

اسرائیل میں نبوت Prophecy in Israel

ابتداء میں اسرائیل میں نبوت (Prophecy) اور نبی کا تصور زیادہ پختہ نہ تھا۔ نبی کو بطور پیش بین Seer مانا جاتا تھا۔ گیارہویں صدی ق م میں سموئیل پیش بین اور مستقبل کے حالات بتانے والے نبی تھے۔ وہ مسائل کے حل کے لیے خوابوں اور غیب بینی (Divination) کا سہارا لیتے تھے اور پانسہ پھینک کر حالات بتاتے تھے۔ طالوت کو اس طرح سے بادشاہ مقرر کیا گیا۔ غیب بینی کا ایک ذریعہ مکاشفات اور ساحری تھا۔ جن عورتوں کے بارے میں مشہور ہوتا کہ ان پر جن عاشق ہیں ان سے فال نکلوائی جاتی تھی (Necromancy) اور اچھے برے حالات بتائے جاتے تھے۔

نبیوں کا ایک گروہ قضاۃ Judges اور دوسرے ناصری Nazarite کہلاتے تھے۔ یہ اسرائیل کی فوجی فتوحات کے لیے پیش گوئیاں کرتے۔ طالوت کے عہد میں نبیوں کا ایک طبقہ چل پھر کر پیش گوئیاں کرتا تھا۔ انہیں سیاح نبی Wandering Prophets کہا جاتا تھا۔ ایک طبقہ شاہی دربار سے مستقل وابستہ تھا۔

ایک وقت میں ایک سے زیادہ نبی ہوتے تھے۔ نبی بادشاہ پر اعتراض کر سکتا تھا۔ ناتن حضرت داؤد کا ہم عصر نبی تھا اس نے حضرت داؤد کے تخت کے باقی رہنے کی پیش گوئی کی لیکن بائبل کے بیان کے مطابق انہیں اوریاہ کے قتل اور اس کی بیوی کو اپنی بیوی بنانے کا مجرم قرار دیا (سموئیل دوم۔12)

کئی اسرائیلی انبیاء نے لوگوں کو شرک، بداعمالیوں، فسق و فجور، دیوتا پرستی، ظلم فساد اور برائی سے بچنے کی تلقین کی بائبل میں کئی پیغمبروں کی توحید کی تعلیم درج ہے۔ اور اسرائیلی معاشرے کی ابتری کا بیان ہے اس کے نتیجے میں اسرائیلی مصائب قومی بربادی اور محکومی کا شکار ہوئے۔ یہود کا خیال تھا کہ نبوت کا دور ملاکی نبی (پانچویں صدی ق م) 450-400 ق م کے ساتھ ختم ہو گیا۔[6]

حصہ سوم

تحریرات۔ Ketuviim یا Hagiographa

بائبل کے آخری حصے کا نام تحریرات ہے اس میں کتاب زبور، امثال وعظ وغیرہ شامل ہیں یہ ادبی تصانیف اور دانش مندی کے اقوال پر مبنی مواد ہے۔

مزامیر یا زبور۔ Psalms

زبور یا مزامیر دعائیہ نظموں اور مناجات پر مشتمل ہیں اس میں آدھے کے قریب حضرت داؤد کی تصنیف بتائے جاتے ہیں باقی دیگر لوگوں نے تصنیف کیے۔ دو تہائی زبورؔ کے مصنفین کے نام ابتداء میں درج ہیں۔ بعض ناقدین کا کہنا ہے کہ حضرت داؤد نے خود مزامیر تصنیف نہیں کیے وہ ایسی تصانیف کے سرپرست تھے عہد نامہ جدید میں عبرانی بائبل کی 283 کوٹیشن ہیں جن میں سے 116 زبور سے ہیں زبور کو حتمی شکل 150 ق م میں دی گئی۔

امثال۔ Proverbs

کتاب امثال میں اخلاقی تعلیم اور دانشمندی کی باتیں ہیں یہ کتاب حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے بعض اقوال آغور Agur اور لیموئیل Lamuel کے بتائے جاتے ہیں۔ 200 ق م سن تصنیف ہے۔

ایوب۔ Job

حضرت ایوب کے حالات نظم میں ڈرامے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں کتاب کا عہد تصنیف پانچویں یا چوتھی صدی ق م ہے۔ بعض اسے حضرت موسیٰؑ کی تصنیف بتاتے ہیں۔ جو غلط ہے بائبل کے سریانی Syraic ترجمے میں کتاب ایوب کو توریت کی پانچ کتابوں کے بعد کتاب یشوع سے پہلے رکھا گیا ہے۔

شعر ونثر کے پانچ مجموعے۔ Megillot (Scrolls)

(i غزل الغزلات۔ Song of Songs

محبت بھرا نغمہ۔ یونانی طرز فکر کا عکاس ہے حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے کہا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے 1005 نغمے لکھے لاطینی میں ان کو Canticles کہتے ہیں۔ یہ کتاب حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں کسی شخص نے لکھی اور ان کو مبینہ طور پر غلط روش اپنانے اور بتوں کی پوجا سے روکا۔

(ii راعوت۔ Ruth

نبیہ کی کتاب ہے اس میں ایک یہودی عورت کی داستان ہے جو خدا اور اسرائیلی قوم کی ہمدرد تھی عہد قضاۃ 1150 ق م

میں ترتیب دی گئی راعوت حضرت داؤد کی پڑدادی تھیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ کتاب سموئیل نبی کی تصنیف ہے۔

(iii نوحہ۔ Lamentation

یروشلم کی تباہی اور ہیکل کی بربادی (587ق م) پر دکھ بھرا نوحہ جرمیاہ نبی سے منسوب ہے۔

(iv واعظ۔ Ecclesiastes

نصیحت آمیز کلام۔ تیسری یا دوسری صدی ق م کی تصنیف ہے اور حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے عبرانی میں Qoheleth کہلاتی ہے۔

(v استیر۔ Esther

487ق م میں یہودی خاتون استیر ایران کے بادشاہ کی ملکہ بنی اس نے یہود کو قتل ہونے سے بچایا۔ اس زمانے میں یہودی عبادت خانے سنا گاگ بنے۔ یہ کتاب موردی کائی Mordecai کی تصنیف بتائی جاتی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مقابیوں کے عہد 130ق م کی تصنیف ہے کتاب میں خدا کا کسی طور پر ذکر نہیں۔

دانیال Daniel

چھٹی صدی ق م کی تصنیف ہے دانیال بابل کی حکومت میں ایک اچھے عہدے پر فائز تھے کتاب دانیال کے سات سے بارہ ابواب بعد کے اضافے ہیں جو ان کے مکاشفات پر مشتمل ہیں۔ بقیہ کتاب میں ان کے اور ان کے دوستوں کے بارے میں حکایات ہیں۔ آدھی کتاب تیسری یا ابتدائی دوسری صدی ق م کی تصنیف ہے جس میں ایرانی اور یونانی عہد کی کہانیاں ہیں۔ کتاب کا عہد 168ق م متعین کیا گیا ہے۔

عزرا۔ Ezra

کتاب عزرا میں جلاوطن یہود کے بابل سے یروشلم آنے کا ذکر ہے تاکہ دوبارہ ہیکل کی تعمیر کریں عزرا نبی 485ق م میں یروشلم آئے عزرا فقیہہ، کاتب اور پیشوا Priest کہلاتے تھے ان کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے گم شدہ توریت کو خدا کے حکم سے دوبارہ مرتب کیا یہ روایت درست نہیں سمجھی جاتی کتاب عزرا کی تصنیف کا عہد 300 - 250ق م ہے۔

نحمیہ۔ Nehmiah

کتاب نحمیہ میں پانچویں صدی ق م کے وسط کے حالات ہیں۔ نحمیہ یہودہ میں ایرانی حکومت کے مقرر کردہ گورنر تھے عزرا کے تیرہ سال بعد یروشلم آئے۔ یہودی ربیوں نے اپنی مقدس کتب کا بڑا حصہ اسی عہد میں مرتب کرنا شروع کیا۔ نحمیہ کو دینی معاملات میں بہت دلچسپی تھی انہوں نے توریت کی نقول تیار کرنے کے لیے کاتب مقرر کیے۔ ان کو سوفرم

Sopherim کہتے تھے ربی توریت کے عالم تھے۔

ایام یا تواریخ اول Chronicle - I

اس میں اسرائیل کی تاریخ حضرت داؤد کے عہد تک (گیارہویں صدی ق م) درج ہے تصنیف کا عہد 300-250 ق م ہے۔

ایام یا تواریخ دوم Chronicle - II

ایام اول کا واقعاتی تسلسل آگے بڑھایا گیا ہے۔ سلطنت یہودہ کے بادشاہوں کا تذکرہ ہے بابل کی ایران کے ہاتھوں شکست اور کتاب سلاطین پر مشتمل واقعات بیان کیے گئے ہیں۔[7]

II یہود کے مذہبی ادارے Religious Institutions

یہودی اکابر، احبار و رہبان نے اپنے مذہبی اقتدار اور تسلط کو برقرار رکھنے کے لیے کئی ادارے قائم کر رکھے تھے ان میں پہلا باقاعدہ ادارہ عظیم سناگاگ تھا۔

عظیم سناگاگ The Great Synagogue

ایک روایت کے مطابق یہودیوں کی اہم کونسل جس کے 120 ممبران تھے نحمیہ نبی نے 410 ق م میں قائم کی عزرا نبی اس کے صدر تھے اس کا مقصد بابل سے آنے والے یہودی مذہبی ضروریات پورا کرنا اور ان کی رہنمائی کرنا تھا۔ دوسرا مقصد عہد نامہ قدیم کی کتب کو حتمی شکل دینا تھا۔ یہ ادارہ 275 ق م تک موجود رہا اس کے بعد سنھد رین Sanhedrin قائم ہوئی۔

سنھد رین Sanhedrin

تیسری صدی ق م میں یہودی اکابر اور ربیوں کی کونسل سنھد رین Sanhedrin قائم ہوئی حضرت عیسیٰؑ کے وقت یہ ادارہ موجود تھا جس کے ستر ممبران تھے یہ حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کرانے کے درپے تھے ان میں اکثریت صدوقی ربیوں کی تھی کچھ فریسی تھے کچھ کاتب اور بااثر یہود تھے اس کا سربراہ عظیم کاہن High Priest تھا ہیکل کی تباہی (70 عیسوی) کے بعد اس کا اثر ختم ہو گیا ربیوں نے جلد ہی یروشلم کے قریب جانمیا میں نئی کونسل قائم کر لی۔ جوہانن ذکائی Johanan Zaccai نے اس کے قیام میں حصہ لیا۔ یہ ایک ہائی کورٹ اعلیٰ قانون ساز ادارہ اور اکابر Peers کی اسمبلی تھی۔ اس کا صدر ناسی Nasi یا پرنس کہلاتا تھا انہوں نے زبانی روایات اور مقدس نوشتوں کی شرح و تفاسیر میں حصہ لیا۔ 140ء میں سنھد رین کا گلیل میں اجلاس ہوا اس کے بعد 170ء میں سنھد رین نے یہودہ اول Judah - I کو اس کا بطریق Patriarch بنایا اس کے تحت ربیوں کا قانون اور کتاب مشنہ کا کوڈ مدون ہوا۔

سناگاگ Synagogue

ہیکل کی پہلی تباہی 587ق م کے بعد یہودیوں نے چھوٹے چھوٹے علاقوں میں عبادت خانے سناگاگ قائم کر لئے ان کے سربراہ یہودی ربی تھے ان ہی کی طرز پر عیسائیوں نے ابتدائی دور میں اپنے عبادت خانے قائم کیے۔

III یہودی فرقے Jewish Sects

یہودیوں کے بعض اہم فرقے مندرجہ ذیل تھے۔

فریسی Pharisees

فریسی فرقہ کا ظہور تیسری صدی ق م میں ہوا رومیوں کے خلاف یہودی سرفروش جماعت مقابیوں کی بغاوت 167ق م سے پہلے یہود کے بہت سے گروہ یونانی تہذیب وتمدن، زبان اور ادب کے شیدائی تھے انہوں نے کئی مشرکانہ رسوم ورواج اپنائے فریسی فرقہ یونانی تہذیب کے خلاف ردعمل کے طور پر ابھرا ان کا مقصد موسوی قانون پر یہود کو کاربند کرنا تھا حضرت مسیحؑ کے زمانے میں انہوں نے ظاہری طور طریقے اپنا رکھے تھے فریسی یہودی اکابر کی غیر تحریری (زبانی) روایات کو بہت اہمیت دیتے تھے یہودی مورخ جوزیفس Josephus لکھتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے وقت چھ ہزار فریسی موجود تھے عوامی قیادت کے لیے ان کی صدوقیوں سے کش مکش رہتی تھی۔

حضرت عیسیٰؑ نے فقیہوں اور فریسیوں کو بار بار بہت سخت الفاظ میں مخاطب کیا اور ان کی ریاکاری اور بے دینی کا پول کھولا۔ انہوں نے ان کو کہا کہ اے سانپو اور افعی کے بچو تم جہنم کی سزا سے کیوں کر بچو گے۔ (متی باب 23)

صدوقی Sadducees

فریسیوں کی طرح صدوقی فرقے نے بھی تیسری صدی ق م میں جنم لیا۔ ان کا یونانی رسوم ورواج سے بہت لگاؤ تھا ان کے خیالات لادینیت پر مبنی تھے وہ یونانی حکمرانوں کے ہمنوا تھے مقابی یہود کی بغاوت میں ان کا کوئی کردار نہ تھا۔ اگرچہ وہ یہود کے اصلی قائد ہونے کے دعویدار تھے لیکن زبانی روایات کو تحریری کتب پر ترجیح دیتے تھے۔[8] ان کی تعداد کم تھی لیکن بہت بااثر اور دولت مند تھے ان کا سنھیدرین پر بڑا اثر تھا۔ یہ حضرت مسیحؑ کی آمد کے منتظر تھے۔

سامری Samartian

یہ یہود کی ایک الگ جماعت تھی۔ کوہ گرزیم پر انکا اپنا ہیکل تھا یہ صرف توریت کو مانتے تھے۔

اسینی Essene

یہود کے اسینی فرقے کے متعلق اہم معلومات 1948 کے لگ بھگ ملیں جب وادی قمران کے صحائف دریافت ہوئے اسی مقام پر ان کا مرکز تھا۔ یہودی مورخ جوزی فیس کہتا ہے کہ اسینی روح کے لافانی ہونے اور قسمت کے تبدیل نہ ہونے پر یقین رکھتے تھے ان کی تعداد چار ہزار تھی سفید کپڑے پہنتے تھے ان کی 150 ق م سے 68ء تک کی دستاویزات ملی ہیں۔ان میں ایک نجات دہندہ کے آنے کا ذکر ہے۔

مذہبی جوشیلے یا سرفروش Zealots

یہودیوں کا ایک گروہ Zealots تھا جو مذہبی تشدد پسند تھا۔حضرت مسیحؑ کی آمد کے منتظر تھے ان کے رہنما بار قشبہ نے 132ء سے 135ء تک رومیوں کے خلاف بغاوتیں کیں جن کو کچل دیا گیا۔

ہیروڈین Herodian

رومن عہد میں ایک اور مذہبی گروہ Herodian پیدا ہوا جو رومی قیصر ہیروڈ کے حامی تھے اور ان سے تعاون کرتے تھے۔[9]

IV اہم یہودی کتب Hebrew Literature

یہودیوں کے مذہبی لٹریچر میں عبرانی بائبل کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب اہم ہیں۔

مشنہ Mishnah

200ء میں گلیل میں مدون ہوئی یہودی ربیوں کی تورات کا مجموعہ ہے اس کے چھ حصے ہیں جو عبادات، مقدس ایام، خاندانی معاملات قربانیوں اور طہارت کے مسائل پر مشتمل ہیں۔

گمارا Gamara

مشنہ کی تفسیر تیسری اور پانچویں صدی میں تیار ہوئی۔

تالمود Talmud

توریت کے زبانی قوانین کا مجموعہ ہے اس میں کہانیاں، مذہبی قوانین اور اخلاقی ضابطے ہیں تالمود دو ہیں۔ایک تالمود یروشلم جو 400ء میں مکمل ہوئی اور دوسری بابلی تالمود جو 500ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

ہگادا Haggada

لفظی معنی قصہ یا کہانی کے ہیں یہ مشنہ کا قانون سے الگ حصہ ہے۔ بابلی تالمود کا 1/3 حصہ اور یروشلم تالمود کا 1/6 حصہ ہگادا پر مشتمل ہے۔

ہلاخہ Halakha

مشنہ کی زبانی روایات اور قانونی نظائر۔ ربیوں کی قانون کے متعلق رائے پر مبنی ہے

مدراش Midrash

مقدس کتاب بائبل کے قانون کی تشریح وتفسیر ہے۔ تیسری سے چھٹی صدی عیسوی میں مکمل ہوئی مشنہ کے مسائل دو الگ الگ کتب میں جمع کیے گئے ایک توفستا Tosefta اور دوسری مدراشیم Midrashim کہلاتی ہے۔

یہ یہودیت کے مذہبی لٹریچر کا اجمالی تعارف ہے۔ ہر کتاب کی الگ مذہبی اہمیت ہے ان کے علاوہ بائبل اور بعض کتب کی تشریحات' توضیحات اور تفاسیر پر مشتمل بہت بڑا ذخیرہ ہے جو زیادہ تر آرامی زبان میں ہے اور ترگوم کہلاتا ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں یہودی تصوف اور باطنیت قبالہ Kabalah نے عقائد کی دیگر کتب پر برتری حاصل کر لی۔ اس نے یہودیت میں ایک نئے فکر کی بنیاد ڈالی فری میسنری کی بنیاد بابلی تالمود کے قصے اور قبالہ ہے۔[10]

حواشی

1. Robert H. Pfeiffer, Introduction to Old Testament, Ny, 1948
2. پادری جی ٹی منگلی ایم اے، ہماری کتب مصدقہ مترجمین ہے ایس ایم الدین اینڈ سنز کے ایل ناصر، لاہور 1958 صفحات 28-31
3. Encyclopedia Brittanica-1974 - Bible.
4. Encyclopedia of Religion-1987 - Isaiah.
5. Robert Seltzer, Jewish People, Jewish Thought, The Jewish Experience in History, Ny, 1980 P.45.
6. Encyclopedia of Religion - Israel & Prophecy.
   S.R. Driver, An Introduction to the Literature of the Old Testament, NY, 1956.
7. Samuel Sandmel, Judaism and Christian Beginning Ny, 1978.
8. Encyclopedia of Religion, 1987-Torah
9. Encyclopedia Brittanica - Jews, Isaiah.
10. بشیر احمد، فری میسنری اسلام دشمن یہودی تنظیم، اسلامک سٹڈی سنٹر راولپنڈی، 2001

Suggested Readings

☆ H. E. Ryle, The Canon of the OT, London, 1895

☆ R.L. Ottley, Some Aspects of the OT, 1897

☆ J. Orr, The Problem of the OT, 1907

☆ Y. Kaufmann, The Religion of Israel, tran. by Moshe Greenberg, Chicago, USA, 1960

باب 12

اپوکریفا یا غیر مستند کتب Apocrypha

250 ق م سے 200ء کے زمانے میں یہودی کی مذہبی کتب کا ایک طومار منظر عام پر آیا ان کتب میں عہد نامے، وعظ، مستقبل کی پیش گوئیاں، رویا وغیرہ کے مجموعے شامل تھے۔ یہ کتب فلسطین، مصر، بابل اور شام میں پھیلائی گئیں۔ 90ء میں جب یہودی بائبل کو آخری صورت دی جارہی تھی اور اس کی تین حصوں توریت۔ انبیاء اور تحریرات (زبور وعظ وغیرہ) میں تقسیم ہورہی تھی کتب کے یہ مجموعے زیر گردش تھے اور بعض یہودی اور عیسائی جماعتوں میں مقبولیت حاصل کر چکے تھے۔

اپوکریفا یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی مخفی یا پوشیدہ کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے وہ 13 کتابیں مراد لی جاتی ہیں جن کو یہودیوں نے غیر مستند قرار دے کر مسترد کر دیا پرٹسٹنٹ ان کو مسلمہ مذہبی کتب نہیں مانتے لیکن رومن کیتھولک ان میں سے 11 کتب کو اپنی بائبل میں شامل کرتے ہیں۔ یہودی کی عبرانی بائبل میں یہ کتب شامل نہیں لیکن یونانی ہفتادی ترجمے میں موجود ہیں[1]

ایک اور اصطلاح جو غیر مستند کتب کے لیے استعمال کی جاتی ہے وہ Pseudepigrapha ہے یعنی وہ تمام کتب جن کو نہ تو مصدقہ بائبل میں شامل کیا گیا اور نہ ہی وہ اپوکریفا میں موجود ہیں ان کتب کے مصنفین نے ان کو خود تصنیف کر کے ان کی بائبل کی شخصیات اور اہم مذہبی رہنماؤں سے نسبت دے دی تا کہ ان کو آسانی سے مقدس مان لیا جائے ان کی بڑی تعداد تھی جن میں سے تھوڑا حصہ باقی بچا ہے۔[2]

عبرانی نوشتے Hebrew Scriptures یعنی عہد نامہ قدیم کی تکمیل کا دور تقریباً آٹھ سو سال (950 ق م سے 165 ق م) پر محیط سمجھا جاتا ہے ان نوشتوں کے علاوہ یہودیوں نے ایک کثیر مذہبی لٹریچر تیار کیا۔ یہ تصانیف یہودیوں کی مختلف جماعتوں نے مختلف سیاسی، معاشرتی اور مذہبی ماحول میں تیار کیں۔ اور زیادہ تر یونانی زبان میں تھیں۔ یہ یہود کے یونانی دور حکومت 313 ق م۔ 167 ق م کی پیداوار تھیں۔ عہد نامہ عتیق کی 24 کتب کا اپوکریفا سے گہرا تعلق ہے کئی یہودی اور عیسائی گروہ ان کتب کو طویل عرصے تک مستند قرار دیتے رہے۔ ان کے اقتباسات کو دعاؤں اور عبادات میں پڑھا گیا۔ یہودیوں نے عبرانی بائبل کو حتمی شکل دینے کے بعد ان تحریرات کو اپوکریفا کا نام دیا وگرنہ یہ کتب موجودہ مسلمہ کتب کے ساتھ ساتھ موجود تھیں۔ بعض اب بھی عیسائیوں کے نزدیک مستند ہیں پہلی صدی عیسوی تک مستند اور غیر مستند کی کوئی تفریق موجود نہ تھی۔ ربیوں نے اپنے وضع کردہ اصولوں کی بناء پر یہ تفریق پیدا کی۔ بائبل کی تکمیل انسانی قیاس اور فیصلے Judgement پر مبنی تھی۔

یہودیوں نے جب مصدقہ مذہبی کتب کو حتمی شکل دے دی تو انہوں نے باقی کتب وصحائف کے ذخیرے کو مسترد کر

دیا جس کی وجہ سے یہ کتب رفتہ رفتہ اپنی اہمیت اور افادیت کھونے لگیں اصل مسودات وقت کے ساتھ ساتھ گم اور ناپید ہونے لگے لیکن جب بائبل کے دوسری زبانوں میں ترجمے ہوئے تو ان میں سے کئی کتب وصحائف دوبارہ منظر عام پر آ گئے۔ انیسویں صدی کے آخر میں جب محققین نے بائبل کے مطالعے کی نئی طرح ڈالی اور بہت سے قدیم صحائف خصوصاً وادی قمران کے صحائف دریافت ہوئے اور تحقیق وتصنیف کے سائنسی انداز سامنے آئے تو بائبل پر تحقیق جدید کے بانیوں نے یہ حقیقت واضح کی کہ یہودیت کی تاریخ کے ایک اہم دور (250 ق م سے 200ء) اور ابتدائی عیسائیت (پہلی چار صدیوں) کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ممکن نہیں اگر ہم ان کتب اور صحائف یعنی اپوکریفا اور نام نہاد غیر مستند لٹریچر کو نظر انداز کر دیں۔

اپوکریفا کی اصطلاح چوتھی صدی عیسوی تک خفیہ یا پوشیدہ کتب کے لیے مستعمل نہ تھی بلکہ ان کو ان تحریرات کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جو مسترد شدہ اور غیر مصدقہ کتب ہیں لیکن مسیحی رہنما جیروم Jerome نے یہ اصطلاح ایسے مذہبی مواد کے لیے استعمال کی جو مصدقہ مذہبی کتب کے علاوہ ہیں لیکن اس کو الہامیت پر مبنی کتب کے لیے استعمال نہیں کیا گیا قریب قریب یہی موقف پروٹسٹنٹ فرقے کا ہے لیکن رومن کیتھولک کلیسا نے کونسل آف ٹرنٹ 8-4 اپریل 1546 کے بعد اپوکریفا کی گیارہ کتب کو قبول کر لیا۔ جن کلیساؤں نے ان کو مانا انہوں نے ان کو مسلمہ مذہبی کتابوں کی بجائے ثانوی مذہبی کتب Deutro-Canonical Books قرار دیا ہے ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ کتب الہام کے زیر اثر مرتب ہوئیں مشرقی عیسائیوں کا یہی موقف ہے اپوکریفا کو کیتھولک فرقے نے سرکاری طور پر منظور کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتب بائبل کے لاطینی ترجمے ولگیٹ Vulgate میں موجود ہیں۔ یہ ترجمہ مسیحی رہنما جیروم نے چوتھی صدی عیسوی میں کیا۔[3]

یہودی اپوکریفا کی تعداد 13 ہے اور غیر مصدقہ قرار دی جانے والی دیگر کتب جو اپوکریفا سے علاوہ ہیں ان کی تعداد 52 ہے یہ کتابوں کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے جس کو یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔[4] یہ ذخیرہ حادثاتی یا جعلی طور پر تیار نہ ہوا بلکہ اس کی کئی سیاسی اور مذہبی وجوہات تھیں۔ اپوکریفا چوتھی صدی ق م سے پہلی صدی عیسوی کے آخر تک وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتے رہے کئی ماہرین ان کا عہد 300 ق م سے 70ء بتاتے ہیں جب ہیکل تباہ ہوا۔ یہ تمام کتب سامی Semitic زبانوں میں ہیں سوائے حضرت سلیمانؑ کی کتاب دانش Wisdom of Solomon اور کتاب مقابیاں Maccabees جو شاید یونانی میں لکھی گئیں اس بات پر محققین کا اتفاق ہے کہ یہودی بابل کی اسیری کے دوران یعنی چھٹی صدی ق م میں بابل میں ایسی کوئی کتاب تحریر نہ ہوئی اور تمام کتب (دو کے سوا) فلسطین میں تیار ہوئیں۔ یہ دو کتب مصر میں تیار ہوئیں جہاں سکندریہ کے علاقے میں یہودیوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

اپوکریفا کا یہودی پروٹسٹنٹ، رومن کیتھولک اور دیگر کلیساؤں میں کیا مذہبی درجہ ہے۔ پہلے ہم اس کو پیش کرتے ہیں پھر اپوکریفا پر مزید روشنی ڈالی جائے گی۔

The Pseudepigrapha, Arranged by Category

Apocalyptic Literature and Related Works

1. Ethiopic *Apocalypse of Enoch (1 Enoch)*
2. Slavonic *Apocalypse of Enoch (2 Enoch)*
3. Hebrew *Apocalypse of Enoch (3 Enoch)*
4. *Sibylline Oracles*
5. *Treatise of Shem*
6. *Apocryphon of Ezekiel*
7. *Apocalypse of Zephaniah*
8. *Fourth Book of Ezra (4 Ezra)*
9. *Apocalypse of Ezra*
10. *Vision of Ezra*
11. *Questions of Ezra*
12. *Revelation of Ezra*
13. *Apocalypse of Sedrach*
14. Syriac *Apocalypse of Baruch (2 Baruch)*
15. Greek *Apocalypse of Baruch (3 Baruch)*
16. *Apocalypse of Abraham*
17. *Apocalypse of Adam*
18. *Apocalypse of Elijah*
19. *Apocalypse of Daniel*

Testaments

1. *Testaments of the Twelve Patriarchs*
2. *Testament of Abraham*
3. *Testament of Isaac*
4. *Testament of Jacob*
5. *Testament of Job*
6. *Testament of Moses*
7. *Testament of Solomon*
8. *Testament of Adam*

Expansions of Biblical Stories and Other Legends

1. *Letter of Aristeas*
2. *Jubilees*
3. *Martyrdom and Ascension of Isaiah*
4. *Joseph and Aseneth*
5. *Life of Adam and Eve*
6. *Pseudo-Philo*
7. *Lives of the Prophets*
8. *Ladder of Jacob*
9. *Fourth Book of Baruch (4 Baruch)*
10. *Jannes and Jambres*
11. *History of the Rechabites*
12. *Eldad and Modad*
13. *History of Joseph*

Wisdom and Philosophical Literature

1. *Ahiqar*
2. *Third Book of the Maccabees (3 Maccabees)*
3. *Fourth Book of the Maccabees (4 Maccabees)*
4. *Pseudo-Phocylides*
5. *Syriac Menander*

Prayers, Psalms, and Odes

1. Five More Psalms of David (Psalms 151–155)
2. *Prayer of Manasseh*
3. *Psalms of Solomon*
4. Hellenistic Synagogal Prayers
5. *Prayer of Joseph*
6. *Prayer of Jacob*
7. *Odes of Solomon*

اپوکریفا کی 13 کتب کے علاوہ 52 کتابیں جن کو یہودیوں نے غیر مستند لٹریچر قرار دیا



Culver Service

Bible. This scroll of the Pentateuch is held in high veneration

تورات کا ایک سکرول

اپوکریفا کی حیثیت

یہودی اپوکریفا کی کسی کتاب کو نہیں مانتے۔ ان کی عبرانی بائبل میں کوئی کتاب موجود نہیں البتہ مصر کی یہودیت کی بائبل کے ہفتادی یونانی ترجمہ میں بعض کتب موجود تھیں۔

پروٹسٹنٹ

پروٹسٹنٹ فرقے ان کو نہیں مانتے لیکن اخلاقی تعلیم کے لیے ان کے مطالعے کی اجازت دیتے ہیں۔

رومن کیتھولک

رومن کیتھولک فرقہ اپوکریفا کی 13 میں سے 11 کتب کو عہد نامہ قدیم کا حصہ سمجھتا ہے اس کا فیصلہ کونسل آف ٹرنٹ میں 1546ء میں ہوا۔

مشرقی آرتھوڈوکس چرچ

اس میں یونانی اور روسی چرچ شامل ہیں۔

(i) یونانی چرچ۔ نہ تو ان کتب کو بائبل کی مصدقہ کتب کی طرح سمجھتا ہے اور نہ ہی مذہبی نوشتوں سے خارج قرار دیتا ہے البتہ ان کی تقدیس کے مختلف درجات مقرر کرتا ہے۔

(ii) روسی چرچ۔ جس طرح یونانی چرچ ان کتب کو مانتا ہے ویسے ہی روسی چرچ مانتا ہے۔

آرتھوڈوکس اورینٹیل چرچ

i آرمینیا چرچ

اپوکریفا کو عہد نامہ قدیم میں شامل قرار دیتا ہے۔

ii قبطی چرچ

اپوکریفا کی تمام کتب کو مسترد کرتا ہے۔

iii حبشہ چرچ

اپوکریفا کی کتاب حنوک اول اور کتاب جوبلیز Jubliees کو مذہبی تکریم کی حامل قرار دیتا ہے لیکن عزرا دوم اور کتاب یشوع بن سیراخ کو شامل نہیں کرتا۔

iv شامی چرچ

اپوکریفا کو نہیں مانتا لیکن انہیں مذہبی کتب اور اخلاقی اصلاح کے رہنما اصول قرار دیتا ہے۔

اس بحث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اپوکریفا کے متعلق یہودیوں اور عیسائیوں کے نقطہ نظر میں بہت فرق ہے یہودی اور قبطی چرچ ان کو بالکل مسترد کرتا ہے۔ پروٹسٹنٹ اور شامی کلیسیا ان کو نہیں مانتا لیکن کسی قدر مذہبی اور اخلاقی اہمیت کا حامل سمجھتا ہے۔ رومی کلیسا ان کو بائبل میں شمار کرتا ہے لیکن وہ درجہ عطا نہیں کرتا جو عہد نامہ قدیم کی دیگر کتب کو حاصل ہے۔
[4]

کتب کے نام Apocryphal Writings

اپوکریفا یا غیر مستند کتب کے نام اور ان کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کی نوعیت واضح ہو سکے۔

1. Addition to Esther	1۔ کتاب آستر کے اضافے
2. Prayer of Azariah and Songs of Three Young Men	2۔ عزریا کی دعا اور تین جوانوں کے گیت [4A]
3. Susanna	3۔ سوسانہ
4. Baal and Dragon	4۔ بعل اور اژدھا [4A]
5. I Baruch	5۔ باروخ اول
6. Letter of Jermiah	6۔ یرمیاہ کا خط [4B]
7. Tobit	7۔ توبت
8. Judith	8۔ جودتھ
9. 2- Ezra	9۔ عزرا دوم [4C]
10. Ben Sirah	10۔ بن سیراخ
11. Wisdom of Solomon	11۔ سلیمان کی دانشمندی
12. Maccabee -I	12۔ مقابی اول
13. Maccabee -II	13۔ مقابی دوم

اپوکریفا کا تعارف Introduction

اپوکریفا کی نو کتابوں کو قصے کہانیاں، رومانی داستانیں اور عبرانی نوشتوں میں اضافے قرار دیا گیا ہے باقی فلسفہ اور تاریخ پر مبنی ہیں ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

1۔ جرمیاہ کا خط Letter of Jermiah

یہ خط شاید عبرانی یا آرامی زبان میں تحریر ہوا۔ اپوکریفا میں سب سے قدیم ہے قمران کے صحائف میں اس کا ایک نسخہ ملا ہے اس کا سن تصنیف 323 ق م سے 100 ق م ہوسکتا ہے۔

جرمیاہ نبی سے منسوب یہ منظوم خط 72 یا 73 اشعار پر مشتمل ہے اور خط سے زیادہ خطبہ ہے جس کو یہودیوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ بتوں کی پوجا نہ کریں اس خط کا حوالہ عہد نامہ قدیم کی کتاب جرمیاہ باب 29 23:1 میں مذکور ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جرمیاہ نبی نے بابل میں قید کے وقت صاحب حیثیت لوگوں کو یہ خط لکھا۔

2۔ توبت Tobit

یہ کتاب پہلے آرامی زبان میں تھی بعد میں عبرانی میں منتقل کی گئی اس کا عہد 180 ق م ہے اس کو فلسطین میں تحریر کیا گیا۔ یہ ایک رومانوی داستان ہے اس کا مواد نیم تاریخی ہے توبت ایک مخلص اسرائیلی تھا جو نینوا میں اسرائیلیوں کی لاشیں اکھٹی کر کے دفن کرتا تھا کھلے آسمان کے نیچے سونے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں چڑیوں کی بیٹ پڑ جاتی تھی جس سے وہ اندھا ہوگیا وہ دعا کرتا کہ وہ مر جائے۔ اس کی دعا کے وقت سارہ نامی یہودی عورت اس کے قریب موجود ہوتی ہے وہ بھی دعا کرتی ہے کہ وہ مر جائے کیونکہ اس کے سات شوہر مختلف اوقات میں مر چکے تھے۔ پریشان حال توبت کو یاد آتا ہے کہ میدیا ایران میں ایک شخص کے پاس اس کے دس چاندی کے سکے ہیں وہ اپنے بیٹے کو روانہ کرتا ہے کہ سکے لائے اس کا بیٹا روانہ ہوتا ہے اس کی مدد رافیل فرشتہ کرتا ہے۔ وہ سکے لے آتا ہے اور سارہ سے شادی کر لیتا ہے۔ یہ سب نینوا سے چلے جاتے ہیں اور سارہ کے گاؤں میں رہنے لگتے ہیں نینوا کو وہ بری سرزمین کہتے ہیں۔

3۔ جودتھ Judith

یہ نصیحت آمیز وعظ ہے جو 150 ق م میں فلسطین میں عبرانی زبان میں تیار ہوا جودتھ ایک اسرائیلی خاتون ہے جو یہودیوں کو دشمنوں سے لڑنے کے لیے رغبت دلاتی ہے اور خدا کا قانون ماننے پر زور دیتی ہے۔ یونانی حکمرانوں کے خلاف پرجوش یہودیوں کی جماعت مقابیوں کے زمانے (167 ق م) میں اس کہانی کو عام کیا گیا۔

4۔ عزرا دوم 2 Ezra

یہ کتاب عبرانی یا آرامی زبان میں ہے یہ اس عہد 150 ق م یا 100 ق م کی کتاب ہے جب یہودی اپنی مقدس

کتب تواریخ دوم، کتاب عزرا، کتاب نحمیہ تحریر کر رہے تھے اس میں یہودیوں کی بابل میں جلاوطنی کی داستان ہے اس میں تین سوال اٹھائے گئے ہیں۔ شراب، عورت اور بادشاہ ان تینوں میں کون زیادہ طاقتور ہے اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ تینوں نہیں بلکہ سچائی سب سے زیادہ طاقتور ہے اس میں عزرانبی اور ہیکل کی تعریف کی گئی ہے۔

ہفتادی یونانی ترجمہ میں عزرا دوم اسدراس اول اور لاطینی ترجمہ ولگیٹ میں اسدراس سوم کے طور پر شامل ہے۔

5۔ کتاب استیر کے اضافے Addition to Esther

کتب استیر کے اضافے کوئی الگ کتاب نہیں بلکہ ایک یونانی نسخے میں چھ اضافے ہیں اس نسخے میں یونانی بادشاہ ارتازریس کے یہود پر مظالم، اس کے خطوط اور اسرائیلی بزرگ مارڈی کائی Mardicai کی خوابیں شامل ہیں۔ جو 107 اشعار پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب یروشلم میں 104 ق م میں تیار ہوئی بعض جصے مصر میں تحریر ہوئے جو 167 ق م اور 160 ق م کا زمانہ ہوسکتا ہے ان اضافوں کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودی بدکار قوم نہیں یہ مقدس قانون کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔

6۔ عزاریا کی دعا اور تین جوانوں کے گیت

Prayer of Ezariah and the Songs of three Young Men

کتاب دانیال میں اس کو شامل کیا گیا ہے یہ کہانیاں پہلے عبرانی یا آرامی میں تھیں بعد میں یونانی میں منتقل کی گئیں۔ عہد تصنیف 164 ق م ہے جو کتاب دانیال کا عہد ہے یہ اضافے 164 ق م سے 100 ق م کے درمیان ہوئے عزاریا کی دعا میں خدا کی وحدانیت اور عدل کا بیان ہے اور تین جوانوں کی شہادت کا تذکرہ ہے جو دعائیں کرنے میں مخلص تھے۔ کتاب دانیال میں ظالم بادشاہوں کے برے کاموں اور اسرائیلیوں کی سونے کے بچھڑے کو پوجنے کی مذمت ہے۔

7۔ سوسانہ Susanna

کتاب دانیال سے پہلے کتاب سوسانہ مرتب ہوئی یہ 164 اشعار پر مشتمل ایک داستان ہے اس کا عہد دوسری صدی ق م ہے۔ سوسانہ ایک نہایت حسین عورت تھی جب وہ نہا رہی تھی تو دو بااثر آدمی اس کے پاس آگئے ان کو دیکھ کر اس نے شور مچانا شروع کر دیا جب لوگ اکٹھے ہوگئے تو وہ سوسانہ کو پکڑ کر عدالت میں لے گئے عام لوگوں اور ججوں نے اس کی کوئی بات نہ سنی اور اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا خدا نے اس کی آہ وزاری سن لی ایک جوان دانیال نے ججوں سے درخواست کی کہ الزام لگانے والے شخص پر اس کو جرح کی اجازت دی جائے اس نے اپنی عقل مندی اور خدا کی مدد سے اس الزام کو غلط ثابت کر دیا کہانی کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا پارسا عورتوں کی مدد کرتا ہے اور یونانی عدالتوں میں یہودیوں اور عورتوں کو انصاف مل جاتا تھا۔

8۔ بعل اور اژدھا Baal or Bal and the Dragon

یہ کہانی 124 اشعار پر مشتمل ہے اس میں الگ الگ قصے ہیں پہلی کہانی میں دانیال بتاتے ہیں کہ بعل دیوتا کو جو کھانے کی اشیاء نذر کی جاتی ہیں انہیں یہودیوں کے مذہبی رہنما ان کی عورتیں اور بچے بعل کے معبد میں جا کر کھا لیتے تھے۔ اس کا ثبوت ان کے قدموں کے نشان ہیں جو راکھ پر نمایاں ہوتے تھے۔ بابل کا یونانی بادشاہ خفیہ دروازوں سے اس کا پتہ لگا لیتا ہے اور انہیں سزا دیتا ہے دانیال کو کہتا ہے کہ بعل کے معبد کو توڑ دے۔

دوسری کہانی بعل کے معبد کو توڑنے کی ہے دانیال اس کو توڑتا ہے یہ معبد اژدھا کی شکل کا تھا۔ دانیال پر مصیبتیں آتی ہیں۔ اس کو شیر کی کچھار میں پھینک دیا جاتا ہے لیکن وہ زندہ رہتا ہے۔ اور حبقوق نبی فرشتہ کی مدد سے بابل آ کر اس کو کھانا کھلاتا ہے۔ بادشاہ دانیال کو رہا کر دیتا ہے اور اس کے دشمنوں کو غار میں ڈال دیا جاتا ہے بادشاہ مانتا ہے کہ دانیال کا خدا عظیم ہے کتاب میں بتوں کی پوجا کی مخالفت اور خدا کی عبادت پر زور دیا گیا ہے۔

9۔ باروخ اول 1 Baruch

یہ کتاب عبرانی یا یونانی میں مرتب کی گئی جدید نقادوں کا خیال ہے کہ اس کا کچھ حصہ عبرانی میں اور کچھ حصہ یونانی میں تھا۔ یہ دوسری یا پہلی صدی عیسوی کی تصنیف ہے جو فلسطین میں تیار کی گئی یہ کتاب نظم اور نثر دونوں میں ہے اس میں گناہوں کے اقرار اور خدا سے رحم کی التجا ہے۔ بعض محققین اس کا عہد تصنیف 180 سے 100 ق م متعین کرتے ہیں۔ اس میں یونان میں فروغ پانے والی یہودیت کا تذکرہ ہے۔ باروخ جرمیہ نبی کا کاتب تھا۔

10۔ بن سارہ یا یشوع بن سراخ Bin Sira

کتاب بن سارہ میں یونانی عہد کی یہودیت کا تذکرہ ہے یہ کتاب اور کتاب سلیمانؑ کی دانشمندی ایک ہی مصنف کی تصانیف ہیں لیکن موضوع مختلف ہے۔ بن سارہ عبرانی میں ہے۔ اور یروشلم میں مرتب ہوئی عہد تصنیف 180 ق م ہے اس کے عبرانی متن کے بعض کٹے پھٹے نسخے 1964 میں دریافت ہوئے قمران کے نسخے اس عہد (180 ق م) سے پہلے کے ہیں اس کے 51 باب ہیں۔

کتاب میں یہودیت کی تعریف اور یونانی مذاہب کی مذمت ہے بن سارہ مرنے کے بعد کی زندگی کو نہیں مانتا حضرت مسیحؑ کی آمد اور فرشتوں پر ایمان کا ذکر نہیں کرتا اس میں یہودیوں کے صدوقی فرقے کے عقائد کا تذکرہ ہے۔

11۔ سلیمانؑ کی دانشمندی Wisdom of Solomon

یہ کتاب یونانی میں مرتب ہوئی اس میں غیر یہودی خیالات اور فلسفہ بیان ہوا ہے جو سکندریہ کے فلسفی فلو کے خیالات کا مظہر ہے۔ مصنف غیر یہود کو مخاطب کرتا ہے اسکا عہد پہلی صدی عیسوی کا نصف اول یا 100 ق م ہے کتاب میں زیادہ تر قدیم اسرائیلی اکابر کی دانشمندی کا یونانی فلسفہ سے تقابل پیش کیا گیا ہے۔ افلاطون کے نظریہ روح کی لافانیت

بیان کی گئی ہے۔ اس میں آئندہ کی زندگی کا ذکر نہیں بعض یونانی افکار کو حضرت سلیمان کی دانشمندی پر محمول کیا گیا ہے۔

12۔ مقابی اول I Macabees

مقابی سرفروش یہودی تھے جنہوں نے 167 ق م میں یونانی اقتدار کے خلاف بغاوت کی اور آزادی حاصل کی اور سو سال تک آزاد رہے۔ یہ یونانی عہد کے یہودی لٹریچر کا حصہ ہے۔

یہ کتاب 116 ابواب پر مشتمل ہے اور فلسطین میں مرتب ہوئی اس میں مقابیوں کی فتوحات، یہودیت کی تاریخ اور شرک کی مذمت ہے مگر کہیں جی اٹھنے کا ذکر نہیں[6]۔

13۔ مقابی دوم II Macabees

یہ کتاب 115 ابواب پر مشتمل ہے مصنف گمنام ہے ان ابواب کا خلاصہ سکندریہ میں یونانی زبان میں تیار ہوا پہلی صدی ق م کی تصنیف ہے اس میں مقابیوں کی مخالفت کی گئی ہے مقابیوں کا عہد 63 ق م میں ختم ہو چکا تھا اور یہودی رومن سلطنت کے تحت زندگی بسر کر رہے تھے۔[7]

اپوکریفا کے علاوہ غیر مستند کتب Pseudepigrapha

اپوکریفا کی تیرہ 13 کتب کے علاوہ 52 کتابیں ایسی ہیں جن کو غیر مستند جعلی مخفی وغیرہ کے نام دیے جاتے ہیں ان کتب کے علاوہ چارلس ورتھ نے تیرہ گم شدہ قدیم عہد ناموں Old Testaments کا ذکر کیا ہے۔ یہ 52 کتب 200 ق م سے 200 عیسوی میں منظر عام پر آئیں ان کو موضوع کے لحاظ سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔[8]

1۔ آخری زمانے کے متعلق لٹریچر Apocalyptic ان کتب کی تعداد 19 ہے

2۔ عہد نامے Testament کتب کی تعداد 8 ہے۔

3۔ بائبل کی کتب کی بنیاد پر مرتب شدہ کہانیاں اور قصے Biblical Stories and other legends کتب کی تعداد 13 ہے۔

4۔ دانشمندانہ اور فلسفیانہ مواد Wisdom and Philosophical Literature کتب کی تعداد 5 ہے

5۔ دعا مزامیر مناجات Prayers, Psalms and Odes کتب کی تعداد 7 ہے

یہودیوں نے جب اپنی بائبل میں شامل کرنے کیلئے مصدقہ کتب چھانٹ کر ان کو حتمی شکل دے دی اس وقت انہوں نے ان کتب کے ذخیرے کو جو مسلمہ کتب کے پہلو بہ پہلو گردش کر رہا تھا غیر مستند کتب کا نام دے کر مسترد کر دیا ان کتب کی اپنی جگہ بہت اہمیت تھی اور ان کے بعض مصنفین کا کہنا تھا کہ انہوں نے ان کو الہام کی تائید سے تصنیف کیا۔ دراصل یہودی ربیوں نے اپنی مرضی اور اتھارٹی سے مقدس کتاب کو حتمی صورت دی۔ عہد نامہ قدیم کی کتب بہت سے لوگوں کی کئی سالوں کی کاوشوں سے تیار ہوئیں اور انسانی قوت فیصلہ کی مدد سے ان کی تعداد متعین کی گئی۔ کتابوں کا یہ ذخیرہ

بائبل کی حیثیت کے تعین کے بعد اپنی افادیت کھونے لگا لیکن کئی عیسائی مصنفین نے اپنے تراجم میں بعض کتب کے مسودات کو شامل کیا۔ اس لئے اپوکریفا کی اصل کتب تقریباً ناپید ہیں اور موجودہ کتابیں اصل کے تراجم کے طور پر زندہ ہیں۔ بحیرہ مردار کے صحائف اور بائبل کے قدیم نسخوں کی دریافت کے بعد محققین نے یہودیت (250ق م۔ 200ء) اور ابتدائی عیسائیت (چوتھی صدی عیسوی) کی تاریخ کے مطالعے کے لئے ان کو نہایت اہم قرار دیا ہے انیسویں صدی عیسوی میں ایک بار پھر ان کے مطالعے کا باقاعدہ آغاز ہوا اور ان کے علیحدہ مجموعے تیار ہوئے۔

ان کتب کے گذشتہ صدی میں بعض مزید نسخے ملے ہیں جن میں آرامی زبان کا سکرول Genesis Apocryplon شامل ہے جو اتوخ (ادریس) حضرت ابراہیم اور حضرت نوح کے حالات پر مشتمل ہے۔ وادی قمران کے صحائف کی طرز پر بارہ بطریق کا عہد نامہ Testament of Twelve Patriachs ہے جس کے ماخذ نفتالی کا عہد نامہ اور لیوی کا عہد نامہ ہیں یہ آرامی زبان میں ہیں۔ ان کتب نے وادی قمران کے بعض صحائف کو جنم دیا۔ وادی قمران کی سب سے بڑی سکرول ٹمپل سکرول کہلاتی ہے اس میں نئے ہیکل کے قیام کا ذکر ہے۔ وادی قمران کے دیگر اہم صحائف میں عہد نامہ قدیم کی کتب پر تفاسیر اور ایک کتاب روشنی اور تاریکی کے بیٹوں میں جنگ The War of the Sons of Light & Darkness ملی ہے جس میں سچائی کی فتح کے لئے آخری جنگ کا ذکر ہے اسینی فرقہ اپنے آپ کو صداقت کے فرزند قرار دیتا تھا۔

ان غیر مستند کتب کے بعض نسخوں کو کچھ عیسائی جماعتوں نے شام حبشہ اور دوسرے افریقی علاقوں میں دیگر مذہبی لٹریچر کے ساتھ محفوظ کر دیا۔ ابتداء میں یہ عبرانی یا آرامی زبان میں تھیں بعد میں ان کے جلاوطن یہودیوں کے لیے یونانی میں تراجم ہوئے اور یونانی سے دیگر زبانوں میں ترجمے کئے گئے ممکن ہے کہ عیسائیوں نے ان کے متن میں کمی بیشی کی ہو اور انہیں اپنی مذہبی ضروریات کے مطابق ڈھالا ہو وادی قمران کے صحائف میں ایسی کتب کے بعض مسودات کا عبرانی متن دریافت ہوا ہے جو اصل کتب کے متن سے کافی ملتا ہے۔ ان کتابوں میں مصنف اپنا نام ظاہر نہیں کرتا بلکہ کتاب کو کسی نبی یا اہم شخصیت کے نام منسوب کر دیتا تھا جیسے حضرت سلیمانؑ کی دانشمندی اور ان کا گیت۔ دوسرے اسکی یہ کوشش ہوتی تھی کہ جن باتوں کو وہ درست سمجھتا تھا انہیں مستقبل کے حالات کے طور پر پیش کرے اور یہ ظاہر کرے کہ قدیم زمانے سے ان باتوں کی پیش گوئیاں کی جا چکی ہیں۔

چونکہ یہودی بائبل کو 200ق م تک حتمی شکل نہیں دی گئی تھی اس لیے الہامی اور پیش گوئیوں پر مبنی لٹریچر کے مصنفین کا خیال تھا کہ ان کے درج کردہ الہامات اور پیش گوئیوں کو خدا کی وحی سمجھ کر قبول کر لیا جائے گا۔ جدید محققین نے ہر طرح سے کھوج لگانے کی کوشش کی ہے کہ ان کتابوں کے اصل مصنفین کون تھے لیکن یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ کہ کب اور کس شخص نے کونسی کتاب کو مرتب و مدون کیا یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ کن لوگوں نے ان کی کس حد تک تشہیر و اشاعت کی۔ یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا بعض کتب مخصوص یہودی گروہوں نے اپنے نظریات پھیلانے کے لیے مرتب کی تھیں حقیقت جو کچھ بھی ہو اس ذخیرے کا بائبل کی ترتیب وتشکیل کے تناظر میں مطالعہ کرنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ ان کتب کو یہودی ربیوں نے کس طرح اپنی اتھارٹی اور فیصلے کی بنیاد پر کسی واضح اصول کے بغیر مسترد کر دیا اور اپنی مرضی کی کتب کو بائبل کا حصہ بنایا۔ 70ء میں ہیکل کی تباہی کے بعد ربیوں کا اثر ورسوخ اور مذہبی اقتدار اتنا قوی تھا کہ یہودیت ان کی ذات میں مرکوز ہو کر رہ گئی تھی۔

حواشی

1. Seltzer, op. cit. p-777
2. Biblical Literature - Encyclopedia of Religion, 1987
3. Walter Schmithals, The Apocalyptic Movement Introduction and Interpretation, (Tran. from German by John E. Steely) Nash. Tenn. USA, 1975.
4. Encylopedia of Religion -1987, Biblical Literature

4A یہ تین نسخے کتاب دانیال میں اضافے ہیں

4B جو چرچ اس خط کو اپنی مذہبی کتابوں میں شامل کرتے ہیں وہ اسے کتاب باروخ کا چھٹا باب قرار دیتے ہیں۔

4C ہفتادی ترجمہ یعنی عبرانی عالموں کے عبرانی سے یونانی میں مقدس کتاب کے ترجمے میں اس کا نام اسدراس اول اور ولگیٹ بائبل کے لاطینی ترجمہ میں اسدراس سوم ہے۔

5. Encyclopedia of Religion - Hebrew Scriptures
6. O.Eissfeldt, The Old Testamenf - An Introduction tras by Peter Ackroyd, Ny, 1965
7. Encyclopedia of Religion - Biblical Literature
   Also G.W. Anderson, The History and Religion of Israel, London, 1966
8. Hebrew Scriptures - Encyclopedia of Religion. Also The Old Testament, Pseudepigrapha, 2 vols edit. by J. Charlesworth Ny, 1983-85

Suggested Readings

☆ J. H. Charlesworth, The Pseudepigrapha and Modern Research with a Supplément, Cal, 1981

☆ Encyclopedia Brittanica 1949, 1974, Apocryphal Literature.

☆ D.S Russell, The Method and Message of Jewish Apocalyptic, 200 Bc-100AD, Phil, USA 1964

☆ W.O. Oesterly, Introduction To The Books of The Apocrypha.

باب13

توریت کی تدوین

Composition of Pentateuch(Torah)

عہد نامہ قدیم کی کتب کو یہودی اکابر نے کئی سال کی کاوش کے بعد آخری شکل دی انہوں نے تحریری ماخذات، زبانی روایات، قصے، کہانیوں، تاریخی و نیم تاریخی مواد، بعض گم شدہ اور ناپید کتب، قدیم عہد کی دوسری تہذیبوں کی ثقافتی اور سماجی روایات قوانین اور سیاسی معاہدات کے ایک طومار سے بائبل کے مواد کو پہلے یکجا کیا پھر اس کو ایڈیٹ کیا اس کے ڈرافٹ مسودے تیار کئے اور پھر ایک طویل عمل کے بعد ان کو رفتہ رفتہ مسلمہ مذہبی کتابوں کی صورت دی یہ 24 کتب سینکڑوں سال کی کاوش اور اسرائیلی اکابر کی مساعی جمیلہ کا حاصل ہیں ان کتب کا درست سن وسال متعین کرنا بہت مشکل ہے نہ ہی ہمیں ان کے اصل مصنفین کے نام ملتے ہیں جو ہیکلوں، عبادت خانوں اور سنیڈ ھرین (یہودی اکابر کی مجلس) میں بیٹھ کر یہ کام سرانجام دیتے رہے۔

ناقدین کا کہنا ہے ان اسرائیلی مصنفوں، یہودی اکابر، کاہنوں اور پیشواؤں کو لازمی طور پر مندرجہ ذیل مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔

☆ بائبل میں کن کتب کو شامل کیا جائے اور کونسی کتابوں کو نکال دیا جائے۔ کیونکہ بائبل کو حتمی شکل دیتے وقت دوسری صدی ق م سے دوسری صدی عیسوی کے عرصے میں بے شمار مقدس کتابیں موجود تھیں جن کو بعد میں غیر مستند کتب یا اپوکریفا Apocrypha کا نام دیا گیا۔

☆ یہ سوال بھی درپیش تھا کہ بائبل کی کل کتنی کتابیں ہونی چاہئیں۔

☆ کونسی کتب مسلمہ مذہبی کتب کہلانے کی حقدار ہیں اور باقی کتب کس درجہ کی حامل ہیں؟

☆ وہ کونسے اصول اپنائے جائیں جن کی روشنی میں ان کتب کو مرتب کیا جائے؟

☆ ان کتب کی ترتیب اور تقسیم کیسے کی جائے۔

☆ اس کام میں کن لوگوں کو مذہبی اختیار حاصل ہے کیا ان کو ایسا اختیار خدا کی طرف سے حاصل ہے یا یہ اختیار عوام نے تفویض کیا یا انہوں نے خود ہی اپنے لیے متعین کیا

گذشتہ صدیوں میں بائبل کے ناقدین نے اور کئی سوالات اٹھائے ہیں اور بائبل کی تدوین اور اس کو آخری شکل دینے کے کئی پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی اٹھا کہ بائبل نے ہم عصر تہذیبوں سے کتنا استفادہ کیا اور جو متن مروجہ بائبل کی صورت میں ہمارے سامنے ہے اس میں ہم عصر تہذیبی مواد کا کتنا حصہ شامل ہے؟

مشرق قریب کے تہذیبی اثرات Cultural Influence of the NearEast

مشرق قریب Near East میں کئی شاندار تہذیبیں ابھریں اور ترقی کے منازل طے کرتی رہیں ان میں مصر، بابل، عراق، اور یونان کی تہذیبیں نمایاں تھیں۔ اسرائیل نے ان تہذیبوں کے فکری سرمائے اور علوم وفنون سے فائدہ اٹھایا ان کے کئی نظریات مثلاً کائنات کی پیدائش، آسمان کا تصور اکابر سے عقیدت اور ان کا احترام، قربانیاں طہارت کے اصول وغیرہ مستعار لئے بائبل کے گہرے مطالعے سے اسرائیل کے مذہبی سرمائے، تہذیب ومعاشرت اور تمدن وثقافت پر دیگر تہذیبوں کے مندرجہ ذیل واضح اثرات ملتے ہیں۔[1]

بائبل کی کئی تحریرات کا طرز نگارش اور اسلوب بیان قدیم تہذیبوں کے ادبی سرمایے اور انکے انداز تحریر سے ملتا ہے۔ بابل وغیرہ کے بادشاہوں نے اپنے باجگذاروں سے جو معاہدات کئے ان کی جھلک اسرائیل کے یہواہ (خدا) کے ساتھ عہد میں نمایاں ہے۔

☆ اسرائیلوں نے قانون حمورابی سے بھی استفادہ کیا۔

☆ مزامیر (104) میں مصری ادب کا شعری انداز نمایاں ہے۔

☆ کتاب امثال کا ایک حصہ (23- 17 :22) مصری ناصحانہ طرز بیان کا عکاس ہے۔

ہمیں بائبل اور قدیم تہذیبوں کے ادبی سرمایے میں ایسی کئی مماثلتیں ملتی ہیں جہاں تک فکری سرمایے کا تعلق ہے یہودی قوم کی غالب اکثریت خدائے واحد کی پرستش کرتی تھی۔ عام طور پر وہ دیوی دیوتاؤں، بتوں، مشاہیر، ارواح وغیرہ کی نہ تو پوجا کرتے تھے اور نہ ہی ان کو خوش کرنے کے لیے رسومات ادا کی جاتی تھیں جادو، فال وغیرہ عام نہ تھا دیگر تہذیبوں میں یہ باتیں عام تھیں بائبل کا تانا بانا کئی رنگ کے دھاگوں سے مختلف زمانوں میں بنا جاتا رہا قدیم روایات، افسانے، قصے، شجرے قدیم شاعری کے اقتباسات، سلاطین کے حالات، قدیم ادب کے نمونے اور مذہبی اکابر کے کارناموں نے اسرائیلی مذہب اور تاریخ کو ایک نئی جہت اور معانی عطا کئے جس کی جھلک بائبل کے اوراق میں محفوظ ہے۔

بائبل اور تاریخ Bible and History

قدیم اسرائیل کی تاریخ کا بڑا حصہ بائبل میں محفوظ ہے تقریباً آدھی بائبل تاریخ ہے لیکن بائبل میں بیان کئے گئے تاریخی واقعات مستند تاریخی حالات اور مشرق قریب کے تاریخی سرمایے سے پوری طرح مطابقت نہیں رکھتے ان کو توڑ مروڑ کر مبالغہ آمیز طور پر پیش کیا گیا ہے بعض براہ راست غلطیاں جو قدیم اسرائیل کے ریکارڈ سے متعلق ہیں نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔

آثار قدیمہ کے ماہرین کو اسرائیل کے قدیم عہد کے بہت کم تحریری ماخذات ملے ہیں۔ اسرائیلی اپنی تحریرات میں جس قسم کے چمڑے کی کھال اور سیاہی استعمال کرتے تھے وہ جلد مٹ جاتی تھی۔ اس کے برعکس مشرق قریب کی تہذیبوں

کی ادبیات کا بڑا ذخیرہ محفوظ ہے جو مٹی کی تختیوں وغیرہ پر مرقوم ہے قدیم عہد کے اسیریائی، بابلی ایرانی کتبے بھی ملے ہیں جن میں اسرائیل کا کہیں کہیں ذکر ہے اور کبھی کبھار ضمنی طور پر اسرائیلی معاشرے کا تذکرہ آجاتا ہے۔[2]

فلسفیانہ افکار اور دیگر مذاہب
Philosophical Thoughts & other Religions

یہودی، ایرانیوں (430 ۔ 332 ق م) یونانیوں (331 ۔ 167 ق م) اور ایک صدی 167 ۔ 63 ق م کی آزادی کے بعد رومیوں کے زیر اثر آگئے رومیوں ہی نے ہیکل کو 70ء میں تباہ کر کے ان کو تتر بتر کیا اسرائیل نے کنعانی، بابلی یونانی، ایرانی اور رومی تہذیب اور ان کے مذہبی افکار سے کافی استفادہ کیا یونانی فلسفہ کا اثر کافی گہرا تھا۔ سکندریہ مصر کی یہودی جماعت اور فلسطین کا ایک بڑا حصہ یونانی تہذیب وفلسفہ کا دلدادہ تھا یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں نے ایرانی مذاہب خصوصاً زرتشتی فلسفے اور زرتشت کی مذہبی تعلیمات سے بہت اثر لیا۔ مثال کے طور پر یہودی پہلے قبیلائی Tribal خدا مانتے تھے بعد میں یہواہ کو خدا مانا۔ انہوں نے ہیکل میں جانوروں کی قربانی کی بجائے عمل صالح پر زور دیا۔ مر کر جی اٹھنے، قیامت اور حساب کتاب کے عقیدے اپنائے، جنت جہنم کا تصور زیادہ مضبوط اور عام ہوا اور ایک آنے والے نجات دہندہ کا زرتشتی تصور سوشانت مسیح موعود میں ڈھلا۔[3]

توریت کی تکمیل کے مراحل Canonisation Process

یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ نے احکامات وقوانین تصنیف کر کے اسرائیلوں کو دیے (خروج 24:11) کتاب استثناء میں ہے کہ انہوں نے یہ احکامات لکھ کر کاہنوں کے حوالے کئے توریت کو عہد کے صندوق میں رکھا گیا لیکن فلستی قوم کے حملوں کے وقت وہ اس صندوق کو اٹھا کر لے گئے اس صندوق کو حضرت داؤد واپس لائے اس کے بعد توریت کا پتہ نہیں چلتا جنوبی سلطنت یہودہ کے شاہ حزقیاہ کے زمانے 715 ق م ۔ 685 ق م میں توریت کی پانچویں کتاب یعنی استثناء کے مواد کو جمع کرنے اور ترتیب دینے کا آغاز ہوا اس تحریک کو استثنائی تحریک Deuteronomic Movement کہتے ہیں۔[4] حزقیاہ کے بعد اس کا بیٹا مناسح Manassah بادشاہ بنا اس نے 37 سال 640 ق م ۔ 607 ق م تک حکومت کی اس کے متعلق روایت ہے کہ اس نے بائبل کی کتاب سلاطین دوم کی ادارت کی۔ مناسح کے بعد اس کے پوتے جوسیاہ Josiah نے 640 ق م میں اقتدار سنبھالا۔ جوسیاہ کے عہد (622 ق م) میں ہیکل کی مرمت کے وقت توریت کتاب استثناء کا ایک نسخہ مل گیا۔ یہ روایت کہ کتاب استثناء خلقیاہ کاہن اعظم کی تصنیف ہے غلط ہے دوسری روایت یہ ہے کہ اس کتاب کو چند دیندار کاہنوں کی جماعت نے تصنیف کیا یہ لوگ شمالی سلطنت کے جلاوطن افراد تھے انہوں نے قدیم مسودات کی مدد سے اسے ترتیب دیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ عزرا فقیہہ نے توریت کو اپنی یادداشت سے ترتیب دیا اور ایک اجتماع میں پڑھ کر سنایا اس سے قبل یہ ناپید تھی۔[5] یہ روایت تسلیم نہیں کی جاتی تاریخی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ توریت کی تدوین کا آغاز آٹھویں صدی ق م میں حزقیاہ کے عہد میں ہوا اور 444 ق م میں اس کو حتمی شکل دے

دی گئی۔[6] بائبل کے ناقدین کا خیال ہے توریت کی پانچ کتب میں سے استثناء کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ یہ قانون ثانی ہے اس میں درج قوانین اور توریت کی پہلی چار کتابیں کئی مصنفین نے مختلف زمانوں میں بہت سے ماخذات اور زبانی روایات کے ذخیرے کو سامنے رکھ کر ترتیب دیں بعد میں استثنائی تحریک کے اکابر نے کتاب استثناء مدون کر کے اسے ان کے ساتھ ملا دیا۔ یہ ناقدین اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ کتاب استثناء کا طرز تحریر اور اس کی زبان باقی کتب سے مختلف ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بعد کی تصنیف ہے اور اس کے ترتیب کار اور ایڈیٹر Redactors وہ مصنف نہ تھے جنہوں نے توریت کی پہلی چار کتابیں تصنیف کیں پہلی چار کتابوں کے مصنف یہودی کاہن Priestly Writers تھے کتاب استثناء اور توریت کی باقی چار کتابوں کے درست زمانہ کا حتمی تعین نہیں ہو سکا

یہ بھی کہا جاتا ہے کتاب استثناء کے کچھ قوانین شمالی سلطنت اسرائیل میں آٹھویں صدی ق م میں ترتیب دیے گئے لیکن اسیریا کے حملوں خصوصاً 722 ق م کی تباہی کے بعد ان کو حتمی شکل نہ دی جا سکی اس طرح تحریری ماخذات اور زبانی روایات کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا اسرئیلی اکابر نے اس مواد کو ایڈٹ کیا اس کام میں یرمیہ نبی (592 ق م۔570 ق م) پیش پیش رہے۔ اس کے ثبوت میں یہ دلیل دی جاتی ہے کہ اس کتاب کا طرز تحریر یرمیہ نبی کے طرز تحریر سے ملتا جلتا ہے۔ اگر اس روایت کو مان لیا جائے تو تورات کی تدوین کا آغاز حزقیاہ بادشاہ کے عہد 715 ق م 681 ق م سے شروع ہو کر چھٹی صدی ق م تک پھیلا ہوا ہے یہی وہ زمانہ ہے جب استثنائی تحریک کے مصنفین نے توریت کے ساتھ ساتھ کتاب یشوع قضاۃ سموئیل اور سلاطین کے مسودات مکمل کیے ہوں گے۔[7]

شمالی سلطنت کی تباہی 722 ق م اور بخت نصر کے حملوں 586 ق م کے بعد یہودی جلاوطنی اور محکومیت کی زندگی گزارنے پر مجبور تھے ہیکل موجود نہ ہونے کے باعث ان کی ملی وحدت کتاب (توریت) کی رہین منت تھی اس سے وہ رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ عہد جلاوطنی (چھٹی صدی ق م) میں انہوں نے مقدس کتابوں کو مرتب و مدون کرنے کا کام جاری رکھا یہودی کاہنوں اور اکابر نے پہلے سے موجود مذہبی تحریرات اور روایات کے ذخیرے کو جو مختلف سکرول پر تحریر تھا کانٹ چھانٹ کر کے توریت کی تدوین کی اور دور جلاوطنی میں اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی۔ ان مصنفین کے نام کیا تھے ان کے پاس کیا اتھارٹی تھی جس کے تحت انہوں نے متن کی ترتیب تدوین ایڈیٹنگ اور اس کے انتخاب کا کام کیا۔ انہوں نے موجود مواد کے ذخیرے کی ایڈیٹنگ کے دوران کیا رہنما اصول اپنائے ایسے بہت سے علمی سوالوں کا کوئی جواب نہیں ملتا؟

توریت کے سلسلہ میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اسرائیلوں کی ایک جماعت سامری اسرائیلی Samartian کہلاتی ہے یہ موجودہ نابلس (قدیم نام سیکم Schachem) میں موجود تھی ان کا کہنا تھا کہ اسیریا کے حملے 722 ق م کے وقت وہ بچ گئے تھے ان کی کوہ گریزم پر اپنی الگ عبادت گاہ (ہیکل) تھی انہوں نے محض توریت کو اپنی مقدس کتاب مانا ان کی بائبل صرف توریت پر مشتمل ہے باقی کتابیں شامل نہیں یہ پہلے اسرئیلی ہیں جن کا ایک الگ مذہبی تشخص ہے یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ ان کی کتاب توریت کا متن عبرانی بائبل کے متن سے بہت سے مقامات میں بالکل مختلف ہے۔[8]

بابل کی جلاوطنی کے زمانے میں یہودیوں کے مذہبی رجحانات اور تہذیب وثقافت پر بابلی اثرات مرتب ہوئے بابل سے واپس آنے والے جلاوطن یہودیوں نے بابلی تہذیب اپنائی اپنے نام بدل لیے اور آرامی Aramaic زبان اختیار کر لی جو عبرانی سے ملتی جلتی تھی یہود نے دور نبوت کو ملاکی نبی پر ختم سمجھا مسلسل کوششوں کے بعد انہوں نے 515ق م میں یروشلم میں نیا ہیکل تعمیر کیا اس کے ساتھ ہی یہودی قیادت اور مذہبی پیشوائیت کی جڑیں مضبوط ہو گئیں اس کو مذہبی سیادت کو نام دیا جاتا ہے توریت نے اس پیشوائیت کو تسلیم کرتی تھی۔ اور ان کی اتھارٹی کو مانتی تھی ان کی معاونت کاہن، لاوی کاتب Scribe اور دانشور Sages کرتے تھے لاوی ہیکل میں مختلف ساز بجایا کرتے تھے اور کاتب کتابوں کی مصدقہ نقول تیار کرتے تھے عہد جلاوطنی کے بعد کتاب تواریخ، عزرا نحمیہ، نوحہ اور راعوت منظر عام آگئیں یہودی بائبل کی ترتیب وتدوین کا زیادہ کام پہلی صدی عیسوی میں مکمل ہوا جب حضرت عیسیٰؑ کے واقعہ صلیب کو 60 سال گزر چکے تھے۔

سائنسی علوم وفنون کی ترقی اور مذہب کے متعلق جدید رجحانات کے باعث سترہویں صدی میں بائبل پر تنقید کا سلسلہ شروع ہوا انیسویں صدی کے نصف آخر میں روایتی مذہبی عقائد پر ضرب کاری لگائی گئی اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ توریت اور بائبل کی دیگر کتب انسانی کاوشوں کا ثمر ہیں کوئی کتاب الہامی یا الہام کی تائید یافتہ نہیں۔ کئی یہودی ربیوں نے اس تنقیدی مواد اور محققین کے پیش کردہ نتائج کو چاروناچار قبول کر لیا۔ دراصل یہودیوں کا ایک طبقہ پہلی اور دوسری صدی عیسوی میں مذہبی کتب کے متعلق مختلف نظریات رکھتا تھا کیونکہ اپوکریفا کی صورت میں کتب کا ایک طومار موجود تھا قرون وسطیٰ کے بعض یہودی مفکر توریت کو روایتی عقیدے کے برعکس حضرت موسیٰؑ کی تصنیف نہیں مانتے تھے یہودی ربی ابراہیم بن عزرا وہ واحد یہودی ربی ہے جس نے توریت کو حضرت موسیٰؑ کی تصنیف قرار دینے پر سخت اعتراضات کیے اس موضوع پر کئی مباحث یہودی مفکرین کی تصانیف میں موجود ہیں۔[9]

جدید ناقدین کی تحقیقات سے یہ بات منظر عام پر آگئی ہے کہ بائبل کے طرز تحریر اور انداز خطابت میں نمایاں فرق ہے اور اس کے فکری اور مذہبی رجحانات میں تضاد پایا جاتا ہے اس کے متن میں تسلسل نہیں اور مختلف ادوار میں کئی لوگوں نے قسم قسم کے مواد کو باہم ملانے اور یکجا کرنے کی کوشش کی۔[10]

حواشی

1. Seltzer, op. cit p.31, also Encylopedia of Religion - Hebrew Scriptures
2. Ibid.
3. Zoroastrianism-Ency. Britt. 1974
4.. Seltzer, op. cit p.98
5. Encyclopedia of Religion - Biblical Literature
6. Seltzer, op. cit. pp.98-101
7. Encyclopedia Brittanica-1974 - Bible
8. Encyclopedia Brittanica-Bible also Encylopedia of Religion-Samartian, Textual Criticism.
9. The Encyclopedia of Religion - Torah, Jews
10. Encyclopedia Americana, 1951, Textual Criticism - Also Ency. Britt. Textual Criticism

Suggested Readings

☆ G. W. Anderson, The History & Religion of Israel, London, 1966.
☆ Milton Steinberg, Basic Judaism, Ny, 1947
☆ J. Lindblom, Prophecy In Ancient Israel, Oxford, 1963

باب 14

توریت پرتنقید کا آغاز

Biblical Criticism

گذشتہ صدیوں میں مجموعی طور پر پوری عبرانی بائبل اور خاص طور پر توریت پر دو طرح کی تنقید کی جاتی رہی ایک متن پر تنقید Textual Criticism کہلاتی ہے۔ اور دوسری کو معنوی یا اعلیٰ تنقید Higher Criticism کہا جاتا ہے۔ متن پر تنقید میں قدیم مذہبی صحائف نسخوں اور مخطوطوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تا کہ اصل متن کی نشان دہی کی جاسکے معنوی تنقید میں بائبل کے متن کی خصوصیات، داخلی شواہد، تاریخی حقائق، کتابوں کے اصل مصنفین ان کے عہد اور دیگر حالات و واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے ان دونوں قسم کی تنقیدات سے اہم نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

سولہویں صدی کے مشہور مفکر و فلسفی تامس ہابس Thomas Hobbs (1588 - 1679) نے اس بات کی پر زور تردید کی کہ توریت حضرت موسیٰ کی تصنیف ہے انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ کی پانچ کتب جو اسفار خمسہ Pentateuch کہلاتی ہیں ان کی وفات کے کافی عرصے بعد لکھی گئیں۔ کتنے عرصے بعد لکھی گئیں؟ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ انہوں نے توریت کے بعد کی کتب یشوع، قضاۃ، راعوت اور سموئیل کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ کتاب سلاطین، تواریخ، عزرا نحمیہ، بابلی اسیری کے بعد چھٹی صدی ق م میں لکھی گئیں یہ کم از کم چار سو سال کا زمانہ بنتا ہے کتاب استیر کے لیے انہوں کہا کہ یہ شاید عہد اسیری کے بعد کی تصنیف ہے کتاب ایوب کو محض مسدس قرار دیا جو فلسفیانہ نوعیت کی ہے اور شاعری ہے حضرت داؤد کے مزامیر (زبور) عہد اسیری (چھٹی صدی ق م) کے بعد مدون ہوئے کتاب امثال حضرت سلیمانؑ کی نہیں کسی اسرائیلی بزرگ کی تصنیف ہے کتاب واعظ بھی غلط طور پر حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے کتاب صفنیاہ ربیوں کی تصنیف کردہ ہے انہوں نے ثابت کیا کہ اگر غیر مستند قرار دی جانے والی کتب یعنی اپوکریفا کو درست مانا جائے تو ان کتب کا طرز تحریر اور انداز ویسا ہی ہے جیسا کہ مثال کے طور پر کتاب اسدراس Esdras یعنی کتاب عزرا کا ہے یہ کتاب بائبل میں شامل نہیں لیکن بہت اہم حیثیت کی حامل ہے یہودیوں اور عیسائی کلیسا نے بائبل پر تنقیدی مواد کی سخت مخالفت کی اور ناقدین کی کتابوں کو چھپنے سے روکا لیکن یہ سلسلہ جاری رہا عوام نے ان کو پذیرائی بخشی اور ان کی طلب میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا بائبل پر تنقید کا سلسلہ یہودی عالم ابراہیم ابن عزرا سے شروع ہوا اس نے بائبل کے کئی اقتباسات کو واقعاتی غلطیوں سے مملو قرار دیا اور کتاب یسعیاہ پر بحث کی۔[1]

بائبل پر زیادہ واضح تنقید کرنیوالے عالموں میں مشہور یہودی فلسفی و مفکر باروخ سپنوزا Barukh Spionza پیش پیش تھے وہ ایک مارنو تھے یعنی وہ یہودی جنہوں نے بظاہر عیسائیت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا تا کہ عیسائی حکومتوں کے مظالم سے بچ سکیں انہوں نے یہودی لٹریچر کا تنقیدی جائزہ لیا اور تحریر و تقریر کی آزادی کی پرزور وکالت کی ان کی ٹھوس جامع اور بے لاگ تنقید کے باعث ایمسٹرڈیم ہالینڈ کے یہودی اکابر کے بورڈ (ماماد) نے ان کو مرتد قرار دیا اور 1674 میں ان کے

باب 14

توریت پر تنقید کا آغاز

Biblical Criticism

گذشتہ صدیوں میں مجموعی طور پر پوری عبرانی بائبل اور خاص طور پر توریت پر دو طرح کی تنقید کی جاتی رہی ایک متن پر تنقید Textual Criticism کہلاتی ہے۔ اور دوسری کو معنوی یا اعلیٰ تنقید Higher Criticism کہا جاتا ہے۔ متن پر تنقید میں قدیم مذہبی صحائف نسخوں اور مخطوطوں کا جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ اصل متن کی نشان دہی کی جا سکے معنوی تنقید میں بائبل کے متن کی خصوصیات، داخلی شواہد، تاریخی حقائق، کتابوں کے اصل مصنفین ان کے عہد اور دیگر حالات و واقعات کا مطالعہ کیا جاتا ہے ان دونوں قسم کی تنقیدات سے اہم نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

سولہویں صدی کے مشہور مفکر و فلسفی تامس ہابس Thomas Hobbs (1588 - 1679) نے اس بات کی پر زور تردید کی کہ توریت حضرت موسیٰ کی تصنیف ہے انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ کی پانچ کتب جو اسفارِ خمسہ Pentateuch کہلاتی ہیں ان کی وفات کے کافی عرصے بعد لکھی گئیں۔ کتنے عرصے بعد لکھی گئیں؟ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ انہوں نے توریت کے بعد کی کتب یشوع، قضاۃ، راعوت اور سموئیل کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا۔ ان کا کہنا تھا کہ کتاب سلاطین، تواریخ، عزرا، نحمیہ، بابلی اسیری کے بعد چھٹی صدی ق م میں لکھی گئیں یہ کم از کم چار سو سال کا زمانہ بنتا ہے کتاب استیر کے لیے انہوں کہا کہ یہ شاید عہد اسیری کے بعد کی تصنیف ہے کتاب ایوب کو محض مسدس قرار دیا جو فلسفیانہ نوعیت کی ہے اور شاعری ہے حضرت داؤد کے مزامیر (زبور) عہد اسیری (چھٹی صدی ق م) کے بعد مدون ہوئے کتاب امثال حضرت سلیمانؑ کی نہیں کسی اسرائیلی بزرگ کی تصنیف ہے کتاب واعظ بھی غلط طور پر حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے کتاب صفنیاہ نبی ربیوں کی تصنیف کردہ ہے انہوں نے ثابت کیا کہ اگر غیر مستند قرار دی جانے والی کتب یعنی اپوکریفا کو درست مانا جائے تو ان کتب کا طرز تحریر اور انداز ویسا ہی ہے جیسا کہ مثال کے طور پر کتاب اسدراس Esdras یعنی کتاب عزرا کا ہے یہ کتاب بائبل میں شامل نہیں لیکن بہت اہم حیثیت کی حامل ہے یہودیوں اور عیسائی کلیسا نے بائبل پر تنقیدی مواد کی سخت مخالفت کی اور ناقدین کی کتابوں کو چھپنے سے روکا لیکن یہ سلسلہ جاری رہا عوام نے ان کو پذیرائی بخشی اور ان کی طلب میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا بائبل پر تنقید کا سلسلہ یہودی عالم ابراہیم ابن عزرا سے شروع ہوا اس نے بائبل کے کئی اقتباسات کو واقعاتی غلطیوں سے مملو قرار دیا اور کتاب یسعیاہ پر بحث کی۔[1]

بائبل پر زیادہ واضح تنقید کرنیوالے عالموں میں مشہور یہودی فلسفی و مفکر باروخ سپینوزا Barukh Spionza پیش پیش تھے وہ ایک مارنو تھے یعنی وہ یہودی جنہوں نے بظاہر عیسائیت کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا تاکہ عیسائی حکومتوں کے مظالم سے بچ سکیں انہوں نے یہودی لٹریچر کا تنقیدی جائزہ لیا اور تحریر و تقریر کی آزادی کی پر زور وکالت کی ان کی ٹھوس جامع اور بے لاگ تنقید کے باعث ایمسٹرڈیم ہالینڈ کے یہودی اکابر کے بورڈ (ماماد) نے ان کو مرتد قرار دیا اور 1674 میں ان کے

مقالے Tractatus پر پابندی عائد کردی گئی۔

سپونزا نے کھل کر توریت پر تنقید کی اور اس کے ساتھ ساتھ بائبل کی دیگر کتب پر بھی رائے زنی کی جو روایتی عقائد کے خلاف تھی انہوں نے کہا کہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ توریت حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں کتاب یشوع ان کی وفات کے کئی نسلوں کے بعد لکھ کر ان سے منسوب کی گئی۔ کتاب قضاۃ اسرائیل میں بادشاہت کے قیام گیارہویں صدی ق م کے بعد مرتب کی گئی اسی طرح کتاب سموئیل ان کی وفات کے بہت بعد یہودی اکابر نے تصنیف کی یہی حال کتاب سلاطین کا ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ بدقسمتی سے ہمارے پاس ان کتب کے قدیم نسخے اور اصل ماخذات نہیں ورنہ ہم ان میں مذکور احکامات وقانون اور ان کے تمام متن میں فرق اور تضادات کی وضاحت کر سکتے۔ اور یہ معلوم کر سکتے کہ فلاں حکم کن حالات میں دیا گیا۔ سپونزا کا کہنا تھا کہ بائبل کا مواد ایک عظیم طومار کے طور پر قدیم سے چلا آرہا تھا۔ اسرائیلی مصنفین نے پہلے اس کو ایک جگہ جمع کیا پھر اس ذخیرے کی مناسب کانٹ چھانٹ کی گئی اور پھر طویل عرصے میں اس کو مرتب و مدون کیا یہ کام عزرا فقیہہ نے نہیں کیا جس کی وجہ ان کی ناگہانی وفات نہ تھی بلکہ نامعلومات وجوہات تھیں۔ یہ عام سیاسی تہذیبی اور مذہبی افراتفری کا دور تھا۔ جس میں یہ کام انجام دیا جاتا رہا۔ سپونزا نے ثابت کیا کہ بائبل پر یہودی اکابر اپنے عقائد و خیالات پر مبنی حاشیے لکھتے تھے اور کتابوں کے سکرول تیار کرتے تھے ان سکرول کی نقلیں تیار کرتے وقت کاتبوں Scribes نے اکثر اوقات حاشیوں کو بھی متن میں شامل کر دیا۔ انہوں نے انسان ہونے کی وجہ سے بعض غلطیاں بھی کیں کئی غلطیوں کو یہودی خود مانتے ہیں اس سے مقدس صحائف کا متن مشتبہ ہو گیا ہے۔ اور تحریف کا شکار ہو چکا ہے۔ انہوں نے بائبل کے عبرانی زبان میں مدون کیے جانے کی خامیوں کو بھی واضح کیا ان کا کہنا تھا کہ بائبل میں جو عبرانی زبان استعمال کی گئی اس میں حروف عطف Vowels نہ تھے اس لئے عبرانی حروف تہجی میں بہت مشابہت پائی جاتی تھی۔ جیسے ب اور ک اور دال اور رو غیرہ اس طرح ایک عبارت کو مختلف طریقے سے بیان کیا جا سکتا تھا اس لئے ان کتابوں کے مطالعے میں غلطیاں ہوتی رہیں جو رفتہ رفتہ متن کا حصہ بن گئیں۔ بائبل کا تصحیح شدہ عبرانی نسخہ مسورۃ Masoretic (نویں صدی ء) کہلاتا ہے۔ اس کا (چھٹی صدی عیسوی) کی کتاب تالمود سے موازنہ کیا جائے تو ان میں کم از کم 28 مقامات پر فرق پایا جاتا ہے۔ بائبل کی زبانی روایات اور ربیوں کی تفسیر وتشریحات کا مجموعہ تالمود کہلاتا ہے۔

یہودی اور عیسائی سپونزا پر سخت الزام تراشی کرتے رہے اور اس کو بہت برا بھلا کہا گیا لیکن اس نے جو موثر تنقید کی اور جس قسم کے اعتراضات اٹھائے ان کا جواب ممکن نہ تھا۔[2]

سولہویں صدی عیسوی میں اندریاس ماسیاس (Andreas Masias) نے کتاب یشوع اور توریت پر تنقید کی 1682ء میں فرانس کے مسیحی فادر رچرڈ سائمن (Richard Simon) نے توریت کو فرد واحد کی تصنیف ماننے سے انکار کیا ان کا کہنا تھا کہ توریت کی پانچ کتب میں انداز بیان کا اتنا اختلاف ہے اور طرز تحریر میں اتنا فرق ہے کہ یہ کسی ایک مصنف کی تصنیف نہیں ہو سکتی۔[3]

توریت پر تنقید کا ایک اہم پہلو ان ماخذات کی نشاندہی کرنا تھا جس کی بنیاد پر اس کو مدون و مرتب کیا گیا۔ 1753ء میں ایک کیتھولک عالم جین آسٹرک (Jean Austruc) نے ثابت کیا کہ توریت کی دو کتب پیدائش اور خروج کی تدوین کے لئے یہودی اکابر کے سامنے دو ماخذات تھے انہوں نے ان کو ماخذ A اور ماخذ B کا نام دیا۔ ماخذ A میں خدا کا نام یہواہ استعمال ہوا ہے اور ماخذ B میں خدا کا نام الوہیم استعمال کیا گیا ہے۔ ماخذات کی یہ بحث رفتہ رفتہ طول پکڑنے لگی۔ 1753ء کے بعد ڈیڑھ سو سال تک (1908ء) بائبل کے متن کا تنقیدی جائزہ قدیم مسودات اور ماخذات کے حوالے سے جاری رہا اس زمانے میں کئی یورپی محققین خصوصاً ایک ہارن (Eichhorn)1752-1827ء نے ثابت کیا کہ توریت کی کتاب استثناء کے قوانین اور یہودی کاہنوں کے مجموعہ قوانین میں اختلافات ہیں کتاب یسعیاہ کا مصنف معلوم نہیں، کتاب دانیال میں عہد اسیری کے بعد کا مواد ہے۔ غزل الغزلات اور کتاب واعظ ایرانی عہد (332ق م-167ق م) کی تصانیف ہیں۔[4]

1798ء میں کے ڈی ایلگن (K.D.Ilgen) نے ایک کتاب شائع کی اس کا عنوان چونکا دینے والا تھا یہ عنوان تھا "اپنی اصلی حالت میں یروشلم ہیکل کی قدیم دستاویزات Documentary Archives of the Jerusalem Temple in their Original Form (1798) اس کتاب میں انہوں نے دو مزید الوہیم ماخذات کی نشاندہی کی جن کو توریت کی تصنیف میں اسرائیلی مصنفین نے استعمال کیا تھا۔

تاریخی تنقید کے ایک اور رہنما ڈی ویٹ (De Wette) (1780-1849ء) نے ثابت کیا کہ بائبل کی کتاب تواریخ اول و دوم (Chronicles I,II) کتاب قضاۃ Judges اور سلاطین Kings افسانوی نوعیت کی ہیں۔ وہ کتاب استثناء کا سلسلہ تصنیف ساتویں صدی ق م تک لے گیا۔[5]

توریت کا تنقیدی جائزہ لینے والے عالموں[6] نے جس نظریے کی پُرزور وکالت کی اس کو دستاویزی مفروضہ (Documentary Hypothesis) کا نام دیا جاتا ہے مختصر طور پر اس نظریے کا خلاصہ یہ ہے کہ توریت کے کم از کم پانچ بنیادی ماخذات ہیں ولھازن Julius Wellhausen (1844-1918ء) نے 1878ء میں ان ماخذات کو J,E,P,D وغیرہ کے نام دیئے۔

- J- Jehova ماخذ اس میں خدا کا نام یہواہ لیا گیا ہے۔ یہ حضرت سلیمانؑ کے عہد یعنی دسویں صدی ق م کا مواد ہے۔
- E- Elohim خدا کا نام الوہیم لیا گیا ہے شمالی سلطنت اسرائیل میں یہ نام خدا کے لئے مستعمل تھا یہ آٹھویں صدی ق م کا ماخذ ہے۔ جب اسرائیلی بچھڑے کی پوجا کرتے تھے۔
- P- Priestly یہودی کہانت کا بیان۔ یہ بابل کی اسیری اور ہیکل کی تباہی 587ق م سے 560ق م کے درمیانی زمانے کا مواد ہے۔ کاہنوں کو مذہبی رسومات قربانیوں وغیرہ میں دلچسپی تھی اس لئے کتاب احبار اور گنتی مدون ہوئیں۔
- PC- Priestly Code۔ مذہبی پیشواؤں اور کاہنوں کے قوانین کا مجموعہ ہے۔

D- Deuteronomy۔ کتاب استثناء۔ اس میں باب 15 سے 26 اور باب 28 اہم ہیں یہ توریت کی چار کتابوں سے پہلے کا ماخذ ہے بائبل کی ایک روایت کے مطابق 622 ق م میں ہیکل کی مرمت کے وقت اس کا نسخہ مل گیا تھا۔

ولھازن کا دعویٰ تھا کہ یہودی کاہن ہی توریت کی پانچ کتابوں میں سے پہلی چار کے مدون (Redactors) تھے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ پانچویں کتاب کے بھی مرتب و مدون ہوں پوری کتاب توریت کو ایک شکل عزرا فقیہ کی بابل سے واپسی 458 ق م سے قبل دی جا چکی ہوگی۔

اس نظریے پر کئی زاویوں سے تنقید کی گئی خاص طور پر توریت کے مواد کی ہیئت اور نوعیت کے لحاظ سے تنقید پر زور دیا گیا۔ اس کو Form Criticism کہا جاتا ہے۔ جس کا بانی ہرمان گونکل (Hermann Gunkel) (1902ء) تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ توریت میں مذکور روایت کی نوعیت اور صورت کو الگ الگ کرنا ضروری ہے کیونکہ اس میں سینکڑوں سالوں کی سینہ بہ سینہ چلی آنے والی زبانی روایات (وحی غیر مکتوب) کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔[7]

توریت کے ماخذات کی نشاندہی کے سلسلے میں کارپینٹر اور بیٹرزبی (Carpenter and Battersby) نے بڑا کام کیا۔ انہوں نے اس کے پورے متن کو 28 ماخذات کی لڑیوں میں پرو دیا۔[8]

توریت میں چاہے کہیں کہیں موسوی شریعت کے جواہر ریزے ہوں جن کو قرآن ہدایت اور نور کہتا ہے اور جو درست تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ بائبل بہر حال کئی مصنفین کی مشترکہ کاوش اور ان کی تدوین و تصنیف ہے۔ سینکڑوں سالوں کی زبانی روایات، تاریخی و نیم تاریخی مواد، ہم عصر تہذیبوں کے لٹریچر، ادبی نگارشات اور کئی دیگر ذرائع کو استعمال میں لا کر یہودی اکابر اور ادیبوں نے اس کو موجودہ صورت دی۔[9]

مختصر یہ کہ توریت اور بائبل کی 19 دیگر کتب کے متن پر عمومی تحقیق اور معنوی تنقید کرنے والے عالم اس کھوج میں لگے رہے کہ یہ معلوم کریں کہ عبرانی بائبل کا سب سے پہلا متن کیا تھا اور یہ کیسے ارتقاء پذیر ہوا؟ یہ بہت مشکل کام تھا۔ اس راستے پر چلتے چلتے وہ بہت دور تک نکل گئے اتنی دور کہ جہاں سے واپس ہونا دشوار تھا۔ انہوں نے گرہوں پر گرہیں کھولیں، تاریک سے تاریک گوشوں سے پردہ اٹھایا اور توریت کے متن پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈالی لیکن جب وہ ایک مسئلے کا حل دریافت کرتے تو کئی اور مسائل کھڑے ہو جاتے۔ انہوں نے تمام دستاویزی شہادات اکٹھی کیں لیکن متن کی صحت کا معاملہ صاف نہ ہوا۔ انہیں ہمیشہ اس بات کا یقین کامل رہا کہ ان کے سامنے جو بائبل پڑی ہے یہ اصلی نہیں اس کے پس پردہ کئی قسم کی تحریفات ہیں معلوم اور نامعلوم غلطیاں ہیں۔ کاتبوں کی چیرہ دستیاں ہیں، غیر ارادی اور ارادتاً کی گئی تبدیلیاں ہیں۔ ان کی مثال ایک ایسے ڈاکٹر کی سی تھی جس کو اس بات کا یقین ہو کہ اس کا مریض دوا سے شفایاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا مکمل آپریشن نہ کیا جائے۔ انہوں نے طویل آپریشن کئے اور اپنی عقل و تدبر کے تیز نشتروں سے اس جاں بلب مریض کے جسم سے بے شمار فاسد مادے نکال کر سامنے رکھ دیئے ان کی علمی کاوشیں اور تحقیقات مذہبی ادبیات کا ایک قابل قدر اور لاثانی ولافانی سرمایہ ہیں جن کی ادبی و تاریخی اہمیت مسلمہ ہے۔ ان کے مطالعہ کا حاصل بائبل کی تقدیس پر ایک ایسی ضرب کاری ہے جس نے اس کو دولخت کر دیا ہے اس کی اصلیت عیاں کر دی ہے اور اس پر چڑھے عقیدت کے غلاف اتار دیئے ہیں۔ ان تحقیقات نے سعید روحوں کو پیغام دیا ہے کہ وہ صرف اُن ازلی اور دائمی صداقتوں کو تسلیم کریں جن کا حقیقی ترجمان قرآن حکیم ہے اور جس نے گزشتہ کتب کی بعض انمٹ صداقتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ رکھا ہے۔

TABLE 1. *Inclusion of "Apocryphal" Writings in Various Canons.* Key: □ = not included or accorded religious value; ○ = not included but accorded some religious value; ● = included but not equal in status to the Old and New Testaments; ■ = considered part of the Old Testament canon.

	Religious Tradition								
		Western Christian		Eastern Christian					
				Eastern Orthodox		Oriental Orthodox			
Writing	Jewish[1]	Protestant[2]	Roman Catholic[3]	Greek[4]	Russian[4]	Armenian	Coptic	Ethiopian[5]	Syr[illegible]
Additions to *Esther*	□	○	■	■	●	■	□	■	○
Prayer of Azariah and the Song of the Three Young Men[6]	□	○	■	■	●	■	□	■	○
Susanna	□	○	■	■	●	■	□	■	○
Bel and the Dragon	□	○	■	■	●	■	□	■	○
1 Baruch	□	○	■	■	●	■	□	■	○
Letter of Jeremiah[7]	□	○	■	■	●	■	□	■	○
Tobit	□	○	■	■	●	■	□	■	○
Judith	□	○	■	■	●	■	□	■	■
2 Ezra[8]	□	○	○	■	●	■	□	□	○
Ben Sira	□	○	■	■	●	■	□	□	○
Wisdom of Solomon	□	○	■	■	●	■	□	■	○
1 Maccabees	□	○	■	■	●	■	□	■	○
2 Maccabees	□	○	■	■	●	■	□	■	○

[1] Ethiopian Jews accept the Old Testament canon of the Ethiopian Orthodox church as their canon.
[2] Protestant denominations vary in their regard for these writings, but all regard them as extracanonical.
[3] The Roman Catholic church accepts twelve writings as "deuterocanonical" (i.e., a second collection of canonical writings), according to the ru[...] of the Council of Trent in 1546.
[4] Eastern Orthodox churches label these writings neither "canonical" nor "extracanonical." They prefer to regard them all as parts of scriptu[illegible] with varying degrees of inspiration. Individual authorities within these churches may differ on this question.
[...] Orthodox church also includes in its canon *1 Enoch* and *Jubilees*, writings regarded as pseudepigraphal by other religious tradi[...]

غیر مستند کتب (اپوکریفا) مختلف کلیساؤں کے نزدیک ان کی حیثیت

(verses describing Moses' death) to Moses But the many inconsistencies and seeming sions contained in it attracted the attention bis, who exercised their ingenuity in recon- n. A catena of such reconciliations was Manasseh ben Israel in his "Conciliador" Abraham ibn Ezra was, however, the only egete in the Middle Ages to cast any doubt y Mosaic authorship, and then only ob- al with regard to a few detached passages, instances of the reference to the Canaanite . 6), that to Og's bedstead (Deut. iii. 11), to Moses (ib. xxxix. 9; see his commentary , 1 1). Spinoza, in his "Tractatus Theolo- icus" (1671, viii., ix.), goes so far as to at- he composition of the Pentateuch not to ut to Ezra, which view appears to have ex- s in the time of the Apocrypha (comp. II . 21-22). This and other denials of Mosaic ip led to a new line of defense by Richard ho regarded the Pentateuch as being made Moses from earlier documents. This was by the hypothesis of Astruc, that the book s was made up by Moses from two sources, hich used the word "Elohim" for God, and r "Yhwh." This method, applied to the ks of the Pentateuch chiefly by De Wette, ad Hupfeld, led finally to the definitive attribution of the contents of the Pentateuch to five different sources:

(1) The Jahvist, whose work is distinguished by the use of the name "Jahveh" (Wellhausen and Kuenen, J; Dillmann, B).

(2) The Elohist, using the name "Elohim" (Wellhausen, E; Dillmann, C).

(3) The Deuteronomist, who compiled Deuteronomy and "redacted" the Jahvist and Elohist narratives (Wellhausen, D; Dillmann, D).

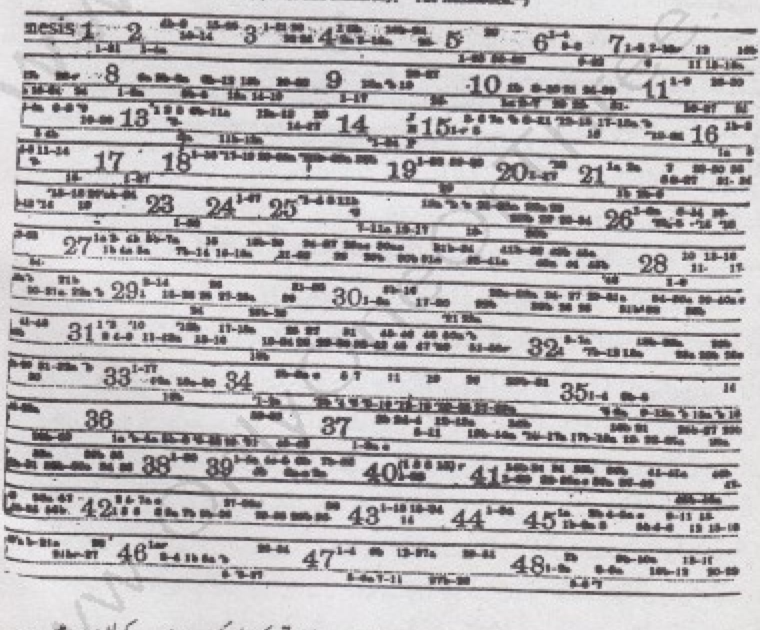
(4) The Priestly Narrative, beginning with Gen. i.-ii. 3 (Wellhausen, Q; Kuenen, P^2; Dillmann, A).

(5) The Priestly Code, containing the legislative sections of the middle books (Wellhausen, PC; Kuenen, P^1; Dillmann, S).

Allowing, however, for editorial redaction, no less than twenty-eight different sources are distinguished by the latest analysis of Carpenter and Battersby ("The Hexateuch," p. xii., London, 1900). There is nowadays remarkable unanimity among the higher critics with regard to the attribution of the various sections of the Pentateuch to one or other of these five sources, though at times the text is by this means infinitesimally split up by merely formal criteria, as in Gen. xxvii., xxxi., xxxv.; Ex. iv., ix., xx.; Num. xiii.-xvi., xx. In the accompanying tables is given a summary account of the latest analysis as contained in Carpenter and Battersby (l.c. i. 272-279).

Analysis of Sources to Pentateuch.

(From Carpenter and Battersby, "The Hexateuch.")



جیوئش انسائیکلوپیڈیا کے مطابق کارپنٹر اور بیٹرزبی نے توریت کے متن کو اٹھائیس ماخذات کی لڑیوں میں پرو دیا

حواشی

1. انسائیکلوپیڈیا امریکیا..... بائبل 644-646 نیز دیکھیں انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن زیر الفاظ
Israelite Religion, Canon, Scriptures

2. ایضاً سپونیزا

3. ایضاً

4. ایضاً

5. ایضاً

6. T.K Cheyne 1849-1915
M.L Wilhelm
De Wette
Ewald Heinrich
Hupfeld
J. Dillmann
E.W.E Reuss, 1804-1891
W.M.L Vatke, 1806-1882
Abrahim Kuenen, 1829-1891
J.Wellhausen, 1848-1918
W.R Smith, 1846-1894

7. Robert. M .Seltzer, Jewish People, Jewish Thought, Jewish Experience in History, London 1980. Pp. 42-43

8. جوئش انسائیکلوپیڈیا ص 590-91

9. ایضاً نیز انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن (Biblical Literature)

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, Edit by Mircea Eliade, vol2, pp 153-202 Ny, 1987
- Encyclopedia of Religion & Ethics edit. James Hasting, 1930
- Encyclopedia Americana, vol3 pp 612-673 - Bible-1951
- Chambers Encyclopedia, 1950 - Bible
- Encyclopedia Brittanica - 1949, 1962, 1974

- Encyclopedia of Islam -Yahud
- The Jewish Encyclopedia, Ny-London, 1910

Suggested Readings

☆ E.P.Sanders, Jesus and Judaism, London, 1983
☆ Millar Burrows, The Dead Sea Scrolls, London, 1956
☆ More Lights on the Dead Sea Scrolls, London, 1956
☆ W.Eichrodtt, Theology of the old Testament, Vol I (tran. by J.A Baker) London, 1961
☆ C.R. North, Pentateuchal Criticism In The OT and Modern Study, ed. by H.H.Rowley, London, 1951
☆ D.S.Russell, Between the Testaments, London, 1960
☆ Robert M. Seltzer, Jewish People etc, London, 1980
☆ T.K. Cheyne, The Foundation of Old Testament Criticism, 1893
☆ C.A. Briggs, the Higher Criticism of Hexa teuch,1893
☆ W.G Joran, Biblical Criticism and Modern Thought, 1909
☆ H.S. Nash, The History of the Higher Criticism of the NT, Ny, 1900
☆ Hammond, Textual Criticism, 1894
☆ J.N.D Anderson, The World Religions, 3rd edit. Mich, USA 1968
☆ P.S. Alexander, Textual Sources in the Study of Judaism, Ny 1984
☆ M.R. Vincent, A History of Textual Criticism of the NT, 1899
☆ Leon Roth, Judaism: A Portriat, Ny, 1960
☆ Robert H. Pfeifer, Introduction to the OT, Ny, 1948
☆ Otto Eissfeldt, The OT, An Introduction, USA
☆ Moshe Weinfeld, Deuteronomy and Deuteronomic School, Oxford, 1972

باب 15

عبرانی بائبل کو آخری شکل کیسے دی گئی؟

Canonisation

موضوع کا تعارف

یہود نے عبرانی بائبل کو آخری شکل کیسے دی؟ کیا مختلف زمانوں میں نبیوں پر جو وحی نازل ہوئی اسے اسی عہد میں کتابوں کی صورت دے کر یکجا کیا گیا؟ کیا ان کتب میں انبیاء کی وحی اور تعلیمات ہیں یا اور اضافے ہوئے؟ ان کتب کو مرتب کرنے والے کون لوگ تھے؟ کتابوں کے انتخاب میں انہوں نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

ہم نے ایسے بہت سے سوالوں کا جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ عبرانی بائبل کی کتب یہودی اکابر نے تصنیف کیں۔ یہ کتب مختلف عہد میں تصنیف کی گئیں ان کو مدون کرتے وقت ڈرافٹ مسودات بنے جن پر نظر ثانی جاری رہی۔ یہودی اکابر نے اپنی سینہ بہ سینہ منتقل ہونے والی روایات کی روشنی میں ان مسودات پر کئی بار نظر ثانی کی۔ پہلی صدی عیسوی تک بائبل کھلی کتاب تھی اس میں نئی کتب شامل کرنے اور نکالنے کی گنجائش موجود تھی؟ جس زمانے میں کوئی نبی ہوا اسی زمانے میں اس کی کتاب تیار نہ ہوئی بلکہ اس کے کئی سال بعد اس کو مرتب و مدون کیا گیا۔ اس میں کس حد تک اس نبی کی تعلیمات اور کس قدر دوسرا مواد شامل کیا گیا۔ اس کو متعین کرنا مشکل ہے۔

عبرانی بائبل کی تشکیل کے مختلف ادوار

- ☆ توریت 444 ق م میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد (پندرھویں صدی ق م) کے ہزار سال بعد مرتب ہوئی۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصنیف نہیں اس کی پانچ کتب میں ان کی تعلیمات کے بعض حصے شامل ہیں۔
- ☆ بائبل کا دوسرا حصہ انبیاء کا عہد گیارہویں صدی ق م سے چھٹی صدی ق م کا ہے۔ ان انبیاء کی کتب کو 200 ق م میں آخری شکل دی گئی یعنی نو سو سال بعد
- ☆ بائبل کا تیسرا حصہ تحریرات (زبور، اقوال دانش وغیرہ) 200 ق م سے 100 عیسوی تک ترتیب دے کر بائبل میں شامل کیا گیا۔
- ☆ بائبل کو مروجہ 24 کتب کی صورت میں آخری شکل 90ء میں جامنیا کونسل نے دی یہ یہودی ربیوں کا فیصلہ تھا۔

بائبل کی مروجہ کتب کی 90ء سے پہلے کیا صورت تھی؟

پہلی صدی عیسوی تک توریت۔ انبیاء اور تحریرات کی مختلف ترتیب و تقسیم موجود تھی۔ کئی غیر مستند کتب اس میں شامل

تھیں۔ حضرت مسیحؑ کے زمانے (پہلی صدی عیسوی) میں عبرانی بائبل کو حتمی صورت حاصل نہ تھی البتہ اس کے یونانی ہفتادی ترجمے کو تیسری صدی ق م میں ایک شکل دے دی گئی تھی۔ اس طرح سکندریہ کے یہودیوں کی الگ بائبل تھی اور فلسطین کے یہودیوں کی الگ بائبل تھی۔

عزرا فقیہہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انہوں نے بابلی جلاوطنی کے بعد چھٹی صدی ق م میں گم شدہ کتب کو از سرنو لکھوایا۔ اس میں 24 مروجہ کتب اور 70 بعد میں غیر مستند قرار دی جانے والی کتب (اپوکریفا) شامل تھیں۔ یہ روایت درست قرار نہیں دی جاتی۔ بائبل کی کتب کی تدوین و تصنیف ارتقائی عمل تھا۔

بابل کی اسیری کے دوران توریت کی کتب کو مدون کرنے والے یہودی اکابر نے کتاب یشوع، قضاۃ، سیموئل اور سلاطین کے ابتدائی مسودات چھٹی صدی ق م کے وسط میں تیار کر لئے تھے۔

توریت نے یہودی پیشوائیت (Hierocracy) کو مضبوط کیا۔ ہیکل میں دو بڑے گروہ تھے۔ ایک لاوی دوسرے کاہن۔ لاوی ہیکل میں ساز بجاتے تھے کاہن ہارونؑ کے گھرانے کے افراد تھے جو یہودی ادارے کے کرتا دھرتا تھے۔ انہوں نے زبور (مزامیر) اور کتاب امثال کا بڑا حصہ مدون کیا جو حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے چوتھی صدی ق م میں کتاب یونس تیار ہوئی۔

یہودیت پر یونانی اثرات نے اقوال و دانش حکمت و نصائح پر مبنی کتب کو جنم دیا جو بائبل کے آخری حصے میں شامل ہیں۔ تیسری اور دوسری صدی ق م میں کتاب دانیال اور واعظ مدون ہوئیں۔

دوسری صدی ق م کے بعد کشف و الہام پر مبنی کتب اور اپوکریفا کا ظہور ہوا۔ یہ لٹریچر عبرانی بائبل کی مجوزہ مقدس کتب کے پہلو بہ پہلو ارتقا پذیر رہا۔ عبرانی بائبل میں شامل کرنے والی مذہبی کتب کے بارے میں ربیوں کے دو مکاتیب فکر ہلل اور شمائی میں اختلافات تھے۔

- ☆ ان میں کتابوں کی تعداد کے تعین میں اختلافات رہے۔ اس کے علاوہ مقدس کتاب کی تشکیل میں کئی مسائل درپیش تھے۔
- ☆ بائبل کے متن میں تبدیلیاں اور قرأت مختلفہ قدیم سے موجود تھی۔
- ☆ ہمیں بائبل کی کتب کے مصنفین کا درست علم حاصل نہیں ہوتا۔
- ☆ بائبل میں مذکور انبیاء کی تعلیمات اور بیانات اصل صورت میں ہم تک نہیں پہنچے۔
- ☆ بائبل کی تدوین و تشکیل کی تاریخی حیثیت مخدوش ہے۔

یہودی بائبل کی وہ کتابیں جن کو مسلمہ مذہبی کتب Canon کا درجہ دیا جاتا ہے ان کو کئی مراحل سے گزار کر مذہبی تقدیس کی حامل قرار دیا گیا۔ اس میں طویل عرصہ صرف ہوا اس عرصے میں بائبل ایک کھلی کتاب تھی۔ یعنی اس میں نئی کتابیں داخل یا خارج کی جا سکتی تھیں۔ آخر کار بائبل کو تین حصوں یعنی توریت انبیاء اور تحریرات کی 24 کتابوں میں تقسیم

کیا گیا۔ اس کام میں یہودی عالموں' کاہنوں' ربیوں اور پیشواؤں نے اہم کردار ادا کیا گزشتہ صدیوں میں ایسے کئی سوالات اٹھائے گئے جو بائبل کو موجودہ شکل دینے سے متعلق تھے ان میں سے بعض باتوں کو ہم مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔

ابتدائی ترتیب

یہودی دوسری صدی ق م تک کئی اقوام کی غلامی اور محکومیت کے دور سے گزرے ان کی بڑی تعداد یروشلم' گلیل' سکندریہ مصر' شام' بابل وغیرہ میں جلاوطنی کی زندگی گزارتی رہی تھی یہ یہودی اپنی تمام مذہبی کتابوں کو مقدس سمجھتے تھے جو مسلسل منظر عام پر آ رہی تھیں۔ بائبل ایک کھلی کتاب تھی مسلمہ کتب کی نشاندہی کا عمل جاری تھا اس کی ضرورت اس لئے بھی اہمیت اختیار کر گئی کہ دوسری اور تیسری صدی ق م سے دوسری صدی عیسوی تک (حضرت مسیح کی بعثت کے بعد) مذہبی کتب کا ایک بڑا سرمایہ تصنیف ہو چکا تھا۔ جن کی بڑی تعداد کو بعد میں یہودیوں نے غیر مستند (اپوکریفا) قرار دیا لیکن ان میں سے کئی کتابیں اب تک عیسائی کلیسا کے نزدیک مقدس ہیں اور ان کی بائبل کا حصہ ہیں۔ ان کتب کی موجودگی مزعومہ مسلمہ کتب کی نشاندہی میں بڑی رکاوٹ تھی۔ اس بات کے تاریخی ثبوت موجود ہیں کہ دوسری صدی عیسوی تک یہودی ربی ان تمام کتب کو مقدس قرار دیتے تھے۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ عہد نامہ عتیق یا یہودی بائبل (تناخ) ایک مستقل شکل نہ پانے کے باعث کئی قسم کی ترتیب و تقسیم سے دوچار رہی۔ یہ ترتیب اور تقسیم موجودہ ترتیب سے نہیں ملتی۔

1- قانون سلاطین انبیاء اور حضرت داؤدؑ کی تحریرات (کتاب مقابیان۔ ii:13) ان کی ایک ترتیب یہ بیان کی گئی۔

2- سلاطین' انبیاء' داؤدؑ اور بادشاہوں کے خطوط (نحمیہ نبی کی یادداشتیں)

3- قانون (توریت) قدیم اکابر کی دانشمندی' پیش گوئیاں (کتاب یشوع بن سیراخ 180 ق م)

4- قانون انبیاء اور دیگر کتب (کتاب یشوع بن سیراخ Ecclesiasticus یا حکمت کا دیباچہ 130 ق م) یشوع بن سیراخ کے پوتے نے 50 سال بعد 132 ق م میں اپنے دادا کی کتاب کا یونانی ترجمہ کیا۔ اس میں کتب کی ترتیب قانون انبیاء اور ہمارے اجداد کی دیگر کتب بیان کی گئی ہے۔ یہ دیگر کتب کیا تھیں ان کی تفصیل نہیں دی گئی۔[1]

یشوع بن سیراخ نے اپنی کتاب ''حکمت'' میں واعظ' دانیال اور کتاب آستر کا ذکر نہیں کیا کتاب راعوت کو زبور میں شامل کیا اور عزرا اور نحمیہ نبی کی کتب کو ایک کتاب قرار دیا۔ کتاب بن سیراخ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ بائبل کو مسلمہ صورت حاصل ہو چکی تھی۔ مبہم طور پر کتاب ملاکی کا ذکر ہے اس کو آخری کتاب (انبیاء) قرار دیا گیا ہے۔ یہودی ملاکی کو آخری نبی سمجھتے تھے۔ کتاب ملاکی کے آخری فقروں کو جس میں ایلیاہ (الیاس) کے حضرت مسیحؑ سے پہلے آنے کا ذکر ہے یہودی بعد کا اضافہ بتاتے ہیں کیونکہ عیسائی اس سے یوحنا (یحییٰ) بپتسمہ دینے والا مراد لیتے ہیں جن کے بعد حضرت مسیحؑ ابن مریم کی بعثت ہوئی۔

5- بائبل کی کتاب واعظ (Ecclesiastes) میں ایک نصیحت ہے کہ زیادہ کتابیں نہ بنانا اس کی انتہا نہیں اور بہت پڑھنا جسم کو تھکاتا ہے (واعظ 12:12) بائبل کے ناقدین کا خیال ہے کہ یہ بعد کا اضافہ ہے لیکن یہودی اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ بائبل کی 24 کتابوں پر اکتفا کرنا اور باہر کی کتب Out Side Books کا مطالعہ مت کرنا اس سے آخرت خراب ہوتی ہے۔

6- فلو (Philo) یونانی فلسفہ کا ماہر یہودی مفکر تھا اور سکندریہ مصر میں قیام پذیر تھا اس نے 45-50 عیسوی میں قانون انبیاء، مزامیر (زبور) اور دوسری تحریرات کی ترتیب بیان کی ہے لیکن دیگر تحریرات کی وضاحت نہیں کی۔

7- یہودی مورخ جوزیفس (Josephus Flavias) (37ق م۔100ء) حضرت موسیٰ کی پانچ کتب (توریت) انبیاء، زبور اور دیگر کتب کی ترتیب بتاتا ہے۔ لیکن دیگر کتب کے نام نہیں بتاتا۔

8- عہدنامہ جدید میں لوقا کی انجیل میں موسیٰ کے قانون انبیاء اور مزامیر کا ذکر ہے۔

9- نحمیہ نبی کی کتاب میں مذکور ہے کہ عزرا فقیہہ جب بابل سے لوٹے تو انہوں نے لوگوں کے کہنے پر یروشلم کے ایک اجتماع میں توریت پڑھ کر سنائی اس سے ثابت کیا جاتا ہے کہ 444ق م میں کم از کم توریت کسی طور پر موجود تھی۔ انبیاء اور تحریرات کو بعد میں بائبل کا حصہ بنایا گیا۔ عام روایت یہ ہے کہ اس کے 200 سال بعد کتب انبیاء کو آخری شکل دی گئی جس میں آٹھ انبیاء کا ذکر ہے اور ایک سو سال بعد دوسری صدی ق م کے لگ بھگ دیگر کتب یعنی تحریرات (زبور اقوال دانش وغیرہ) کا تعین کر کے بائبل کی مسلمہ 24 کتابیں ترتیب دی گئیں لیکن اس پر اتفاق بعد میں ہوا۔

بائبل کے ناقدین کا خیال ہے کہ عہدنامہ قدیم کی کتابوں کے زمانے کا تعین آسان بات نہیں۔ اس سے کئی دیگر سوالات اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک بائبل کو آخری شکل دینا ایک ارتقائی اور مسلسل عمل تھا جس کے دوران یہودی قیادت کو مندرجہ ذیل مراحل سے گزرنا پڑا۔

i) انبیاء اور مقدس تحریرات کی متبرک فہرست کے تعین کا کام یہودیوں کی اعلیٰ قیادت میں صدیوں جاری رہا اور اس کو رسمی طور پر مکمل کرنے میں بہت وقت لگا۔

ii) 250ق م تک بائبل کو حتمی شکل حاصل نہیں ہوئی تھی اس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ عبرانی بائبل کا تقریباً اسی زمانے میں یونانی ترجمہ ہوا جو ایک روایت کے مطابق 70 مستند عبرانی عالموں نے سکندریہ جا کر انجام دیا۔ اس کو اسی نسبت سے ہفتادی ترجمہ کہتے ہیں اس ترجمے میں کئی ایسی کتب شامل ہیں جو عبرانی بائبل میں نہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبرانی بائبل کو ابھی حتمی شکل نہیں دی گئی تھی اور مسلمہ کتب کی تعداد کا تعین نہیں ہوا تھا۔ بائبل ابھی کھلی کتاب تھی۔ دوسرے لفظوں میں کم از کم ساڑھے تین سو سال (250ق م۔100ء) تک سکندریہ کی یہودیت کی الگ مقدس کتاب تھی اور فلسطین کی یہودیت کی الگ کتاب تھی۔ یہ سلسلہ اختلاف بائبل تشکیل پانے کے بعد بھی قائم رہا۔

(iii) بائبل کے ناقدین اس نظریے کو بھی نہیں مانتے کہ عزرا فقیہہ نے بائبل کو حتمی شکل دی کیونکہ وہ یہودیوں کی کونسل یعنی عظیم سنا گاگ (Great Synagogue) کے صدر تھے۔ اس لئے انہوں نے ہی تمام مقدس یہودی لٹریچر کو دوبارہ ایک کتابی صورت دی۔ بخت نصر کے حملے (586ق م) میں ہیکل تباہ ہو گیا تھا تو ریت گم ہو گئی تھی۔ عزرا نے بائبل کے متن کی اصلاح کی اور اس کو تین حصوں توریت انبیاء اور تحریرات میں تقسیم کیا۔ یہ نظریہ یہودی ربیوں کا وضع کردہ تھا۔ انہوں نے اس کو زیادہ زور شور سے سترھویں صدی عیسوی تک پھیلایا۔ اس کا بڑا مبلغ ایلی جاہ لیوا تا (Elijah Lavita) (1538ء) تھا اس کے بعد بکس ٹورف (Buxtorfs) (1665ء) نے اس نظریے کی اشاعت کی۔

جدید محققین کا کہنا ہے کہ یہ بات قرین قیاس ہے کہ عزرا فقیہہ نے توریت پر یہود کو اکٹھا کیا ہو ان کا مقصد ہیکل کی تعمیر نو کے وقت ان کی وحدت کو قائم کرنا تھا اور یہ خود حفاظتی پر مبنی اقدام تھا۔ اس کے علاوہ ان کا اور کوئی کام نہ تھا۔ یادداشت سے کتابیں لکھوانے کی روایات غلط ہیں۔[3]

بائبل کے عالموں نے یہ بات ثابت کی ہے کہ دوسری صدی عیسوی تک نہ تو بائبل کی 24 کتب کی تعداد متعین تھی اور نہ ہی مسلمہ کتب کی فہرست مکمل تھی۔ بابل سے واپسی (چھٹی صدی ق م) کے بعد یہودیوں نے پوری توریت کو حضرت موسیٰ سے منسوب کر رکھا تھا۔ کتاب ملاکی عزرا نحمیہ دانیال اور تواریخ میں ایسے حوالے موجود ہیں جن سے ایسے نظریات اخذ کئے جاتے ہیں لیکن محققین کے نزدیک یہ بعد کے اضافے ہیں یہ حوالے اس وقت بائبل میں شامل کئے گئے جب ان کتابوں پر نظر ثانی کی گئی۔ اتنا ضرور واضح ہوتا ہے کہ توریت کو 444 ق م کے لگ بھگ ایک شکل دی جا چکی تھی اور اسے مقبولیت حاصل ہو چکی تھی۔ اور جیسا کہ کتاب نحمیہ (10-8) میں ہے کہ لوگوں کے اصرار پر توریت کے اقتباسات ایک اجتماع میں پڑھ کر سنائے گئے یہ کام عزرا فقیہہ نے کیا جو خود کاتب Scribe اور توریت کے عالم تھے۔

جیوش انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ بائبل کی کتابوں کی ترتیب اور ان کو مسلمہ کتابیں قرار دینے میں یہودی اکابر ربیوں اور مذہبی قیادت نے بہت وقت اور محنت صرف کی یہ ترتیب کئی الجھنوں کا شکار رہی کبھی کوئی کتاب کسی جگہ رکھی جاتی اور کبھی اس کو دوسری جگہ ڈال دیا جاتا۔ کبھی یہ سوچا جاتا کہ ان کی ترتیب زمانی لحاظ سے ہو اور کبھی کتاب کی اہمیت کے لحاظ سے اس کو مقدس نوشتوں میں جگہ دی جاتی۔ یہ مشکل اور غیر یقینیت تحریرات کے سلسلے میں بہت زیادہ تھی۔ تحریرات کی کتابوں (زبور، امثال، واعظ وغیرہ) کو ترتیب دینے کی کئی صورتیں ہمارے سامنے آتی ہیں گنز برگ (Ginsberg) نے اس کی آٹھ قسم کی ترتیب کو ثابت کیا ہے جس کے مطابق کوئی کتاب کبھی تیسرے نمبر پر ہے اور کبھی پانچویں نمبر پر ہے۔[4]

محقق کے۔ مارٹی (K-Marti) نے بائبل کی تشکیل پر بہت تحقیق کی ہے اس کا کہنا ہے کہ یہودی ربی ہلل بزرگ (Hillel, the Old) کے وقت (75ق م۔10ق م) کتاب مقدس کھلی حالت میں تھی اس نے مزید ثابت کیا کہ

اول۔ قانون (توریت) اسرائیل میں کسی نہ کسی صورت میں قدیم سے چلا آ رہا تھا لیکن انبیاء کی کتب کی فہرست کی کوئی حتمی تاریخ مقرر نہیں کی جا سکتی۔

دوم۔ یہ فہرست مسلسل کمی بیشی کا شکار رہی۔

سوم۔ کتاب استیر کو بائبل میں شامل کرنے کے سوال پر کئی سال بحث چلتی رہی یہودی تنائیم (Tannaim) اکابر ربی یا استاد 10 تا 210ء (واحد تنا Tannat) اس کو شامل کرنے کے حق میں تھے لیکن بعض گروہ اس پر معترض تھے۔

چہارم۔غزل الغزلات۔ یہ کتاب حضرت سلیمانؑ سے منسوب ہے اس کو بائبل میں شامل کرنے یا نہ کرنے پر بڑی بحث رہی ربی اکیبہ (Aqiba) اس کو شامل کرنے کے حق میں تھا آخر کار اس کی رائے کو یہودی ربیوں نے قبول کر لیا۔

پنجم۔ کتاب امثال اور کتاب ایوب کو بائبل کا حصہ بنانے کا معاملہ کئی سال زیر بحث رہا۔ دوسری صدی عیسوی میں یہودی اکابر اور ربیوں کے دو بڑے مکاتب فکر تھے۔ ایک شمائی مکتب فکر (Shammai School) کہلاتا تھا اور دوسرے کا نام ہلل مکتب فکر (Hillel School) تھا۔ ان میں ان کتب کو بائبل میں شاملؔ نے پر سخت اختلاف تھا۔ آخر کار اکیبہ نے اس مسئلہ کو حل کرایا اس نے جامنیا کی کونسل (90ء) Synod of Jamniah میں ان کتب کی شمولیت کی سفارش کی۔ واضح رہے کہ ہیکل کی تباہی 70ء کے بعد یہودی رہنما جوہانن ذکائی (Johanan Zaccai) نے رومی حکومت سے اجازت لے کر یہودی فریسیوں اور صدوقیوں کو یروشلم کے قریب جامنیا میں جمع کیا۔ اس کونسل نے بہت اہم مذہبی کام کئے۔ جامنیا کی یہودی کونسل سندھرین کے قانون ساز ادارے کے طور پر کام کرتی تھی۔ اس کا صدر ناسی (Nasi) یا پرنس کہلاتا تھا۔

مختصر یہ کہ توریت 444 ق م میں موجود تھی لیکن اس کو باضابطہ صورت دینی باقی تھی۔ ماقبل انبیاء کی کتب یشوع قضاۃ' سموئیل اول دوم سلاطین اول دوم 200 ق م تک مرتب و مدون کی جاتی رہیں۔ تحریرات کو وقتاً فوقتاً 90 سے 100ء تک جمع کر کے بائبل کا حصہ بنایا گیا۔ جامنیا کی کونسل میں یہودی ربیوں نے اس ترتیب و تقسیم کو مان لیا اور 90ء میں بائبل کی 24 کتب کا تعین ہو گیا۔[1] لیکن سکندریہ کی یہودی جماعتوں نے اس تعداد کو نہ مانا۔ فلسطینی ربیوں نے بائبل کو بند کر کے ایک لحاظ سے غیر مستند مواد کو بائبل میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اس طرح غیر مستند کتابیں (اپوکریفا) جس کو یہودی اصطلاح میں چیزنیم (Chitzunim) کہتے ہیں بائبل میں جگہ نہ پا سکیں۔ یہ انسانی فیصلہ تھا اور ربیوں کا ذاتی انتخاب تھا۔ بائبل کی تشکیل کے دوران ایک اہم سوال جو بار بار ابھرتا رہا وہ دیگر کتابوں یعنی اپوکریفا کی بھرمار کے باعث ان کی تعداد کے تعین کے بارے میں تھا۔

بائبل کی کتب کی تعداد (Number of Bible Books)

بائبل کی مسلمہ کتب کے انتخاب کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی اختیار رہا کہ اس کی کتنی کتابوں کو مستند قرار دیا جائے۔ کن کو نکالا جائے اور کن کو شامل کیا جائے چھٹی صدی ق م تک یہودی اکابر کا یہ دستور تھا کہ وہ کاتبوں Scribes کو ہر کتاب کا ایک رول Roll تیار کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اس لئے ہر مقدس کتاب کا ایک الگ رول تیار ہوتا تھا۔ عبرانی بائبل کی جتنی کتابیں تھیں ہر ایک کا الگ الگ رول تھا یہودی مورخ جوزیفس (Josephus) کہتا ہے کہ بائبل کی 22 کتب تھیں۔[2]

اس کی یہودی علماء یہ تشریح پیش کرتے ہیں کہ یہ تعداد دو کتب کو ایک شمار کرنے یا اس کا ایک سکرول بنانے کی وجہ سے پیدا ہوئی یعنی کتاب سلاطین کو کتاب راعوت سے ملا دیا گیا اور جرمیاہ کی کتاب نوحہ سے ملا دی گئی۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ابھی مسلمہ بائبل میں یہ کتب شامل ہی نہ کی گئی ہوں۔ بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ ایسا ہی تھا اور دو کتب یعنی غزل الغزلات اور کتاب واعظ بائبل میں شامل نہیں ہوئی تھیں۔ چرچ فادر اوری گن (Origen) بائبل کی کتب کی تعداد 22 بتاتا ہے دوسرا مسیحی فادر جیروم 22 کا ذکر کرتا ہے لیکن شمار 24 کرتا ہے۔ تعداد کے اختلاف کی ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ بعض کاتب ربیوں کے ایماء پر کبھی الگ الگ اور کبھی ایک رول پر ایک سے زیادہ کتابوں کو لکھ دیتے تھے اس طرح شمار کی غلطی ہو جاتی۔[8] بائبل کی 22 کتابوں کا ذکر فلسطین میں عام تھا بہت سے عیسائی اس کے گواہ تھے کئی سال تک یہی تعداد مشہور رہی بہت سی عبرانی اور آرامی کتب کی فہرستوں میں یہی تعداد مذکور ہے کلیسا کے جن مقتدر رہنماؤں (فادرز) نے اس کو دہرایا ہے ان میں ایشیائے کوچک کا بشپ میلیٹو (Melito) (190 ق م) مسیحی فادر اوریگن (Origen)، بشپ فلسطین یوبی میں (269-339ء) Eubesius وغیرہ شامل ہیں ان کا کہنا ہے کہ 22 کی تعداد اس لئے مقرر کی گئی کہ عبرانی حروف تہجی 22 ہیں جیروم بھی یہی کہتا ہے یہ مقتدر مسیحی رہنما اکثر فلسطین جاتے تھے اور یہودی ربیوں سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ بائبل کی 24 کتب کا تذکرہ سب سے پہلے 100 ق م کی ایک کتاب اسدراس (عزرا) (14:48) میں ملتا ہے جو بائبل میں شامل نہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یونانی زبان کے حروف تہجی 24 ہیں اس لئے یہ تعداد 24 ہے۔ بہرحال یہودی ربیوں نے 24 کتب پر اتفاق کیا جو موجودہ عبرانی بائبل یا عہد نامہ قدیم کہلاتی ہیں۔

قمران کے صحائف

بائبل کی تدوین، ترتیب، تقسیم اور تعداد یہود کی مذہبی تاریخ کے اہم باب ہیں۔ اس سلسلے میں جو قدیم مسودات، نسخے اور آثار قدیمہ کے شواہد ملے ہیں ان میں وادی قمران کے صحائف شامل ہیں۔ بحیرہ مردار (DeadSea) کے شمال مغرب وادی قمران میں 49-1947ء میں 500 قدیم مخطوطے، مسودات اور نسخے دریافت ہوئے ان میں اسینی فرقہ یہود کی کتب اور اپوکریفا بھی شامل تھیں ان کا عہد 150 ق م 68ء ہے۔

قمران کے صحائف جو اکثر شائع ہو چکے ہیں ان کے گہرے مطالعے کے بعد محققین نے درج ذیل باتوں کی نشاندہی کی ہے۔

1- کتاب استر کے علاوہ عبرانی بائبل کی تمام کتابیں قمران کے صحائف میں مل گئی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قمران کی بائبل میں یہ کتب موجود ہوں گی اس کے علاوہ اور کونسی کتابیں تھیں ان کا سراغ نہیں ملتا۔

2- قمران کے صحائف کی وہ قسم جس کو اصطلاح میں پشاریم (Pesharim) کہتے ہیں اور جس سے مراد صحف انبیاء کی اس عہد کی تفسیر و تشریح ہے اس میں صرف وہ کتابیں شامل ہیں جو بائبل کی کتب انبیاء کا مجموعہ ہیں۔

3- قمران کے صحائف کا وہ حصہ جس کو نظم و ضبط کا ضابطہ (Manual of Discipline) کہتے ہیں اس میں کہا گیا

ہے کہ نبوت پھر سے جاری ہوگی اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قمران کی یہودی جماعت ایک مسلمہ مقدس کتاب پر یقین نہیں رکھتی تھی۔ نئے انبیاء کی آمد اور اس میں اضافے کی قائل تھی۔ اجرائے نبوت کا یہ تصور کتاب مقابیاں اول (دوسری صدی ق م) (4:46) میں بھی موجود ہے۔

4- قمران کے صحائف میں زبور کا جو سکرول (Psalms Scroll) ملا ہے اس میں زبور (مزامیر) کی وہ ترتیب نہیں جو موجودہ بائبل میں مذکور ہے اس میں اور مواد بھی شامل ہے جو زیادہ تر یونانی عہد (332 ق م) میں تیار ہوا اس سکرول کے متعدد نسخے ملے ہیں اسی طرح زبور کے کئی اور نسخے ملے ہیں جن کی ترتیب و تقسیم اور مواد موجودہ بائبل کی کتاب مزامیر سے بہت مختلف ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قمران کی یہودی جماعت کے ہاں ایک مکمل اور جامع مقدس کتاب (Closed Canon) کا تصور نہ تھا۔ اور اگر کوئی تھا تو الگ تھا۔

5- قمران کے صحائف میں کئی ایسے مذہبی کتابوں کے نسخے بھی ملے ہیں جو موجودہ بائبل میں موجود نہیں مسلمہ کتب کے علاوہ یہ (Extracanonical) نسخے ان کے نزدیک کیا حیثیت رکھتے تھے اس کا پتہ نہیں چلتا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ قمران کی یہودی جماعت ان کو وہی درجہ دیتی تھی جو فلسطین کی یہودی جماعت بائبل کی کتب کو دیتی تھی یا وہ انہیں غیر مستند سمجھتے تھے۔[9]

حاصل کلام یہ ہے کہ مروجہ عبرانی بائبل (عہد نامہ قدیم) انسانی تصنیف ہے اس کو بہت سے یہودی اکابر نے کئی صدیوں (تقریباً ڈیڑھ ہزار سال) میں تصنیف کیا۔ اس کے کئی ڈرافٹ مسودات بنے زبانی روایات کے طومار تیار کر کے اس میں شامل کئے گئے۔ ان کی کانٹ چھانٹ اور قطع و برید کی گئی اور پہلی صدی عیسوی میں جا کر اس کو آخری شکل دی گئی یعنی ڈیڑھ ہزار سال بعد اس کی موجودہ شکل سامنے آئی۔ ہمیں اس کے مصنفین کا صحیح علم نہیں کتابوں کے زمانے کے تعین پر بے شمار اعتراضات کئے گئے ہیں۔ کتب کی تقسیم اور ترتیب پر لاتعداد اعتراضات ہیں۔[10] اس کا وہ حصہ جو واقعی انبیاء کا فرمودہ ہے قرآنی نقطہ نظر سے نور و ہدایت ہے باقی رطب و یابس یا تاریخی اور مذہبی احوال ہے۔ اس کی کتب کا انتخاب ربیوں کا کارنامہ ہے۔ اس کے قدیم نسخوں میں قرأت مختلفہ، متن کی تبدیلیاں اور دیگر تحریفات عام ہیں۔ کتب کی تعداد میں کثیر اختلاف رہا۔ 444 ق م تک توریت کی پانچ کتب 430 ق م سے 200 ق م تک انبیاء کی کتب اسکے بعد 90 سے 100ء تک تحریرات کو بائبل میں شامل کیا گیا، عبرانی بائبل کی تکمیل کے وقت حضرت عیسیٰ کے دور نبوت کا آغاز ہو چکا تھا اور 70 عیسوی میں رومیوں نے ہیکل کو تباہ کر کے یہودیوں کو تتر بتر کر دیا تھا۔ ان لاتعداد مراحل سے گزر کر عہد نامہ قدیم ہمارے سامنے آیا۔

حواشی

1. انسائیکلوپیڈیا امریکنا انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن 'زیرعنوان Jews, Israelite Religion, Canon, Scriptures وغیرہ۔
2. Letter of Aristeas (انسائیکلو پیڈیا برٹینکا Biblical Literature)
3. یہود کی تسلیم شدہ مقدس کتابوں کے علاوہ ایک کتاب اپوکریفا عزرا ہے جو پہلی صدی عیسوی میں موجود تھی اس کو اسدراس کی دوسری کتاب Second Book of Esdras بھی کہتے ہیں اسدراس عزرا کی یونانی صورت ہے یہ کتاب کسی فلسطینی یہودی نے 100ء میں تصنیف کی۔ بابل کی جلاوطنی کے بعد چھٹی صدی ق م میں یہودیوں کو ایرانی بادشاہ نے یروشلم واپس جا کر ہیکل تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ اس کتاب میں عزرا کہتے ہیں کہ بنوکدنضر کے حملے میں توریت تباہ ہوگئی تھی اس لئے انہوں نے پانچ کاتبوں کی مدد سے اس کو چالیس دن میں ازسرِنو لکھوایا اوران کاتبوں کو کہا کہ یہ راز افشا نہ کریں۔ دن رات ایک کر کے انہوں نے الہام کی تائید سے 94 کتب تصنیف کیں' ان میں 24 عبرانی بائبل کی کتب اور 70 دیگر کتب تھیں۔ خدا نے انہیں یہ کتب لکھوا کر کہا کہ 24 کتب کو استعمال میں رکھو باقی 70 کتب کو ان لوگوں کو دو جو تم میں دانشمند ہوں ان کتب میں تفہیم کی ایک ندی ہے' دانش مندی کا ایک فوارہ ہے اور علم کا سیلاب ہے (اسدراس دوم 48-19:14-بحوالہ پیٹرز ص 24)
4. جیوش انسائیکلوپیڈیا (Bible Canon)
5. انسائیکلوپیڈیا امریکنا۔ Bible - 1951
6. یہ انتخاب کرنا کہ کونسی کتاب مقدس نوشتہ ہے اور عبرانی بائبل کا حصہ قرار دیا جائے۔ نہایت مشکل کام تھا اور اس کی بنیاد خالصتاً انسانی فیصلہ اور ربیوں کی مرضی تھی۔ ابی حنانیہ بن حزقیا (Hananiah bin Hezekiah) کتاب حزقیل کو بائبل سے نکال دینا چاہتا تھا کیونکہ یہ توریت کے خلاف تھی۔ اس کام کے لئے وہ ایک طرف بیٹھ گیا اور اس نے کتاب حزقیل کی توریت کی کتب خروج اور گنتی سے مطابقت پیدا کرنے کے لئے سخت محنت کی اور بہت سا تیل جلایا آخر کامیاب ہوگیا۔ فریسی یہودیوں نے کسی کتاب کے الٰہی نوشتہ ہونے کا یہ معیار مقرر کر رکھا تھا کہ اگر یہ کتاب ہیکل میں رکھے مقدس کتاب کے سکرول سے مختلف ہے تو وہ ہاتھوں کو آلودہ Unclean کرتی ہے ان کا کہنا تھا کہ ہیکل کے سکرول میں موجود مقدس کتابوں کے متن کے اوپر اور نیچے جو خالی جگہیں ہیں وہ بھی ہاتھوں کو آلودہ کرتی ہیں جب تک سکرول کو ان کے ساتھ منسلک نہ کیا جائے۔ اس اصول کے تحت ربیوں نے کئی کتب۔ غزل الغزلات' وعظ وغیرہ کے لئے کہا کہ یہ ہاتھوں کو آلودہ کرتی ہیں۔ ربیوں کے شمائی اور ہلل مکاتیب فکر میں مروجہ کتب کی شمولیت پر لمبی چوڑی بحثیں ہیں جو یہودیوں کی کتاب مشنہ کے ابواب (Tractates) میں موجود ہیں۔ یہ بحث بڑی گنجلک ہے بعض ربیوں نے یہاں تک سوال اٹھایا کہ عبرانی بائبل کا ایک حصہ یعنی کتاب دانیال (4:2 اور 28:6) اور کتاب عزرا (8:4 اور 18:7) جو آرامی زبان میں ہے کیا ان سے بھی ہاتھ آلودہ ہوتے ہیں۔ عملاً یہودی بائبل کے تراجم میں اس حصے کو مکمل تقدیس کا حامل نہیں سمجھتے تھے۔ (F.E. Peters, Judaism, Christianty and Islam, p.20)

7. جوزیفس فریسی یہودی تھا۔ رومنوں کے حملے 70ء میں اس نے یہودیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اسنے ایک کتاب (Against Apion) 85ء میں لکھی اس میں یہودی مقدس کتب کا ذکر ہے (ایف۔ ای پیٹرز۔ یہودیت عیسائیت اور اسلام ص19)

8. جیوش انسائیکلو پیڈیا۔ بائبل کینن نیز سلزر، ص245

9. انسائیکلو پیڈیا امریکنا، بائبل ص615۔ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن۔ Biblical Literature

10. ایضاً۔

Suggested Readings

- ☆ J.Torr, The Problems of the Old Testament
- ☆ Driver, Introduction to The Literature of OT, 1891
- ☆ J.Chapman, History of the Vulgate Gospel, 1908
- ☆ H.E Ryle, The Canon of the OT, London, 1895
- ☆ R.L. Ottley, Some Aspects of the OT, 1897
- ☆ Martin North, A History of Israel, 2nd edit, (tran. By P.R. Ackroyd) London, 1960
- ☆ Robert Seltzer, Jewish Thought etc, London, 1980 chapters 2-4

باب 16

بائبل پر عمومی نظر

بائبل پر تنقید کے دور کا آغاز سترھویں سے بیسویں صدی عیسوی تک پھیلا ہوا ہے عیسائیوں اور یہودیوں نے بائبل میں تحریف اور متن میں کمی بیشی کے الزام کا اپنے طور پر دفاع کیا۔ چونکہ وہ اپنے مذہب اور عقیدے کی رو سے بائبل (قدیم و جدید) کو الٰہی نوشتہ (Holy Scripture) مانتے تھے اس لئے تحریف کو وہ زیادہ تر قرات مختلفہ (Variant Reading) پر محمول کرتے تھے جو نقل نویسوں اور کاتبوں کی غلطیاں اور تساہل کا نتیجہ تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک عام سوجھ بوجھ کا مالک ان کو دیکھ کر معلوم کرسکتا ہے یہ غلطیاں جنہوں نے قرأت مختلفہ کو جنم دیا عمداً نہیں کی گئی تھیں۔ سہواً اور غلطی سے ہوئیں۔ ان کی دوسری دلیل یہ تھی کہ قدیم عبرانی کے الفاظ ملے ہوتے تھے ان کو الگ الگ کر کے پڑھنے میں کئی غلطیاں سرزد ہو جاتی تھیں۔ یہ غلطیاں فروگزاشتیں ہیں لیکن قرآن یہود کو ایسی تحریف کا مجرم قرار دیتا ہے جس میں انہوں نے کتب کے متن کو بدل ڈالا اور عملاً تحریف کی اور یہ ثابت شدہ حقیقت ہے۔

یہودیوں کے نزدیک عبرانی نوشتے مقدس تھے ان کا دعویٰ تھا کہ وہ ان کا ایک حرف بھی بدلنے کے قائل نہ تھے تالمود (پانچویں صدی عیسوی) میں اس پہلو پر بہت زور دیا گیا ہے اور کتاب میں تبدیلی کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ یہودی اپنی کتاب کو نہایت مقدس مانتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ کاتبوں کی غلطیوں کی اصلاح کے لئے ان کے پاس الگ کتب موجود تھیں۔[1] متن کو تبدیل نہ کرنے کی وہ ایک مثال دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عبرانی بائبل میں پندرہ ایسے غیر معمولی نقطے ہیں جو کتاب پیدائش، گنتی وغیرہ کے بعض حروف پر لگائے گئے ہیں جن کی ابھی تک عیسائی اور یہودی ماہرین لسانیات کوئی توجیہہ پیش نہیں کر سکے۔ وہ بلا مقصد اور بلا ضرورت ہیں لیکن ان کو ختم نہیں کیا گیا یہودیوں نے انہیں ویسے ہی برقرار رکھا ہے۔[2] جہاں کہیں عبرانی متن نقل ہوتا ہے یہ نقطے لگا دیئے جاتے ہیں۔[3]

اس ضمن میں عیسائیوں کے موقف کو جاننے کے لئے ہم پہلے پانچویں صدی عیسوی کے ایک عیسائی عالم کا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔ وہ یہودیوں کو تحریف کا مجرم قرار دیتا ہے۔ سینٹ جیروم (م 420ء) لاطینی یونانی اور عبرانی کا عالم تھا وہ بائبل کا اپنے وقت کا بہت جید سکالر مانا جاتا تھا اس نے بائبل کا لاطینی ترجمہ ولگیٹ کیا جو ایک ہزار سال تک رومن کیتھولک کلیسا میں مروج رہا۔ وہ الزام لگاتا ہے کہ یہودی اپنی کتب میں لفظی تحریف کرتے ہیں اس کے لئے اس نے کتاب استثناء سے ایک مثال دی۔ وہ کہتا ہے یہود کے سامری فرقے کی توریت میں استثناء (27 فقرہ 26) یوں مرقوم ہے۔[4]

''لعنت ہے ہر اس آدمی پر جو اس شریعت کی تمام باتوں پر عمل کرنے کے لئے ان پر قائم نہ رہے''

عبرانی بائبل میں ہے:

''لعنت ہے اس پر جو اس شریعت کی باتوں پر عمل کرنے کے لئے ان پر قائم نہ رہے۔''

پہلے فقرے میں ہر اس آدمی اور تمام باتوں کو عبرانی بائبل سے نکال دیا گیا۔

اس فرق کی اور ایسی دیگر تبدیلیوں کی بناء پر اس نے یہود پر تحریف کتب کا الزام لگایا اور کہا کہ انہوں نے عمداً بعض الفاظ میں ردوبدل کر دیا ہے۔ بعض دوسرے عالموں نے کتاب زبور میں تبدیلی (16:22) کی بنیاد پر یہود پر تحریف کا الزام لگایا۔ ان کا کہنا ہے کہ قدیم عبرانی مسودات میں کتاب زبور کے فقرے یہ ہیں۔[5]

''بدکاروں کے گروہ مجھے شیر کی طرح گھیرے ہوئے ہیں اور میرے ہاتھوں اور پاؤں کو بھی''

لیکن عبرانی بائبل میں یہ فقرے اس طرح ہیں:

''بدکاروں کے گروہ مجھے گھیرے ہوئے ہیں وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں''

بائبل کے کلدانی آرامی متن (Chaldec Version) میں دونوں باتوں کو یکجا کیا ہوا ہے۔ اس کو کاتب کی غلطی کہیں یا عمداً تحریف اس کا فیصلہ ظاہر ہے۔

یہودیوں کی ایک جماعت سامری (Samartian) کہلاتی ہے یہ صرف توریت کتاب یشوع وغیرہ کو مانتے ہیں۔ چھٹی صدی ق م میں یہودی جلاوطن بابل سے واپس یروشلم آئے اور انہوں نے ہیکل کی دوبارہ تعمیر کا آغاز کیا۔ تعمیر کے دوران سامریوں نے ہیکل کی تعمیر کے لئے اپنی خدمات پیش کیں لیکن عزرا فقیہہ نے ان کو اجازت نہ دی (عزرا 6-1:4) سامری عزرا فقیہہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے عبرانی حروف کا نیا رسم الخط ایجاد کیا اور کتاب استثناء میں تبدیلی کی استثناء (4:27) میں ہے کہ (سو تم یردن پار ہو کر اپنے پتھروں کو جن کی بابت میں تم کو آج کے دن حکم دیتا ہوں کوہ عیبال میں نصب کر کے ان پر چونے کی استرکاری کرنا'' سامری کہتے ہیں کہ یہاں کوہ گریزم تھا جس کو عزرا نے کوہ عیبال میں تبدیل کر دیا۔[6] سامریوں نے سکندر اعظم کی اجازت (332 ق م) سے کوہ گریزم پر اپنی الگ عبادت گاہ بنائی۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہودیوں نے سامریوں کی مخالفت کے باعث توریت میں لفظی تحریفات کیں اس لئے سامری توریت اور عبرانی توریت کے متن میں اختلافات ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ نے یہودی فقیہوں اور فریسیوں پر معنوی تحریف کا الزام لگایا

''تم خدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت قائم رکھتے ہو اور اس (مسیح) نے ان سے کہا تم اپنی روایت کو ماننے کے لئے خدا کے حکم کو بالکل رد کر دیتے ہو۔'' مرقس (5:7)

تم خدا کے کلام کو اپنی روایت سے جو تم نے جاری کی ہے باطل کر دیتے ہو اور ایسے بہتیرے کام کرتے ہو' مرقس (9:7)

ان فقرات میں حضرت مسیح' یہودیوں کو معنوی تحریف کا ملزم گردانتے ہیں۔ ایک اور جگہ کہتے ہیں کہ تم (صدوقی یہود) گمراہ ہو اس لئے کہ نہ تو کتاب مقدس کو جانتے ہو اور نہ خدا کی قدرت کو۔ متی (29:22)

یہ بات یہاں تک ختم نہیں ہوتی جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عہد نامہ قدیم کے کسی نبی کی تعلیمات اپنی اصلی

صورت میں ہم تک نہیں پہنچ سکیں اور ان کی کتاب کے متن پر کئی دفعہ نظر ثانی ہوئی ان میں کئی قسم کا مواد ڈالا اور نکالا گیا اس کا ہم آئندہ ذکر کریں گے۔ محققین ان کتب کے عہد تصنیف پر بحث کر کے ثابت کرتے ہیں کہ ان کتب کا عہد تصنیف وہ نہیں جو ظاہر کیا جاتا ہے ایک نبی مثال کے طور پر آٹھویں صدی ق م میں ہوا لیکن اس کی کتاب دوسری صدی ق م میں تیار کی گئی۔ پھر یہودی احبار و رہبان نے اس کو مدون کر کے اس نبی کے نام منسوب کر دیا۔ یہ گمنام Faceless یہودی اکابر کتابوں میں اسی قسم کی قطع و برید میں مصروف رہے یہی وجہ ہے کہ قدیم نسخوں کے آپس میں کئی اختلافات ہیں اور موجودہ بائبل سے موازنہ کیا جائے تو متن قرات وغیرہ کے بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ چاہے ان کو محض قرات مختلفہ ہی کیوں نہ قرار دیا جائے۔ یہ ایسی تحریفات ہیں جو کتاب مقدس کی تقدیس کو مجروح ہی نہیں پامال کر کے رکھ دیتی ہیں۔ یہ سلسلہ صرف قرات مختلفہ Variant Readings تک محدود نہیں بلکہ اس میں کئی اور تحریفات بھی شامل ہیں اور اس کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان باتوں کے مستند ثبوت دینے کے لئے ہم نے محققین کے طویل مباحث کے اہم پہلوؤں کو نقل کیا ہے جو انسائیکلوپیڈیا برٹینز کا 'امریکنا' ریلیجن وغیرہ میں بکھرے پڑے ہیں۔ اسی لئے توریت کی تدوین کے مسئلے پر گفتگو کے بعد ہم نے پوری بائبل (عہد نامہ قدیم) پر عمومی نظر ڈالی ہے۔

انیسویں اور بیسویں صدی کے ناقدین اور بائبل پر معنوی تنقید کرنے والے عالموں کی تمام تحقیقات کو ان صفحات میں سمیٹنا ممکن نہیں یہ تحقیقات نہایت وسیع ادبی و سائنسی تنقید پر مبنی ہیں۔ ہم صرف بعض اہم باتیں پیش کر سکتے ہیں جن سے اندازہ ہو جائے گا کہ اس تحقیق کے نتیجے میں عہد نامہ قدیم کی کتب کی کیا حیثیت متعین ہوتی ہے۔ بائبل کے ایک عالم سائیک (Sayce) نے اس تنقیدی مواد کے متعلق کہا تھا کہ یہ عہد نامہ قدیم کیلئے "کھل جا سم سم" ہے۔

معنوی تنقید میں حصہ لینے والے ناقدین میں ولھازن (Wellhausen) ٹی کے چینی (T.K. Cheyne)' کیونین (Keunin)' مارٹی (Marti)' اورٹ (Oort)' سٹاڈ (Stade)' دوھم (Duhm) وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کی طویل تحقیق کا ایک اہم پہلو بقول انسائیکلوپیڈیا امریکنا یہ ہے کہ:

ہم تک کسی بھی نبی کا بیان اپنی اصلی صورت میں نہیں آیا تمام بیانات اگر یہود کے بابل میں عہد جلا وطنی (چھٹی صدی ق م) سے پہلے نہیں تو بعد میں مکمل طور پر بار بار نظر ثانی کیے گئے ان میں کئی تبدیلیاں کی گئیں جس میں از سر نو تدوین اور نیا مواد شامل کرنا اور نکالنا جاری رہا یہ کام ناقابل بیان حد تک ہوا۔[7]

کتابوں کی تصنیف کے عہد پر جو بحث کی گئی ہے وہ خاصی طویل اور جامع ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ موجودہ کتب جن انبیاء کے نام موسوم ہیں ان کی نہیں بلکہ مختلف زمانوں میں یہودی اکابر نے مدون کر کے ان سے منسوب کیں۔ چینی اور دوھم (1914ء) نے کتاب یسعیاہ پر سخت تنقید کی اور کہا کہ اس کی تدوین کا زمانہ چھ صدیوں (آٹھویں سے دوسری ق م) پر محیط ہے کتاب جرمیہ کا حال اس سے بدتر ہے زبور (مزامیر) حضرت داؤدؑ کے عہد (گیارہویں صدی ق م) کی نہیں بلکہ کٹل (Kittel) کی تحقیق کے مطابق عہد اسیری (چھٹی صدی ق م) کی مرتب شدہ ہیں۔ یہی رائے 1890ء میں چینی نے پیش کی تھی۔ بائبل کو تاریخ کے مختلف ادوار میں کئی گمنام مصنفین نے بتدریج تصنیف کیا۔ اس کے بعد اس کی مختلف

کتابوں کے متن پر بار بار نظر ثانی اور اس میں رد و بدل ہوتا رہا۔ ہیکل یروشلم میں مقدس کتب کے سکرول اسی حقیقت کے ترجمان تھے۔ محقق ارنسٹ ہاوے (Ernest Havet)(1813-89) نے اپنے جامع مقالے میں ثابت کیا کہ بائبل میں جن انبیاء کا تذکرہ اور ان کی کتب درج ہیں اور جنہیں چھٹی' ساتویں اور آٹھویں صدی ق م کے دور کے انبیاء ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک واھمہ (Illusion) ہے۔ یہی بات کتاب زبور کی ہے ان انبیاء سے منسوب بیانات کو اسیریا کے حملے 722 ق م کی بجائے دوسری صدی ق م کے تاریخی تناظر میں دیکھا جانا چاہیے جب یہودی شام کے حکمرانوں کے خلاف نبرد آزما تھے۔

ان تاریخی حقائق پر فرانسیسی علماء نے قابل قدر کام کیا۔ جوزف ہالوے (Joseph Halvey) کی تین جلدوں میں تصانیف جو 1895، 1901 اور 1905ء میں منظر عام پر آئیں اسی قسم کے نظریات اور شواہد پر مبنی ہیں 1906ء میں محقق رو جارڈن (Edouard Dujardin) نے اہم تنقیدی نظریات کی روشنی میں مندرجہ ذیل نتائج اخذ کئے۔

عبرانی بائبل کی کتب کا عہد

☆ توریت Law (پانچویں صدی ق م)

☆ یشوع' قضاۃ' سموئیل' سلاطین (چوتھی سے تیسری صدی ق م)

☆ تواریخ' عزرا نحمیاہ' حزقیل' یسعیاہ' 12 انبیائے صغیر (وسط چوتھی صدی ق م۔ تیسری صدی ق م)

☆ زبور' دانیال اور تحریرات (دوسری صدی ق م۔ پہلی صدی ق م)[8]

بائبل پر تنقید کے سلسلے میں گوتھ (Gothe) نے یروشلم میں موجود کتاب کو ترتیب دینے اور مدون کرنے والی جماعت (Various Redactors) کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے تیسری صدی ق م میں اکابر انبیاء کی تحریرات پر کام مکمل کر لیا تھا انہوں نے نہ صرف ان کی پیش گوئیوں کو جمع کیا بلکہ ان میں کہیں کہیں چھوٹے موٹے اضافے کئے اس سلسلے میں انہوں نے کتاب عموس کے باب 9 کے وسط کا حوالہ دیا اور کہا کہ عموس نبی (750 ق م) نے ضرور کچھ بیانات دیئے ہوں گے لیکن وہ تیسری صدی ق م میں مدون ہوئے۔ ہاپٹ (Haupt) نے کتاب زکریا۔ اول تا ہشتم باب کے لئے یہی بات بیان کی اور کہا کہ اس کتاب کا آغاز ایرانی شاہ دارا اول 521 - 486 ق م کے عہد میں ہوا اور اس کے باب 14-19 مقابی عہد (135 ق م) میں مکمل ہوئے۔

فرانس اور جرمنی کے مکاتیب فکر میں بائبل کی کتب کی تدوین' ان کے عہد اور ان کی حیثیت پر کئی اہم مباحث کا سلسلہ گزشتہ دو صدیوں میں جاری رہا البتہ ان کا اس بات پر مکمل اتفاق تھا کہ بائبل کی کتب کی تدوین و تصنیف تیسری صدی ق م میں شروع ہوئی۔[9]

ان مصنفین کی ناقدانہ تحریرات اور ٹھوس علمی مقالات کی روشنی میں نہ تو عبرانی بائبل کی کوئی کتاب معتبر قرار پا سکتی ہے اور نہ ہی ان کتب کی تصنیف کا درست عہد متعین ہوتا ہے ہر کتاب مشکوک ہے اور تاریخی لحاظ سے پایہ ثبوت سے گری

ہوئی ہے۔اس بحث میں محققین نے بائبل کی کتب کے نامعلوم مصنفین پر اپنی توجہ مرکوز رکھی انہوں نے ثابت کیا کہ

☆ توریت حضرت موسیٰ کی تصنیف نہیں۔

☆ کتاب یشوع' قضاۃ' راعوت' سلاطین' عزرا' ایوب' واعظ اور بعض زبور (مزامیر) کے مصنفین کا کوئی پتہ نہیں کہ یہ کون لوگ تھے۔[10]

☆ کتاب تواریخ' عزرا اور نحمیہ انبیاء کی کتب میں شامل نہ تھیں کیونکہ ان کے مصنفین اصطلاحی معنوں میں نبی نہ تھے۔

☆ تالمود میں ربیوں نے بیان کیا کہ عظیم سناگاگ کے اکابر نے حزقیل' بارہ کتب انبیائے صغیر دانیال اور اسیتر لکھیں۔حزقیاہ بادشاہ اور اس کی جماعت نے یسعیاہ' امثال غزل الغزلات اور حکمت لکھیں۔

☆ زبور کے بہت سے حصوں کے مصنفین کا پتہ نہیں۔

☆ امثال' واعظ' غزل الغزلات حضرت سلیمانؑ بادشاہ کے نام سے منسوب ہیں لیکن ان کی تصانیف نہیں۔

☆ کتاب آسیتر اور ایوب کے مصنفین کا پتہ نہیں۔

☆ کتاب راعوت اور یرمیاہ کا نوحہ جواب تحریرات (بائبل) میں شامل ہیں غالباً پہلے اور کتابوں کے ساتھ منسلک تھیں راعوت قضاۃ کا اور نوحہ یرمیاہ کی کتاب کا حصہ تھا ایسا ثابت ہوتا ہے کہ ابتداء میں عہد نامہ عتیق کی کتب کو مختلف حصوں یا گروپوں میں تقسیم کیا گیا بعد میں ان کتب کو انبیاء کے صحائف سے منسلک کیا گیا اور آخر میں ان کو مذہبی نوشتوں میں منتقل کر دیا گیا۔

☆ ایسے ہی کتاب راعوت اور نوحہ کو تین دوسری کتابوں یعنی اسیتر' غزل الغزلات اور واعظ کے ساتھ ملا کر اس کا عبرانی نام میگلوتھ پانچ کتب کا مجموعہ یا طومار رکھ دیا گیا۔

☆ کتاب اسیتر کے دو متن پائے جاتے ہیں ایک عبرانی اور ایک یونانی۔اصل عبرانی متن یونانی متن کے برابر تھا بعد میں اس کے کچھ حصے علیحدہ کر دیئے گئے۔

☆ یرمیاہ نبی 626ق م کی کتاب جو یونانی اور عبرانی زبان میں موجود ہے۔ان کی ترتیب میں فرق ہے۔

اس بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عبرانی بائبل کے اصل مصنفین کا سراغ لگانا ممکن نہیں جو کتب جن لوگوں سے منسوب ہیں ان کی واقعاتی اور تاریخی حیثیت مشکوک ہے۔انسائیکلو پیڈیا امریکنا کے مقالہ نگار ولیم ہنجمن سمتھ نے بہت خوب کہا ہے کہ یہ تمام مسائل یقیناً ناخداؤں کے قدموں میں پڑے ہوئے ہیں۔[11]

Verily, though, on the knees of the gods these issues are lying.

حواشی

1. ablotio Scriberum- Correctio Scribarum
2. ان کو اصطلاح میں Puncta Extraordinaria کہا جاتا ہے
3. جان ایم آرنلڈ ۔ اسلام' بار سوم' لندن 1874ء ص 256-255

4. Cursed be every man that confirmeth not all the words of this law to do them (سامری توریت کتاب، استثناء)

Cursed be he who confirmeth not the words of the law to do them (عبرانی بائبل میں ہے)

5. The assembly of the wicked have enclosed me like a lion, my hands and feet. (قدیم مسودات میں ہے)

They have pierced my hands and feet (عبرانی بائبل میں ہے) (آرنلڈ ۔ حوالہ سابق)

6. آرنلڈ حوالہ سابق نیز انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن ۔ سامری یہود
7. انسائیکلوپیڈیا امریکنا بائبل ص 644
8. 1906ء میں بائبل کا ایک قدیم پاپری نسخہ ملا ہے اس کو Elphantine Papri کہتے ہیں اس میں ایک یہودی جماعت عید فسح کی تقریب منانے کے لئے 9-418 ق م میں یروشلم کی مذہبی قیادت کو درخواست کرتی ہے کہ کتاب استثناء کا ضابطہ (6:16) روانہ کریں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب استثناء 419-409 ق م تک موجود نہ تھی (انسائیکلوپیڈیا امریکنا ۔ بائبل) ص 645
9. انسائیکلوپیڈیا امریکنا ۔ بائبل ص 645
10. انسائیکلوپیڈیا امریکنا ۔ بائبل ص 645
11. ایضاً ص 646

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987
- Encyclopedia Brittanica, 1949,1962,1974
- Encyclopedia of Religion & Ethics, 1930
- Chambers Encyclopedia, 1950
- The Jewish Encyclopedia
- Encyclopedia Americana, 1951

عبرانی بائبل کے قدیم نسخے

Codices

عبرانی بائبل کے قدیم نسخوں میں قمران کے صحائف ملنے سے پہلے کا قدیم ترین کہلانے والا نامکمل نسخہ پاپری 150 ق م کا شمار کیا جاتا ہے۔ اس کو Nash Paprus کہتے ہیں جو مصر سے ملا اس میں حضرت موسیٰ کے احکام عشرہ اور کتاب استثناء کا کچھ حصہ شامل ہے۔ لیکن گزشتہ صدی میں کئی اور نسخے ملے ہیں اب مختلف طرز کے عبرانی بائبل کے قدیم مسودات کی تعداد 180 ہو گئی ہے یہ مسودات تیسری صدی ق م سے دوسری صدی ء کے عہد کے ہیں ان میں 10 نسخے قمران کے شامل ہیں یہ پاپرس اور چمڑے پر لکھے ہوئے ہیں ان میں ایک لمبے کالم کی صورت میں صرف ایک طرف متن درج ہے۔

قمران کے صحائف

☆ قمران کے صحائف کے طومار کی غار نمبر 1 سے بائبل کی کتاب یسعیاہ کا 75-100 ق م کا نسخہ ملا ہے۔ یہ بائبل کے مصدقہ مسورۃ متن سے دو لحاظ سے یعنی متن اور ہجوں (Text and Orthography) میں مختلف ہے۔

☆ قمران غار نمبر 4 سے کتاب پیدائش، یسعیاہ وغیرہ کے مسودات ملے ہیں جو زیر مطالعہ ہیں۔

☆ غار نمبر 11 سے زبور کے نسخے ملے ہیں ان کا بائبل کے تصحیح شدہ مسورۃ متن (نویں صدی ء) سے اختلاف ہے۔ کتاب احبار کا بھی اختلاف ہے۔[1]

صحائف قمران کا تیسری صدی ق م کے ہفتادی ترجمے اور سامری توریت سے بھی اختلاف ہے۔ بائبل کے عالم ان اختلافات کا تفصیلی مطالعہ کر رہے ہیں۔

اہم نسخے (عہد نامہ قدیم OT Codices)

عبرانی بائبل کے اہم قدیم نسخوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

Codex Hillel..... ساتویں صدی عیسوی (ناپید)

Codex Mugah..... دسویں صدی عیسوی (ناپید)

Codex Cairo..... بعض محقق اس کو قدیم ترین موجود نسخہ کہتے ہیں۔ بعض انبیاء کے حالات پر مشتمل ہے

اس میں اعراب موسیٰ بن عاشر نے لگائے فلسطین میں 895ء میں تیار ہوا۔

Codex Leningrad...... بائبل کے انبیاء مابعد Latter Prophets یسعیاہ جرمیہ وغیرہ کا ذکر ہے 916ء کا نسخہ ہے۔

Alepo Codex...... سلیمان بویہ Solomon Buya کی تصنیف (930ء) ہے اور یروشلم میں موجود ہے۔

Codex BM...... اس کو کوڈیکس 4445 بھی کہتے ہیں توریت پر مشتمل ہے دسویں صدی ء کا نسخہ ہے۔

Codex Reuchliana...... اس میں کتب انبیاء مذکور ہیں 1105ء کا نسخہ ہے جرمنی میں ہے۔

ان نسخوں کے تقابلی مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں اختلافات متن قرات وغیرہ موجود ہیں۔

طبع شدہ عبرانی بائبل

1477 زبور اور تحریرات اٹلی سے شائع ہوئیں۔

1487 بائبل کے علیحدہ علیحدہ حصے ربیوں کی تفاسیر کے ساتھ چھپتے رہے۔

1488 پہلی دفعہ مکمل عبرانی بائبل سان سینو Soncino اٹلی سے طبع ہوئی جو یہودیوں نے چھاپی۔

1894-1928 لندن سے عبرانی بائبل کے تنقیدی ایڈیشن گنزبرگ C.D.Ginsberg نے شائع کرائے۔ ان میں مسورۃ متن کی روشنی میں تصحیح کی گئی تھی اور قرات مختلفہ کو قدیم مسودات اور تراجم کی روشنی میں واضح کیا گیا تھا۔

1957 مکمل بائبل دہشت یہودہ کے مسودات کے سکرول کے ساتھ شائع کی گئی۔

یروشلم یونیورسٹی اسرائیل میں عبرانی بائبل پر تحقیق اور اشاعت کا کام ہوتا ہے۔[2]

دیگر نسخے (NT + OT Codices)

عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید پر مشتمل نسخوں کا تفصیلی ذکر ہم گزشتہ باب میں کر چکے ہیں ان میں تین نسخے اہم ہیں۔

☆ Codex Sinaiticus نسخہ سینائی جرمن محقق تشند روف کو 1844ء میں صحرائے سیناء سے ملا۔ برطانوی میوزیم میں موجود ہے۔ چوتھی صدی ء کا نسخہ ہے۔ اس کو تین کاتبوں نے نقل کیا اور کئی لوگوں نے اس میں تصحیحات کیں۔ اس میں عہد نامہ قدیم کا جزوی متن ہے۔

☆ Codex Vaticanus پوپ کی لائبریری میں ہے چوتھی صدی ء کا نسخہ ہے ویٹیکن نسخہ کہلاتا ہے۔

☆ Codex Alexandrus نسخہ اسکندریہ۔ پانچویں صدی عیسوی۔ ہفتادی ترجمے کی نقل ہے۔ برطانوی میوزیم میں ہے اس میں اپوکریفا موجود ہے۔

☆ Codex Ephraim پیرس سے دریافت ہونے والا صحف انبیاء کا پانچویں صدی ء کا نسخہ ہے۔

نسخہ سکندریہ اور نسخہ ویٹی کن میں اختلاف متن ہے۔ پاپائے روم کے نسخے کی سیاہی نہیں ملتی دوسرے کی مٹ گئی ہے ان کا معیار یکساں نہیں۔

ان نسخوں کی بنیاد پر بائبل کا رومن ایڈیشن (1587) اور یونانی متن تیار ہوئے۔[3]

واضح رہے کہ آٹھویں صدی عیسوی تک موٹے (ایک انچ) حروف Majuscules یا Unicials استعمال ہوتے تھے بعد میں چھوٹے حروف Miniscule اور شکستہ طرز تحریر Cursive اختیار کیا گیا۔ قدیم نسخے پارس کے ہیں اور چوتھی صدی عیسوی کے بعد کے نسخے چمڑے اور کھال پر لکھے ہوئے ہیں۔

حواشی

1. انسائیکلوپیڈیا برٹینکا' جلد دوم 1974 صفحات 885-977
2. ایضاً
3. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن 1987 - Biblical Literature جلد دوم صفحات 153-202

Suggested Readings

☆ Bruce M. Metzger, The Early Versions Of The New Testament: Their Origin, Transmission And Limitations, Oxford, 1977

☆ Bruce M. Metzger, The Text of The New Testament: Its Transmission, Corruption & Restoration, 2nd Edit, Oxford 1968.

باب 18

بائبل کے تراجم اور اختلافات متن

(Versions and Textual Variations)

تعارف

بائبل کا پہلا یونانی ہفتادی ترجمہ تیسری صدی ق م میں تیار ہوا اس کے عبرانی بائبل سے کئی اختلافات ہیں یہ سکندریہ کے یہودیوں کی بائبل تھی اور دوسری فلسطین کے یہودی کی بائبل تھی ان کے متنوں میں نہ تو تطبیق دی گئی نہ ہی یہ ممکن تھی۔

☆ عبرانی بائبل کا تصحیح شدہ متن مسورتا (نویں صدی عیسوی) میں تیار ہوا۔ یہ قابل اعتماد نہیں اس کے ہفتادی ترجمہ اور سامری توریت سے کئی اختلافات ہیں۔

☆ بائبل کی کتب کی تعداد، ترتیب، تقسیم اور مقدس قرار دی جانے والی کتب کا انتخاب پہلی صدی عیسوی تک موضوع بحث رہا۔

☆ بائبل کے متن میں کاتبوں نے سہواور عمداً کئی تبدیلیاں کیں۔

☆ ہفتادی یونانی ترجمے کی اصلاح کے لئے دوسری صدی عیسوی کے بعد کئی یونانی تراجم تیار کیے گئے لیکن متن کے اختلافات اور قرأت مختلفہ کے مسائل حل نہ ہو سکے۔

☆ سُریانی ترجمہ جو شامی بائبل کہلاتی ہے اس کا مقبول عام ترجمہ پشاتا کا قدیم نسخہ 442ء کا ہے اس میں اپوکریفا شامل ہیں۔

☆ عیسائیوں نے یونانی ہفتادی ترجمے اور آرامی زبان کے تراجم (ترگوم) پر زیادہ انحصار کیا اور عبرانی بائبل کو کم وقعت دی۔

☆ لاطینی زبان کے قدیم تراجم میں متعدد اختلافات کے باعث پوپ دماسس اول نے جیروم سے بائبل کا لاطینی ترجمہ ولگیٹ (405ء) کرایا یہ قدیم لاطینی نسخوں سے مطابقت نہیں رکھتا۔

☆ بائبل کا باقاعدہ عربی ترجمہ دسویں صدی ء میں ہوا۔

بائبل کا یونانی ترجمہ Greek Version

سکندریہ مصر کے یہودیوں نے اپنی مذہبی ضروریات کے لئے بائبل کا یونانی ترجمہ کرایا۔ اس سلسلے میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ شام کے یونانی حکمران پالمی فلاڈی فس (Ptolemy Philadephus) (285-274ق

م) کو اپنی لائبریری کے لئے یہودیوں کی مقدس کتاب کے یونانی نسخے کی ضرورت تھی اس نے یروشلم کے کاہن اعظم (High Priest) کو ایک خط لکھا (Letter of Aristeas) کہ وہ منتخب عالموں اور بعض ماہر لسانیات کو سکندریہ روانہ کریں جو مقدس کتاب توریت کا یونانی ترجمہ کریں۔ کاہن اعظم نے 70 مستند عالموں کو سکندریہ بھیجا انہوں نے 250 یا 270 ق م میں توریت کا ترجمہ مکمل کر لیا اس کے تقریباً ڈیڑھ صدی بعد 132 ق م میں دیگر کتب کا ترجمہ تکمیل کے آخری مراحل میں داخل ہو گیا۔ اس کو ہفتادی ترجمہ Septuagint سبعینہ کہا جاتا ہے۔[1]

دراصل سکندریہ کے یہودیوں نے 260 ق م میں کئی مذہبی کتب کے یونانی ترجمے کا مسودہ تیار کر لیا تھا اور یہ روایت کہ شاہی فرماں روا نے جس کے تحت مصر تھا یروشلم کے کاہن اعظم الیزر (Eleazer) کو خط لکھ کر 70 عالم بلوائے تاکہ ترجمہ کریں پورے طور پر مستند نہیں سمجھی جاتی۔ ہفتادی یا سبعینہ (Lxx) یونانی ترجمہ کی کتب کو الگ الگ مترجمین نے مختلف عہد میں یونانی میں ڈھالا ان کا انداز تحریر اس بات کا غماز ہے کہ اس میں کئی ہاتھوں نے حصہ لیا۔ عبرانی بائبل سے موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کئی کتب جیسے دانیال اور ایوب میں اضافے کیے گئے بعض جگہ ترجمہ نہایت ناقص ہے۔ متن میں کئی داخلی تضادات ہیں' ترتیب کا فرق نمایاں ہے۔ محققین نے ثابت کیا ہے کہ 150 ق م سے 150 عیسوی تک مقدس کتاب Holy Writ ارتقاء پذیر تھی اس لئے کتابوں کی تعداد اور متن میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ ہفتادی ترجمے اور عبرانی بائبل میں اختلافات کو دور کرنے کی کوئی کوشش نہ کی گئی اور نہ ہی اس کام کو کرنے کی کسی میں جرأت تھی۔ عیسائیت کے ابتدائی عہد میں ہفتادی ترجمہ کے متن کو ہی یہودی مفکر اور یونانی فلسفہ کے ماہر فلو اور پولوس رسول نے استعمال کیا۔ پانچویں صدی عیسوی میں ان اختلافات کو واضح کرنے کے لئے ہفتادی ترجمے میں کچھ نشانات لگا دیے گئے۔ عیسائی فادر اور اکابر اس بات پر مصر رہے کہ ہفتادی ترجمے میں 70 عظیم عالموں نے جو لکھ دیا ہے وہ تبدیل نہیں ہو سکتا اور ہم ان سے زیادہ عالم نہیں۔ ان میں قدیم نبیوں کی روح جیسی روح موجود تھی اس لئے یونانی ترجمہ میں عبرانی بائبل کے مطابق تبدیلی نہیں کی جا سکتی یہ متن درست ہے کیونکہ روح خداوندی (Spirit of God) کا تائید یافتہ ہے۔[2]

نسخہ مسورۃ Masoretic Codex

عبرانی بائبل کا تصحیح شدہ نسخہ مسورۃ کہلاتا ہے ساتویں صدی عیسوی میں حروف علت (واول) اور گرامر کی دیگر اصناف کو سامنے رکھ کر طبریہ فلسطین کے یہودی ربیوں اور عالموں نے جن کو مسورین (Massorites) کہا جاتا ہے۔ عہد نامہ قدیم کو تصحیح کے بعد مرتب کیا۔ اس نسخہ کو مسورۃ کہا جاتا ہے۔ انہوں نے متن میں یکسانیت پیدا کی اعراب لگائے ابہام کو دور کیا اور مناسب تصحیحات کیں اس لئے مسورۃ کو مصدقہ نسخہ شمار کیا جاتا ہے انہوں نے نقول تیار کرنے کے لئے کاتبوں کو بعض ضروری ہدایات دیں اور ان کے لئے رہنما اصول وضع کیے یہ نسخہ 895ء میں مکمل ہوا۔

مصدقہ نسخہ مسورۃ ترتیب دینا یہودی کی مذہبی ضرورت تھی لیکن متن میں جو ابتدائی غلطیاں تھیں وہ بدستور موجود رہیں بلکہ اکثر اوقات آگے چلتی رہیں۔[3] دوسری اہم بات یہ تھی کہ مسورۃ کی تیاری میں یہودی ربیوں نے تالمود پر انحصار کیا تالمود عہد نامہ قدیم کی وحی غیر مکتوب یا زبانی روایات پر مبنی تفسیر و شرح تھی جو 270ء سے 500ء کے درمیان مرتب کی گئی

واضح رہے کہ تالمود دو تھیں ایک بابلی اور دوسری یروشلمی تالمود کہلاتی ہے۔ ان میں یہودی اکابر اور ربیوں کی زبانی طور پر سینہ بہ سینہ چلی آرہی روایات درج ہیں۔[4]

مسورۃ متن اور ہفتادی ترجمہ

مسورۃ اور ہفتادی ترجمے میں کئی اختلافات ہیں۔ ایک اختلاف تو یہ ہے کہ اس میں کئی غیر مستند کتابیں اپوکریفا شامل ہیں۔ دوسرے ان کے متن (Text) مواد (Content) اور ہیت (Form) کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف بے شمار امور اور غیر معین حد تک ہے۔

☆ توریت کے متن میں بہت سا باہمی اختلاف ہے۔

☆ کتاب سیموئل اول و دوم اور سلاطین اول و دوم میں اختلافات ہیں۔

☆ کتاب ایوب کا چھٹا باب موجود نہیں۔

☆ ہفتادی ترجمہ عبرانی ترجمے سے مختلف ہے لیکن سامری بائبل (توریت) سے بہت مطابقت رکھتا ہے۔

اس میں انبیاء کی کتب اور تحریرات کو علیحدہ کتب کے طور پر شامل نہیں کیا گیا بلکہ موضوع کے اعتبار سے شامل کیا گیا ہے یہ ترتیب کا اختلاف ہے۔[5]

دراصل متن کے اختلافات نے دو الگ بائبلوں کو جنم دیا دونوں مقدس قرار دی جاتی تھیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو عیسائی ہفتادی ترجمے کو بدلنے کے قائل نہ تھے کیونکہ حضرت مسیح اور ابتدائی عیسائیوں کی مقدس کتاب ہفتادی ترجمہ تھی لیکن اس کے علاوہ اہم بات یہ تھی کہ عیسائی آباء (فادرز) کا عہد نامہ قدیم کا ایک الگ تصور تھا۔

دوسری صدی عیسوی میں فادر میلٹو (Melto of Sardis) کے متعلق سینٹ یوی بیس (269-340ء) نے تحریر کیا کہ اس نے مشرقی ربیوں سے سوال کیا کہ ان کے مقدس نوشتوں میں کون کون سی کتابیں شامل ہیں۔ انہوں نے جو فہرست دی یوی بیس نے اسے اپنی تحریرات میں نقل کیا ہے لیکن یہ نہ تو عبرانی بائبل سے ملتی ہے اور نہ یونانی ہفتادی ترجمے کے مطابق ہے اس میں غیر مستند کتاب سلیمان کی دانش (Solmon's Wisdom) موجود ہے۔ کتاب استر نہیں جو موجودہ عہد نامہ قدیم میں موجود ہے فادر اتھانیسیس (چوتھی صدی عیسوی) کی فہرست میں بھی یہ کتاب نہیں ایسے اور بھی کئی اختلافات ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ ابتدائی عہد کے چرچ فادر اور ان کے بعد چوتھی صدی عیسوی تک کے کلیسائی فادر عہد نامہ قدیم کی کتب کے بارے میں ایک الگ تصور رکھتے تھے وہ ہفتادی یونانی ترجمے پر انحصار کرتے تھے اور اس بات سے آگاہ تھے کہ اس کی بعض کتب یہود کے نزدیک متنازعہ ہیں۔ یہ معاملہ اس وقت اور الجھ گیا جب جیروم نے لاطینی ترجمہ ولگیٹ (405ء) میں عبرانی بائبل میں موجود کتب کی ترتیب کو ترجیح دی اور ہفتادی ترجمہ میں درج اپوکریفا کو ثانوی حیثیت دی جب کہ اس کے ہم عصر سینٹ آگسٹن (354 - 430ء) نے اپوکریفا کو مقدس کتب کا درجہ دیا ان میں سے بعض کتب ابھی تک کیتھولک بائبل میں موجود ہیں۔

بائبل کے متن میں اختلاف کا مسئلہ اور گہرا ہو گیا جب روایت پسند یہودیوں (مسورین) نے عبرانی بائبل میں تصحیح کی اور اعراب لگا کر مسورۃ متن (نویں صدی ء) تیار کیا لیکن بے شمار شواہد کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے کہ مسورۃ متن مستند نہیں جس کو بنیاد بنا کر ہم بائبل کے قدیم متن کا مطالعہ کر سکیں۔ قمران سے دریافت ہونے والے صحائف کا جب عبرانی متن اور ہفتادی یونانی متن سے مقابلہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کہیں ایک سے ملتا ہے اور کہیں دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے اس کے علاوہ ان میں اور کئی باہمی اختلافات پائے جاتے ہیں۔[6]

کاتبوں کی تحریفات Errors of Scribes

عہد قدیم سے ہی عبرانی بائبل کے متن میں اختلافات پائے جاتے تھے۔ بائبل کا ابتدائی مسودہ قدیم عبرانی میں لکھا گیا تھا اس مسودہ سے کاتب Scribe نقول تیار کرتے تھے۔ عبرانی متن کے مطالعے میں ایک بڑی دشواری یہ تھی کہ عبرانی زبان مربع لفظوں کی شکل میں تھی اور دائیں سے بائیں لکھی اور پڑھی جاتی تھی اس میں چھوٹے چھوٹے نقطے Dots اور نشانات (Signs) تھے ان کو حروف علت (Vowels) کی جگہ استعمال کیا جاتا تھا۔ حروف علت یا واول کا نظام چھٹی صدی عیسوی تک رائج نہ ہوا تھا۔ مقدس کتب کی نقول اور سکرول تیار کرنے والے کاتب جو خود توریت کے عالم اور بعض اوقات مفسر ہوتے تھے۔ حروف علت کی عدم موجودگی میں ایک عبارت کو مختلف طریقوں سے پڑھ سکتے تھے مشہور فلسفی سپنوزا نے توریت پر تنقید کرتے وقت اس کی کئی مثالیں دی ہیں۔ یروشلم کے ہیکل کی تباہی اور بخت نصر کے حملے کے وقت (587 ق م) ہیکل میں مصدقہ اور مسلمہ کتب کے سکرول موجود تھے ان نسخوں سے کاتب نقول تیار کر کے یہودی عبادت گاہوں (سناگاگ) کو مہیا کرتے تھے اگرچہ یہ کاتب نقول بنانے میں پوری احتیاط سے کام لیتے ہوں گے لیکن ان نقول کے متن میں بہت فرق پایا جاتا تھا اس کی ایک وجہ تو عبرانی متن کے مختلف قرأت کے انداز تھے اور دوسرے یہ کاتب نقول تیار کرتے وقت حاشیوں میں تحریر کردہ ربیوں کے نوٹ اور تشریحات کو متن میں شامل کر دیتے تھے اس طرح کئی حاشیے متن میں داخل ہو گئے بعد کے کاتبوں نے جب مزید نقول تیار کیں تو بائبل کی کتب میں تحریف اور تبدیلی کا ایک سلسلہ چل نکلا۔ جدید ناقدین کئی وجوہات کی بنا پر بائبل کو ایک محرف کتاب بتاتے ہیں جس میں سہواً کے علاوہ عمداً تبدیلیاں بھی کی گئیں تاکہ مخصوص نظریات اور عقائد کی ترویج کی جا سکے۔

وجوہات

بائبل کے قدیم نسخوں اور ان سے تیار کی گئی نقول در نقول میں اختلافات کی مندرجہ ذیل وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔[7]

1- کاتبوں اور نقل نویسوں نے متن میں سہواً اور عمداً تبدیلیاں کیں اس کی بے شمار شہادتیں موجود ہیں۔ بائبل کی ایک کتاب کا ایک حصہ بالکل اسی طرح دوسری کتاب میں شامل ہے۔ جیسے کتاب سموئیل، سلاطین اور تواریخ میں ہے اور یہ یکساں متن اب تک موجود ہیں۔

-2 بائبل کے متن میں کمی بیشی کی اصلاح کے لئے ہیکل یروشلم میں ایک سکرول (Book Corrector) موجود تھا متن کی اصلاح کے لئے اس سے مدد لی جاتی تھی لیکن بائبل کے مسودات میں جہاں اختلافات ہوتے تھے نقل نویس اور کاتب وہاں خصوصی نشان Sigla لگا دیتے تھے جن سے قرأت مختلفہ متن میں کمی بیشی اور دیگر تحریفات کی نشاندہی ہوتی تھی۔ یہ سلسلہ بڑھتا رہا۔ اس لئے قدیم عبرانی مسودات کی مدد سے عہد نامہ قدیم کی جو نقول اور تراجم تیار ہوئے اور جو سامری توریت اور تصحیح شدہ مسورۃ متن سے پہلے کے ہیں ان میں اور بائبل کے نویں صدی عیسوی میں تیار کئے گئے مسورۃ متن میں بے شمار اختلافات قرأت اور دیگر تحریفات نمایاں طور پر سامنے آ گئیں۔

-3 قمران اور دشت یہودہ Judean Desert سے جو مسودات کا طومار ملا ہے اس کا بائبل کے مختلف عہد کے نسخوں سے مقابلہ کیا جائے تو بہت سے اختلافات واضح ہوتے ہیں۔ محققین ان کی مندرجہ ذیل توجیہات پیش کرتے ہیں اور ان کی ذمہ داری کاتبوں اور نقل نویسوں پر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ یہ تحریفات اس لئے وقوع پذیر ہوئیں کہ

i) کاتب یا نقل نویس نے کوئی لفظ یا الفاظ غلط سنے (Aurally Conditioned)

ii) ایک قسم کے حروف جیسے ب اور ک کی وجہ سے لفظوں میں تبدیلی ہو گئی۔ (Visual In Origin) اس کی مثال مسورۃ متن اور قمران سے ملنے والی کتاب یسعیاہ کے متن میں فرق سے دی جاتی ہے۔

iii) الفاظ کے ہجے بدل گئے۔ اس کی مثال مسورۃ متن اور قمران کے زبور کے صحیفے میں اختلاف سے دی جاتی ہے مثلاً ایک عبرانی لفظ قربام کی جگہ قبرام (قبریں) تحریر ہو گیا قربام کے معنی اندرونی خیالات کے ہیں۔

iv) الفاظ دوبار لکھے گئے Dittography۔ وادی قمران کے کتاب یسعیاہ کے متن اور مسورۃ متن کی کتاب حزقیل میں یہ غلطیاں نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔

v) غلطی سے الفاظ رہ گئے۔ Haplography

vi) دو فقرے ایک طرح سے ختم ہوتے تھے کاتب کی نظر دوسرے پر جا پڑی اور اسے لکھ دیا۔ اس کو Homolotetation کہا جاتا ہے۔

vii) ایسی بہت سی غلطیوں نے بائبل میں لفظی تحریف کو جنم دیا۔ یہ سلسلہ آگے چلتا رہا۔ عام طور پر اس تحریف کا یہ جواز پیش کیا جاتا ہے کہ قدیم عبرانی میں الفاظ آپس میں ملے ہوتے تھے ان کو علیحدہ علیحدہ کرنے میں بعض اوقات فقرے کا مفہوم بدل جاتا تھا اور متن کو مختلف طریقوں سے پڑھا جا سکتا تھا ایسے کئی مخففات Abbreviations تھے جن کی کاتبوں اور نقل نویسوں کو درست تفہیم نہ ہو سکی۔[8]

عمداً تحریفات

سب سے اہم بات جس کا قرآن حکیم میں ذکر ہے اور جس کو انسائیکلو پیڈیا برٹینکا تسلیم کرتا ہے وہ عمداً کی گئی تحریفات ہیں کاتبوں نے متن میں عمداً تبدیلیاں کر دیں اور اگر کوئی لفظ غیر معروف اور مشکل تھا تو اس کی جگہ آسان لفظ لکھ دیا۔ دوسرے بائبل کے حاشیہ میں موجود متن کو اصل متن میں شامل کر دیا یہودی احبار و رہبان ان باتوں سے واقف تھے۔ دو مسودات میں موجود قرأت مختلف تھیں ان دونوں کو متن میں ڈال دیا۔[9]

ان وجوہات کی بناء پر محققین بائبل کے اصل متن کا کھوج نکالتے رہے۔ اس کے لئے انہوں نے عبرانی بائبل کے متن کی عہد بعہد تاریخ کا جائزہ لیا۔ اس کھوج میں ان کے سامنے بائبل کے کئی متن، قدیم مخطوطے اور مسودات تھے جن میں اہم ہفتادی یونانی ترجمہ اور سامری توریت تھی۔ ان نسخوں کے متنوں کا تصحیح شدہ مسورۃ متن سے مقابلہ کیا گیا تو ان کے متن اور مسورۃ میں چھ ہزار مقامات پر اختلافات ملے جو بہت بڑی تعداد ہے۔ مسورۃ متن کا یونانی ہفتادی ترجمے کے متن سے تقابل ہوا تو معلوم ہوا کہ اس کے صرف 1/3 حصے میں مطابقت ہے۔ اتنے بڑے اختلاف کو کاتبوں کے سر تھوپنا ناانصافی ہے۔

عبرانی بائبل کے یونانی تراجم Greek Versions

سکندریہ کے یہودیوں نے تیسری صدی ق م کے ہفتادی یونانی نسخے کو مسلمہ مذہبی کتاب تسلیم کر لیا تھا۔ اگرچہ اس کا فلسطین کے عبرانی نسخے سے بہت اختلاف تھا۔ عیسائیوں نے بھی اسی ترجمے کو اپنایا۔ پہلی صدی عیسوی کے بعد عیسائیت کی ترقی کے نتیجے میں جب یہودی عیسائی مناقشات بڑھنے لگے تو عیسائی ہفتادی ترجمے سے اپنے موقف کی وضاحت کے لئے حوالے دیتے تھے یہودی اس کو ماننے سے انکار کرتے تھے۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ بائبل کا ایک مستند یونانی ترجمہ تیار کیا جائے۔

ایکولا کا ترجمہ

130 عیسوی میں ربی ایکولا Onkelos نے بائبل کے مروجہ عبرانی متن کی بنیاد پر ایک یونانی ترجمہ تیار کیا تاکہ عبرانی اور یونانی متن میں تطبیق پیدا کی جائے کیونکہ ہفتادی ترجمے میں کئی مقامات پر علیحدہ متن تھا۔ ایکولا کا تعلق ایشیائے کوچک سے تھا اس نے ہر عبرانی لفظ کا یونانی متبادل تلاش کرنے کی کوشش کی۔ یہ ترجمہ یہودی عبادت گاہوں سناگاگ میں چھٹی صدی عیسوی تک موجود رہا۔ اب اس کا مکمل متن دستیاب نہیں۔

تھیوڈوشن کا ترجمہ

دوسری صدی عیسوی میں ایک عبرانی مسیحی عالم تھیوڈوشن (Theodotion) نے بائبل کا یونانی ترجمہ کیا۔ عیسائیوں نے اسے پسند کیا لیکن یہودیوں نے اسے محفوظ نہ کیا اس کی زبان بہتر تھی ہفتادی ترجمے میں کتاب دانیال کے

ترجمے کو نکال کر اس کا نظر ثانی شدہ ترجمہ اس میں شامل کیا گیا۔

سماکس کا ترجمہ

تقریباً 200 عیسوی میں سماکس (Symmachus) نے یونانی ترجمہ کیا۔اس کا نسخہ دستیاب نہیں۔

اوریجن کا ترجمہ

تیسری صدی عیسوی میں سکندریہ کے مسیحی رہنما اوریجن (Origen) (185 - 257ء) نے چھ متوازی کالموں میں تمام پہلے عبرانی یونانی وغیرہ تراجم کو درج کیا۔اس نے تراجم کے اختلافات واضح کئے جو کمی بیشی یونانی متنوں کے مقابلے میں عبرانی میں نہ تھی یا عبرانی میں متن کا کچھ اضافی حصہ تھا جو یونانی میں نہ تھا۔ایسی کئی تبدیلیوں کو مختلف نشانات ستارہ، جمع تقسیم وغیرہ سے ظاہر کیا۔[10] چھ کالموں کی وجہ سے اسے Hexapla کہا جاتا ہے۔اس کا مکمل نسخہ ساتویں صدی عیسوی میں ناپید ہو گیا۔ ہفتادی ترجمے کو اور لوگوں نے بھی بہتر بنانے کی کوشش کی جن میں مصر میں Hesychius ایشائے کوچک میں لیوسین Lucian فلسطین میں یوسی بیس اور پاسپلیس Eusebius and Pampilus وغیرہ شامل تھے۔لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔

سُریانی ترجمہ Syriac Version

سریانی سامی زبان ہے جو ترکی کے مشرق اور وادی فرات میں بولی جاتی تھی۔اس زبان کو عیسائی کلیسا نے تیسری صدی میں اپنایا اور چھٹی صدی عیسوی تک جاری رکھا دوسری صدی عیسوی میں بائبل کا سُریانی (Syraic) زبان میں ترجمہ کیا گیا اور ہفتادی ترجمے کی روشنی میں اس پر نظر ثانی کی گئی اس کا نویں صدی عیسوی کا ایک نسخہ موجود ہے۔سُریانی زبان کا ترجمہ پشاتا (Peshitta) یعنی سادہ اور مقبول عام ترجمہ شامی چرچ کی بائبل تھی۔اسے تیسری صدی عیسوی کے آخر میں اپنا لیا گیا تھا۔ پشاتا کو Codex Ambrosianus بھی کہتے ہیں۔اس کا قدیم ترین نسخہ 442ء کا ملتا ہے۔ اس نسخے کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کتاب مقابی سوم اور چہارم اور بعض مقامات پر اسدراس چہارم موجود ہے یہ غیر مستند کتب (اپوکریفا) ہیں۔عجیب بات یہ ہے کہ یہودی مورخ جوزیفس کی کتاب Wars کی جلد ہفتم بھی اس میں پائی جاتی ہے۔

ترگوم Targum

بابل میں جلاوطنی یہودیوں نے چھٹی صدی ق م میں ایران اور عراق کی زبان آرامی اختیار کر لی تھی۔آرامی ایران کی وسیع سلطنت میں مروج سرکاری زبان تھی کتاب تالمود بابلی کی بنیاد بائبل کا آرامی ترجمہ وتفسیر ترگوم ہے یہ ترگوم بائبل کی مختلف کتب کی تفاسیر ہیں کچھ توریت کے ترگوم ہیں کچھ کتب انبیاء کے اور کچھ تحریرات (زبور وغیرہ) کے ترگوم ہیں۔ بائبل کی ان آرامی زبان کی تفاسیر کا عہد تیسری سے چوتھی صدی عیسوی کا ہے۔[11]

یہودیوں کی مذہبی ضروریات کے پیش نظر بائبل کا آرامی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ ترجمہ ٹکڑوں ٹکڑوں میں ضرورت کے مطابق کیا جاتا رہا اس ترجمے کے دوران کئی زبانی روایات تراجم میں داخل کردی گئیں۔ پہلے پہل فلسطین میں دوسری صدی ق م میں بائبل کا آرامی ترجمہ ہوا اس کو ترگوم (Onkelos) کا نام دیا گیا۔ واضح رہے کہ ترگوم کے قدیم اور شائع شدہ نسخوں میں کئی اختلافات ہیں۔ سامری ترگوم کا دوسری یا تیسری صدی عیسوی کا نسخہ سب سے الگ ہے۔

حضرت مسیحؑ کی زبان آرامی تھی اور انجیل نویس بھی آرامی زبان جانتے تھے۔ اس لئے عہدنامہ جدید میں ہمیں آرامی ترگوم کے کئی حوالے ملتے ہیں۔ بعض عالموں کا خیال ہے کہ ایسے 300 کوٹیشن (Quotation) عہدنامہ جدید میں موجود ہیں لیکن یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ عہدنامہ جدید میں ایسے حوالے بھی ہیں جو یہودی عبرانی بائبل میں نہیں بلکہ غیر مستند کتب میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً عہدنامہ جدید میں یہوداہ کے عام خط (Jude) میں مذکور ہے کہ حنوک (Enoch) نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا یہ پیش گوئی کی تھی (یہوداہ کا عام خط 15:15) حنوک کی کتاب عبرانی بائبل میں نہیں یہ اپوکریفا کا حوالہ ہے جو عہدنامہ جدید میں آ گیا ہے۔ ایسے اور کئی حوالے ہیں۔[12]

یہ بات قابل غور ہے کہ عہدنامہ جدید کے مصنفین کے علاوہ کئی حواریاتی آباء نے اپنی تحریرات میں زیادہ حوالے فلسطین کی عبرانی بائبل کی بجائے ہفتادی یونانی ترجمے سے دیئے جو حضرت مسیحؑ کے عہد اور بعد کی صدیوں میں عام استعمال میں تھا۔

محقق ترپی (Turpie) کہتا ہے کہ عہدنامہ جدید (NT) میں عہدنامہ قدیم (OT) کی 278 کوٹیشن دی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- ☆ صرف دس کوٹیشن مسورہ متن سے ملتی ہیں۔
- ☆ 37 ہفتادی ترجمے کے مطابق ہیں
- ☆ 53 دونوں سے ملتی ہیں
- ☆ 175 دونوں میں سے کسی سے نہیں ملتیں۔
- ☆ 3 کا عہدنامہ قدیم (OT) میں کوئی حوالہ نہیں (بلکہ چھ سرے سے موجود نہیں۔ مولف)

عہدنامہ جدید میں بائبل کے عبرانی متن کو نظرانداز کرنے سے عیسائیت کے الگ اور منفرد مذہبی تشخص کا ثبوت ملتا ہے۔

یہودیوں نے پہلی صدی عیسوی کے بعد تراجم کا کام جاری نہ رکھا نہ ہی ابتدائی مسودات کے سکرول محفوظ کئے گئے انہوں نے ابتداء میں جس نسخے کو مصدقہ قرار دیا ممکن ہے وہ مصدقہ نہ ہو۔ یہودیوں میں مقدس کتب کی تصحیح کرنے والوں کا ایک الگ طبقہ تھا جس کو ہیکل کے فنڈ سے تنخواہ ملتی تھی۔ قرون وسطی کے ایک ماخذ میں روم کی سیورس سناگاگ (Severus Synagogue) میں موجود توریت کے ایک نسخے میں مختلف متنوں پر مبنی ایک قدیم نسخے کا پتہ چلتا ہے اس

میں بائبل کے مختلف النوع متنوں اور دیگر تحریفات کی پوری فہرست درج تھی قرأت کے اختلاف کا وافر حصہ تھا۔ ایسے ہی جیسا کہ عرض کیا گیا ہے بحیرہ مردار کے صحائف کی روشنی میں بھی بائبل کے متن میں کئی تبدیلیاں ثابت ہوتی ہیں۔ یہ اختلافات مسورۃ متن، ہفتادی ترجمے اور سامری توریت[13] کے باہمی اختلافات سے کہیں زیادہ ہیں دراصل بائبل کی ہر کتاب انفرادی قسم کا متن پیش کرتی ہے جو کبھی ایک نسخے سے مطابقت رکھتا ہے اور کبھی دوسرے نسخے سے ملتا ہے۔

لاطینی ترجمہ Latin Version

تیسری صدی عیسوی تک جو قدیم لاطینی تراجم موجود تھے ان میں کئی اختلافات تھے اور ان کی زبان ناقص تھی۔ پوپ دماس (Damasus) کے ایماء پر شمالی افریقہ اور یورپ کے عیسائیوں کی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چوتھی صدی عیسوی میں سینٹ جیروم (Jerome) (420-340ء) نے بائبل کے لاطینی ترجمہ کا آغاز کیا اور 405ء میں عبرانی بائبل کا لاطینی ترجمہ کیا اس کو ولگیٹ Vulgate کہتے ہیں اس نے عہد نامہ جدید کا 386ء میں ترجمہ مکمل کیا اور پھر عہد نامہ قدیم کا ترجمہ 405ء میں مکمل کیا۔ سلطنت روما شمالی افریقہ تک پھیل چکی تھی اور کلیسا کے مرکز اٹلی کی زبان لاطینی تھی تیسری صدی عیسوی تک رومن کلیسا کی زبان یونانی تھی لیکن لاطینی بھی عام مروج تھی۔ ولگیٹ کا ماخذ ہفتادی ترجمہ تھا اسے رومن کیتھولک کلیسا کی قرون وسطیٰ کی بائبل کہا جاتا ہے اس بائبل کا کچھ حصہ عبرانی سے ترجمہ کیا گیا ہے اور کچھ قدیم لاطینی ترجمے سے اخذ شدہ ہے بعض مقامات پر یونانی نسخوں سے مدد لی گئی ہے کئی اپوکریفا یا غیر مستند کتب اس نسخے کی مدد سے حاصل کی گئیں۔[14]

ولگیٹ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کو پہلی دفعہ مینیز (Mainz) جرمنی سے 1454ء میں گوٹن برگ (Gottenberg) پریس نے شائع کیا ایک صدی تک اس نسخے پر نظر ثانی کی جاتی رہی پھر کلیسا نے ایک سرکاری متن جاری کیا جس کو 1546ء میں کونسل آف ٹرنٹ (Council of Trent) نے منظور کر لیا۔ رومن کیتھولک چرچ نے اس ترجمے کو تسلیم کیا۔ اس میں موجود اپوکریفا کی 11 کتب کو مصدقہ مان لیا گیا تھا۔ دو اہم مسیحی کونسلوں ہپو (Hippo) (393ء) اور کارتھیج Carthage (397 - 414ء) میں بعض اپوکریفا کو مذہبی کتب کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ 1594ء میں مارٹن لوتھر نے یہودی اپوکریفا کو بائبل سے نکال دیا لیکن یہ بھی کہا کہ ان کا مطالعہ اخلاق آموز ہے انگلیکن چرچ کے سربراہ آرک بشپ آف کنٹربری نے شاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی کے وقت اس بائبل کا حلف کے لئے استعمال نہ کیا جس میں اپوکریفا شامل نہ تھے۔ اپوکریفا کے بغیر کتاب کو انہوں نے مسخ شدہ اور نامکمل کتاب کا نام دیا۔

دیگر تراجم Other Versions

بائبل کے دیگر زبانوں میں جو تراجم ہوئے ان کی بنیاد ہفتادی ترجمہ تھا ان میں قبطی (Coptic) ایتھوپین (Ethiopean) آرامیائی (Armenian)، گارجین (Gorgian) گاتھک (Gothic)، سلونیک (Slovanic) وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے متنوں میں اختلافات اور قرأت مختلفہ کی موجودگی ایک الگ موضوع ہے۔

عربی ترجمہ Arabic Version

جزیرہ نما عرب میں اسلام سے قبل یہودی اور عیسائی آباد تھے یہ مشرک قبائل کو یہودیت اور عیسائیت کی تبلیغ کرتے تھے عرب کے جنوب مغرب یمن میں حمیاری حکمران ذونواس نے 517ء میں یہودی مذہب اختیار کر لیا اور یہودیت کی تبلیغ کی۔ حیرہ Hira کی ریاست عرب عیسائیت کا مرکز تھی تیسری صدی عیسوی سے چھٹی صدی عیسوی تک یہودی عبرانی بائبل استعمال کرتے تھے اور عیسائی یا تو سریانی یا یونانی ترجمہ استعمال کرتے تھے عرب میں رہنے اور اس معاشرے کا حصہ ہونے کے باوجود یہود نے اپنی مذہبی انفرادیت برقرار رکھی لیکن وہ مذہب کے بجائے اپنے معاشی مفادات کو ترجیح دیتے تھے۔ انہوں نے بائبل کا کوئی باقاعدہ عربی ترجمہ نہیں کیا ممکن ہے کہ اسلامی عہد سے قبل انہوں نے بائبل کے بعض حصوں کے زبانی تراجم کئے ہوں جیسے تحریری ترجمے سے قبل آرامی میں بائبل کے زبانی ترجمے ہوئے تھے۔ ایسے ہی عربی ترجمے بھی کئے گئے ہوں گے جن کا کوئی نسخہ یا واضح ثبوت نہیں ملتا۔

مغربی ایشیا میں مسلمانوں کی فتوحات کے بعد یہود و نصاریٰ نے بائبل کو عربی میں ڈھالنے کی کوشش کی ایک روایت ہے کہ عیسائی عالم حنین بن اسحاق (Johannites) (808-873ء) نے ایک عربی ترجمہ کیا تھا جس کی بنیاد ہفتادی ترجمہ تھا۔ اگر ایسا کوئی ترجمہ ہوا ہو تو وہ اب ناپید ہے۔ عبرانی بائبل کی بعض کتب کا پہلا عربی ترجمہ یہودی عالم سعدیہ گوون (Saaddyah Goan) (892 - 942ء) نے دسویں صدی عیسوی میں کیا۔ یہ عبرانی رسم الخط میں ہے۔ کلسعدیہ بابل میں آباد یہودیوں کا رہنما تھا۔ یمن کے یہودیوں میں یہ ترجمہ مقبول رہا۔ ایسے ہی سامری بائبل جو توریت پر مشتمل ہے اس کا ترجمہ ابوسعید نے تیرھویں صدی عیسوی میں کیا۔ ایک ترجمہ کیراتی فرقہ یہود (Karaite) کے عالم یافث بن ایلی نے کیا۔ عیسائیوں نے بھی عربی ترجمے کئے لیکن انہوں نے عبرانی بائبل کی بجائے دیگر زبانوں کے تراجم کو بطور ماخذ استعمال کیا۔ بائبل کا پہلا مکمل عربی ترجمہ پیرس سے 1629ء میں اور دوسرا لندن سے 1657ء میں طبع ہوا لیکن ان کا مخلوط متن ہے۔ پہلا باقاعدہ اور بہتر عربی ترجمہ امریکن پروٹسٹنٹ مشن نے 1864ء میں تبلیغی ضرورت کے تحت کرایا۔ کیتھولک عیسائیوں جیزوایٹ Jesuits نے پہلا عربی ترجمہ (1876-1880ء) میں کیا۔ جو تین جلدوں میں بیروت سے شائع ہوا اس ترجمے میں ان کی مدد ابراہیم الحازطے نے کی۔

سعدیہ گاؤں کے عربی ترجمے کے علاوہ جو دسویں صدی عیسوی کا ہے دیگر عربی تراجم ثانوی ماخذوں کی بنیاد پر تیار ہوئے۔[16] ان میں تیرھویں صدی کا سامری توریت کا ترجمہ شامل ہے جو ابوسعید ابوالبرکات نے کیا۔

حواشی

1. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ Biblical Literature
2. سینٹ آگسٹائن۔ سیٹی آف گاڈ ماخوذ کتاب۔ (Judaism, Christianity and Islam, F.E. Peters, p.18)
3. انسائیکلوپیڈیا۔ برٹینیکا 1973' انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ مسورة
4. یہ بات پیش نظر رہے کہ یہودی مسورتین یعنی روایات کے محافظوں نے بائبل کے ابتدائی متن میں جو پہلے ساتھ ساتھ ملے اور ایک ساتھ جڑے ہوئے حروف پر مشتمل تھا اور ایک فقرہ مختلف حصوں میں توڑ کر مختلف طور پر پڑھایا جا سکتا تھا اس میں داول اور Punctuation Marks لگا کر متن کو صاف اور واضح کرنے کی کوشش کی اس اصلاح شدہ مسورۃ متن کا 916ء کا سب سے پرانا نسخہ موجود ہے۔ بائبل پر تنقید کرنے والے محقق کہتے ہیں کہ مسورۃ متن سے پہلے بائبل کے نسخوں میں بہت سے اختلافات موجود تھے' کئی تصحیحات موجود تھیں حاشیے تھے قرأت مختلف تھی ان نسخوں میں سے کس بنیاد پر ایک یا ایک سے زیادہ نسخوں کا انتخاب کیا گیا جس سے مسورۃ تیار ہوا۔ یہ کہاں تک درست انتخاب تھا اور پھر اگر یہ انتخاب درست نہ تھا تو مسورۃ متن کی صحت کو کیونکر تسلیم کیا جائے؟ عبرانی بائبل کا پہلا طبع شدہ نسخہ 1524 کا ہے۔

   Great Rabbinaic Bible, Published at Venice by Daniel Boomberg 1524-25 and edit by Yaqov ben Hayyim ibn Adonniyyah
5. انسائیکلوپیڈیا۔ برٹینیکا اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ Biblical Literature
6. انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا جلد سوم 1963ء ص 577
7. انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا 1974۔ Bibical Literature
8. انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا۔ Biblical Literature
9. انسائیکلوپیڈیا امریکنا۔ بائبل اور انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا۔ Biblical Literature
10. جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ جیروم نے یہود پر تحریف کا الزام لگایا ایسے ہی کلیسائی فادر جسٹن مارٹائر نے یہودیوں پر الزام لگایا کہ وہ خود اپنی مقدس کتب Scriptures میں تبدیلیاں کرتے ہیں۔ اوریجن نے ہفتادی ترجمے کی اصلاح کے لئے متن کے اندر مختلف نشانات دیئے جہاں کہیں اضافہ تھا اس کے لئے ستارے کا نشان دیا' جہاں الفاظ غائب تھے وہاں = نشان بنا دیا اور جہاں دونوں قسم کی تحریفات تھیں وہاں جمع + کا نشان لگا دیا اس طرح ایکولا تھیوڈوشن وغیرہ کے متوازی کالموں میں دیئے گئے تراجم کے اختلافات زیادہ نمایاں ہو گئے اور متن کا معاملہ اور زیادہ الجھ گیا۔ (Confusion worst confounded) انسائیکلوپیڈیا امریکنا۔ بائبل ص 632
11. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ Biblical Literature

12. Jermiah the Prophet (Math. 26:9)
The Wisdom of God (Luke 11:49)
Enoch (Jude 14-16)
Assumption of Moses (Jude 9)
Apocalypse of Elijah (Eph 5:14 and i Corth ii-9)
Martyrdom of Isaiah (Heb 11:37)

13. سامری توریت سامیری زبان میں ہے سامری یہودنابلس اسرائیل میں آباد رہے۔ اس کتاب کو1616ء میں پہلی دفعہ دمشق سے ڈی والے (Pietro detla Valle) یورپ لایا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ سامیریٹن کینن)

14. جیروم نے اپوکریفا کو بائبل سے الگ کیا لیکن سینٹ آگسٹن (354-430) نے ان کو ولگیٹ میں شامل رکھا۔ رومن کیتھولک چرچ کے چھٹی صدی عیسوی کے ولگیٹ کے مسودے میں اپوکریفا توبت' جوڈتھ' دانش سلیمان' بن سیراخ مقابی اول اور دوم شامل تھیں اور ان کو مقدس کتاب کا درجہ حاصل تھا جیروم نے یہ درجہ نہ دیا تھا محض اخلاق تعلیم کی حامل کتب کہا۔ یہی بات لوتھر نے کہی لیکن کونسل آف ٹرنٹ 1546ء نے ان کو الٰہی نوشتہ قرار دیا۔ ویٹیکین کونسل 1870ء میں ان کی توثیق کردی گئی۔ واضح رہے کہ ولگیٹ کا متن کئی تبدیلیوں کا شکار رہا۔ اس کی وجہ ایک تو قدیم لاطینی نسخوں اور ولگیٹ کا اختلاف ہے۔ دوسرے محققین نے 8 ہزار ولگیٹ نسخوں کا باہمی موازنہ کیا تو انہیں بے شمار (کاتبوں) کی ترمیمات اور تبدیلیاں ملیں جو نقلیں تیار کرتے وقت سہواً اور عمداً کی گئی تھیں (انسائکلوپیڈیا۔ امریکنا۔ بائبل)

15. ربی سعدیہ نے توریت اور کتاب یسعیاہ کے ترجمے کے ساتھ ساتھ آرامی ترگوم میں ربیوں کی بیان کردہ تفاسیر بھی اس میں شامل کیں۔ گیارہویں صدی عیسوی میں عبداللہ بن الفضل نے بعض کتب کا عربی ترجمہ کیا اور تیرہویں صدی میں مصر کے ایک یہودی نے کتاب ایوب اور ہوسیا کا عربی ترجمہ کیا۔ جزوی تراجم زیادہ اہم شمار نہیں کئے جاتے۔ ایسے ہی ہمیں 1469ء میں حارث بن نسان کے عہد نامہ قدیم کی بعض کتب کے عربی تراجم کا ذکر ملتا ہے۔ (آرنلڈ۔ اسلام ص271)

16. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ Biblical Literature اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ زیر لفظ یہود اور تورات یہودی بابل میں تھے تو انہوں نے آرامی (کلدانی) زبان میں بائبل کا ترجمہ کیا۔ شام کے یہودیوں نے سریانی ترجمہ کیا مصر کے یہودیوں نے یونانی ترجمہ کیا۔ اسلام سے قبل یمن میں یہودی حکومت قائم تھی اس کے خاتمے کے بعد نجران' اور ظافر میں عیسائی بشپ موجود تھے یعقوبی فرقے کے دو بشپ حیرہ اور اکولا میں تعینات تھے ایک نسطوری بشپ جزیرہ نماعرب کے لئے مقرر تھا لیکن 600 سال تک یعنی پہلی صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک کسی یہودی یا عیسائی کو بائبل کے عربی ترجمے کی توفیق حاصل نہ ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقی صداقتوں کا ترجمان قرآن حکیم کا نزول ہو رہا تھا اور ان کتب کو منسوخ ہونا تھا۔

منتخب ماخذ

- Encyclopedia of Religion, 1987
- Encyclopedia Brittanica, 1974
- Encyclopedia Americana, 1951

Suggested Readings

☆ The Cambridge History Of The Bible, 3 Vols.

☆ Vol.i From The Beginning To Jerome, 1970

☆ Vol.ii The West From Fathers To The Reformation, 1969

☆ Vol.iii The Reformation To The Present Day, 1963

☆ Jack Finegan, Encountering New Testament Manuscripts: A Working Introduction To Textual Criticism, Mich, USA, 1974

☆ W.Walden, Guide To Bible Translation, A Handbook Of Versions, Ancients And Modern, Mass, USA, 1979

☆ D.Thomas, Documents From OT Times, London, 1958

باب 19

قرآن' یہود اور یہودیت

610ء میں سرزمین مکہ میں اسلام کا ظہور ہوا۔ قرآن نے بنی اسرائیل کی قدیم تاریخ' انبیاء کے واقعات' یہود کی اس عہد کی حالت' یہودی احبار و رہبان کی حق پوشی مذہب سے انحراف اور اس کے نتیجے میں ان کے مخدوش مستقبل کے بارے میں بعض پیش گوئیاں کیں ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں دنیا کی تہذیب و تمدن کا ارتقاء جاری تھا رسل و رسائل اور ذرائع آمد و رفت محدود تھے اور اقوام کے باہمی روابط کم تھے ان حالات میں یہودیت کی گزشتہ تاریخ اور مذہبی حالات کی صحیح عکاسی کرنا ایک عظیم اور محیر العقول واقعہ تھا یا اعجاز قرآن پر ناقابل تردید دلیل ہے۔

یہودی فلسطین' بابل (عراق) سکندریہ (مصر) شام ایران اور مدینہ کے قرب و جوار میں رہ رہے تھے وہ محکومیت اور جلاوطنی کی زندگی گزار رہے تھے وہ حضرت مسیحؑ کے انکار کی سزا بھگت رہے تھے ان کے پاس عبرانی اور آرامی میں اپنی مقدس کتب کا ذخیرہ تھا جس کے مفسر اور شارح یہودی احبار و ربی تھے انہوں نے چمڑے کے سکرول پر ان کو لکھ کر مکمل طور پر اپنے قبضے اور تصرف میں رکھا ہوا تھا عام یہودیوں کو ان کے جستہ جستہ حصے سنا دیے جاتے تھے یا عبادات کے دوران پڑھی جاتی تھیں۔ یہودی ربی اپنے مراکز میں بیٹھ کر دینی امور پر بحث کرتے تھے اور بعض رسومات بجالاتے تھے عام یہودی مکمل طور پر ان کے رحم و کرم پر رہتا تھا۔ مذہبی پیشوائیت کا تسلط نہایت قوی اور مضبوط تھا۔ یہودی ربیوں کے پاس عبرانی بائبل' توریت کے قوانین کی تفسیر مشنہ (200ء) اس کی مزید شرح گمارا (تیسری سے پانچویں صدی عیسوی) مدراش (بائبل کے احکامات کی تفسیر چھٹی صدی عیسوی) تالمود کے دو مجموعے تالمود یروشلم (چوتھی صدی عیسوی) تالمود بابلی (پانچویں صدی عیسوی) ترگوم (آرامی) اور دیگر لٹریچر موجود تھا۔[1]

اسلام کے ظہور کے وقت عبرانی بائبل قدیم عبرانی میں تھی اور دیگر کتب زیادہ تر آرامی میں تھیں۔ عیسائیوں کے پاس بائبل کا ہفتادی ترجمہ یونانی زبان میں تھا جس کو ربی تسلیم نہ کرتے تھے۔ عرب کے دور افتادہ علاقوں میں سریانی لاطینی اور قبطی میں بائبل کے تراجم موجود تھے لیکن عربی میں کوئی ترجمہ موجود نہ تھا جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پہلا عربی ترجمہ دسویں صدی عیسوی میں بابل کی یہود برادری کے ایک عالم سعدیہ گوون نے کیا۔

یہود کے بعض قبائل چھ سو سال قبل مدینہ میں آکر بس گئے تھے یہودی مسیح بار قشبہ کی بغاوت (132ء) اور رومیوں کے مظالم کے باعث انہوں نے مدینہ کے مضافات میں پناہ لی تھی۔ عرب میں دور جاہلیت کا ایک یہودی شاعر سماول ابن عدیہ (Samual b. Adiyah) زیادہ مشہور تھا جو زمانہ جاہلیت کے عام شاعروں کی طرح تھا اور اسی قسم کے عشقیہ شعر کہتا تھا اس کا زیادہ کلام الحاقی (بعد کا اضافہ) قرار دیا گیا ہے۔ دور جاہلیت کی شاعری یہودی کلام سے خالی ہے بلکہ یہودی شاعری پر عربی اثر ہے دور جاہلیت کی شاعری میں بنی اسرائیل کی اصطلاح کسی عرب شاعر نے استعمال نہیں کی۔[2]

مشہور یہودیوں میں عبداللہ بن سلام' کعب بن احبار' وہب بن منبہ وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ وہب بن منبہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ سال بعد اسلام قبول کیا۔ انہوں نے ایک کتاب المبتداء تصنیف کی جس کو بعد میں اسلامی مورخوں نے بطور ماخذ استعمال کیا یہ کوئی مستند اور جامع تصنیف نہ تھی۔

تاریخ میں مدینہ کے یہود کے حالات اور آثار نہیں ملتے۔ ہمیں کوئی باقاعدہ تحریر اور کتاب دستیاب نہیں قرآن حدیث اور تفسیر ہی ہمارا بڑا ماخذ ہے۔ یہود نے عرب کلچر اپنا رکھا تھا اور مذہب سے زیادہ اپنے معاشی مفادات زراعت اور سودی کاروبار میں دلچسپی رکھتے تھے۔ یہودی مورخین نے جزیرہ نما عرب کے یہود کا اپنی تاریخوں میں کوئی ذکر نہیں کیا۔ قرآن کی مکی سورتوں میں یہود و نصاریٰ کا ذکر کم ہے۔ زیادہ ذکر مدنی سورتوں میں ہے قرآن نے لفظ یہود 15 بار استعمال کیا اور بنی اسرائیل کا 43 مقامات پر تذکرہ کیا ہے۔[3] اسلام کے ظہور کے وقت عرب میں یہودی لٹریچر نہایت ہی محدود پیمانے پر موجود تھا جو ان کے احبار و رہبان کے پاس تھا۔ عام یہودی اس سے نا آشنا تھا ان کی بڑی بڑی مذہبی کتابوں کی دستیابی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا اور نہ ہی مکہ و مدینہ میں عبرانی' یونانی' سریانی' لاطینی آرامی' قبطی زبانوں کے جاننے والے عالم موجود تھے۔ یہود اور یہودیت کا صحیح واقعاتی بیان قرآنی وحی کا اعجاز ہے قرآن نے اس عہد میں جو کچھ بیان کیا اس کو آئندہ زمانے میں تسلیم کیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیل سے ملتا تھا۔ آپؐ کے ظہور نے ثابت کر دیا کہ نبوت پر عبرانی بولنے والوں کی اجارہ داری نہیں خدا عربی بولنے والے ایک پاکباز' امین اور صادق کو نبی بنا کر بھیج سکتا ہے اس حقیقت سے یہود اور نصاریٰ آگاہ تھے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق پیشن گوئیوں سے پورے طور پر واقف تھے۔

قرآن نے گزشتہ آسمانی صحیفوں کو مانا اور اسلام کے پیروکاروں کو ان پر ایمان لانے کی تلقین کی۔ قرآن نے بنی اسرائیل کے انبیاء کے حالات و واقعات ایک خاص انداز سے بیان کیے مبالغہ آمیز قصے کہانیوں اور ربیوں کی وضع کردہ زبانی (غیر مکتوب) روایات اور لایعنی باتوں کو بالکل حذف کر دیا۔ قرآن میں گزشتہ اساطیری داستانوں کو دوہرایا نہیں گیا بلکہ درست حقائق اور واقعات اور ان کا پس منظر بیان ہوا ہے۔ ان کی بنیاد پر نصائح آمیز پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ انبیاء کی اصل تعلیمات اور حالات کو ظاہر کر کے قوموں کے عروج و زوال کے قوانین کی وضاحت کی گئی ہے اور حضور نبی کریم ﷺ اور ان کی جانثار جماعت صحابہ کرامؓ کو حق کی راہ پر چلنے' استقامت اختیار کرنے اور مشکلات پر قابو پانے کا درس دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ خدا نے کس طرح اہل حق کی مدد کی اور ان کو نصرت و کامیابی کی منزل مقصود تک پہنچایا۔

قرآن نے جن انبیاء کا تذکرہ کیا ان میں سے کئی ہستیوں کو یہودی اپنے وضع کردہ قاعدوں کے مطابق نبی اور رسول تسلیم نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ کو نبیوں جیسے افراد اور کچھ کو نیک لوگ' بادشاہ' کاہن یا پریسٹ (Priest) کہتے تھے۔[4] وہ حضرت اسماعیلؑ' حضرت داؤدؑ' حضرت سلیمانؑ' حضرت یوسفؑ وغیرہ کو نبی اور خدا کے فرستادہ نہیں مانتے۔ حضرت ابراہیمؑ' حضرت یعقوبؑ' حضرت موسیٰؑ' حضرت الیاس (ایلی جاہ یا ایلیاہ) الیسع (ایلی شا) یونس ادریس (انوخ Enoch) وغیرہ کو نبی مانتے ہیں اس کے علاوہ سیموئیل' یسعیاہ' یرمیاہ' عموس وغیرہ کو نبی مانتے ہیں جن کا قرآن میں الگ

طور پر ذکر نہیں عمومی طور پر انبیائے بنی اسرائیل کا ذکر ہے ارشاد خداوندی ہے ہم نے بعض رسولوں کا آپ سے ذکر کیا ہے اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔ (النساء)۔

قرآن نے بنی اسرائیل کی قومی تاریخ کے اصل واقعات ان کی خدا کی نافرمانیوں بعل دیوتا' سونے کے بچھڑے اور دیگر دیوتاؤں کی پوجا' انبیاء کے قتل' سرکشی اخلاقی وسماجی برائیوں' کتب میں تحریف اور دیگر افعال قبیحہ کا ان کی ملی تاریخ کے تناظر میں ذکر کیا اور ان کے قومی کردار کی نہایت صحیح عکاسی کی اور اسے سرکش قوم کے نمونے کے طور پر پیش کیا۔ بائبل میں بھی کئی انبیاء کی تعلیمات میں بنی اسرائیل کی اس روش کا کھل کر ذکر کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے قرآن توریت کا مصدق ہے اور اس کی سچائیوں کا محافظ ہے۔

قرآن نے نبوت کا ایک جامع تصور پیش کیا اسرائیل میں نبوت کہانت' پیش بینی' پانسہ پھینک کر خدا کی مرضی معلوم کرنے اور خوابوں کی تعبیرات پر مرکوز تھی۔ انبیاء کا ایک طبقہ سلاطین کے دربار سے منسلک تھا۔ وہ ان کی فتوحات کی پیش گوئیاں کرتے تھے۔ وہ کاہن' عجیب وغریب کمالات دکھانے والے اور مادی علاج اور بدارواح نکالنے (Exorcist) کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ وہ وجدانی کیفیت میں مبتلا ہو کر مستقبل کے حالات بتاتے تھے اور پیش گوئیاں کرتے تھے۔ زبانی پیش گوئیاں کرنے والے (Oral Prophet) اور وہ نبی جن کی باتیں ان کے پیروکار لکھ لیتے تھے اور آگے منتقل کر دیتے تھے۔ (Literary Prophets) کہلاتے تھے ایک گروہ ساز بجاتا تھا کچھ راہبانہ زندگی گزارتے تھے اسرائیل کی شمالی حکومت میں اسیریا کے حملے (722 ق م) سے قبل ہمیں بائبل میں ایسے کئی انبیاء کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایسے ہی بخت نصر کے حملے (586 ق م) یعنی جنوبی حکومت اور ہیکل کے برباد ہونے سے پہلے ایسے کئی انبیاء کے حالات بائبل میں مذکور ہیں جنہوں نے یہود کو اس بربادی سے بچنے کے لئے خدا کے احکامات کی پیروی کا درس دیا۔ اسلام نے نبوت کا اعلیٰ وارفع تصور پیش کیا اور نبی کریم کی حیات مبارکہ کو اس کا عملی نمونہ قرار دیا۔ آپ کی ذات والا صفات کو اسوہ حسنہ قرار دے کر مسلمانوں کو اس کی پیروی کی تلقین کی اور اسے راہ نجات بتایا۔

حضور نبی کریم لوگوں کو خدا کا پیغام سناتے' ان کے نفوس کا تزکیہ کرتے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے سابقہ اسرائیلی انبیاء میں کوئی نبی اس اعلیٰ منصب پر فائز نہ ہوا اور نہ ہی اس معیار پر پورا اترتا ہے۔ قرآن نے نبوت کو کہانت' فال گیری اور پیش گوئیوں کے دائرہ سے نکال کر خدا کی نیابت اطاعت اور اس کی مشیت کے اظہار اور تعلیم کا ذریعہ بتایا۔

قرآن نے ان نبیوں کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی جن کو یہودی نبی نہیں مانتے تھے ان کے حقیقی منصب اور اعلیٰ کردار کو واضح کیا اور ان میں سے بعض نبیوں پر یہودی جو الزام تراشیاں کرتے تھے ان کی بریت کر کے ان کی عزت و عصمت کا تحفظ کیا۔ حضور نبی کریم کی بعثت اور خدا کی نازل شدہ قرآنی وحی کا یہود ونصاریٰ پر عظیم احسان ہے کہ ان کی بدولت انبیاء کی عصمت محفوظ ہوئی وگرنہ تو ایسا کوئی مادی ذریعہ موجود تھا اور نہ ہی ایسے کسی ذریعے کو مستند مانا جا سکتا تھا جس کی بنیاد پر حضرت سلیمانؑ' داؤدؑ' لوطؑ' حضرت عیسیٰؑ اور بی بی مریمؑ پر لگائے گئے الزامات کا رد کیا جا سکتا اسی احسان کے باعث ہزاروں مسلمان سینکڑوں سالوں سے ان ہستیوں کو معصوم' پاک باز اور صالح مانتے ہیں۔

قرآن نے عبرانی بائبل کے علاوہ یہودی کی دیگر کتب میں درج صداقتوں اور درست واقعات کی تصدیق کی۔ جن کتابوں کو یہودیوں نے اپنے طور پر اپوکریفا اور اپوکریفا سے الگ غیر مستند کتب (52) کا درجہ دے رکھا تھا ان میں موجود سچائیوں کو ظاہر کیا۔ بعض واقعات جو کسی بھی یہودی کتاب میں مذکور نہ تھے ان کا انکشاف کیا مثلاً فرعون کی لاش کو عبرت کے لئے محفوظ کرنا۔ فرعون مصر کی ممی ملنے تک یہود و نصاریٰ اس کو تسلیم نہ کرتے تھے ایسے اور کئی واقعات ہیں جن کو قرآن نے بیان کیا اور موجودہ عصری انکشافات سے ان کی تصدیق ہو رہی ہے قرآن نے ایسے سائنسی حقائق کو ساتویں صدی عیسوی میں پیش کیا جس کی موجودہ سائنس تصدیق کر رہی ہے۔[۵]

اپوکریفا اور عبرانی لٹریچر کی مستند و غیر مستند میں تقسیم یہودی ربیوں کی وضع کردہ ہے قرآن حقیقت اور سچائی کو جہاں بھی موجود ہو سامنے لاتا ہے اس کی بیان کردہ صداقتیں اٹل ہیں اور کسی دوسرے ماخذ کی تصدیق کی محتاج نہیں۔ قرآن نے انبیائے قدیم کے علاوہ بائبل کی دیگر شخصیات جیسے طالوت و جالوت، فرعون ہامان، قارون، ہابیل و قابیل وغیرہ کے متعلق درست واقعات اور معلومات فراہم کیں اور ان کے حقیقی تاریخی کردار کی نشاندہی کی یہودی کتب میں ان کے گرد قصے کہانیوں اور وضعی داستانوں کا ایک جال بنا ہوا ہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اسرائیلی قصے کہانیوں کو ہم نے قصص الانبیاء جیسی کتب میں دوبارہ درج کر دیا اور بعض تفاسیر اور تاریخ کی کتب میں ان کو یہودی لٹریچر سے اخذ کر کے مذہبیات کا حصہ بنا دیا۔

علامہ ابن خلدون اپنی شہرہ آفاق کتاب مقدمہ میں تفسیروں میں اسرائیلیات کا ذکر کرتے ہیں اور اس بات پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں کہ متقدمین نے اپنی تفسیروں میں رطب و یابس مقبول و مردود سب کچھ اکٹھا کر دیا۔ عرب کے ٹھیٹھ بدو اور امی معلومات کے لئے اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے رجوع کرتے جو خود ان کی طرح بدو تھے ایسے لوگوں میں زیادہ تر طبقہ حمیر کا تھا جو یہودی المذہب تھا جب یہ دائرہ اسلام میں آئے تو اپنی قدیم معلومات کو جس کو احکام شرع سے تعلق نہ تھا اپنے حافظہ میں جگہ دیتے رہے۔ مثلاً پچھلے تاریخی واقعات و حادثات، ابتدائی خلقت انسانی کی کیفیات یہ سب انہیں جوں کی توں یاد رہیں چنانچہ کعب الاحبار، وہب بن منبہ، عبداللہ بن سلام وغیرہ اس زمرہ میں شمار ہوتے تھے یہ سب لوگ اس قسم کی گزشتہ حکایتوں کا سرچشمہ تھے اور مفسرین نے جب تفسیر پر قلم اٹھایا تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ کوئی احکام شرعیہ کی باتیں تو ہیں نہیں جن پر عمل کا دار و مدار ہو اور ان کی صحت کی چھان بین کی جائے ان کو جیسا سنا ویسا ہی لکھ مارا ادھر پچھلی شخصیتوں پر بھی بھروسہ کیا اور ان کی بات پر آمنا و صدقنا کہا کیونکہ اسلام لانے کے بعد ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی تھی اور ان کا شمار صحابہ میں ہوتا تھا اس لئے ان کی بات کو بلا چوں و چرا مان لیا گیا۔ بعد کے دور میں لوگوں نے تفسیر کی منقولہ روایات کو تحقیق و تفتیش کی کسوٹی پر پرکھا اور صحیح و باطل کو الگ کر کے رکھ دیا ان میں ابو محمد ابن عطیہ مغربی کا نام نامی سر ورق آتا ہے جنہوں نے تمام تفاسیر کو سامنے رکھ کر ناقدانہ پہلو سے سب پر نظر ڈالی اور تمام رطب و یابس کو چھانٹ کر خود ایک تفسیر لکھی اور اسے باوثوق روایات اور نقول سے آراستہ کیا چنانچہ ان کی تفسیر نے اندلس میں مقبولیت عامہ حاصل کی پھر ان کے بعد قرطبی آئے انہوں نے بھی اس تحقیقی پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے تفسیر لکھی جس کو مشرق میں شہرت حاصل ہوئی۔[۵۳]

یہودی کہتے ہیں کہ ان کے بعض اکابر شاعر تھے اور اعلیٰ درجے کے ادیب تھے اس لئے مزامیر (زبور) معرض وجود میں آئے کتاب ایوب تصنیف ہوئی اسرائیلی انبیاء نے اپنی تعلیم ادب کے مختلف پیرایوں میں بیان کی جن میں ڈرامائی ڈائیلاگ، شعر و نغمہ، مناجات، گیت وغیرہ شامل تھے ان انبیاء نے کئی اصناف سخن کو اپنے کلام میں استعمال کیا تشبیہ، استعارہ، مجاز وغیرہ کا سہارا لے کر ادبی چاشنی کے ساتھ اپنا مافی الضمیر واضح کیا۔[2] اگرچہ اس طرز بیان اور خطابت پر اس عہد کے غیر اسرائیلی ادب کے اثرات پائے جاتے ہیں۔ قرآن نے واضح کیا کہ نبی کریم شاعر نہیں لیکن ان کے قلب اطہر پر جس وحی کا نزول ہوا۔ وہ معنویت، طرز بیان ادبی خوبیوں اور غنایت سے مملو ہے اور ایسا ادبی اور علمی شہ پارہ اور شاہکار ہے جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی یہ وحی لاثانی و یکتا ہے یہ خالصتاً خدا کا کلام ہے جس میں کسی قسم کی کسی سطح پر تبدیلی نہیں ہو سکتی بلکہ خود صاحب وحی ﷺ جو افصح العرب تھے اس میں تبدیلی کرنے کے مجاز نہ تھے۔

عربی زبان قرآن کے نزول کے وقت اعراب اور بدوؤں کی مقامی زبان تھی قرآن نے اس کو اس قابل بنادیا کہ دور جاہلیت کی شاعری جس پر عربوں کو ناز تھا اس کے سامنے ماند پڑ گئی قرآن کے نزول کے دو صدیوں بعد یونانی و لاطینی ادبیات سے اس کا مقابلہ ہونے لگا۔ قرآن کی آیات اشعار نہ تھے لیکن ان کی صوتی تاثیر سے خدا کی جمال پسندی اس طرح عیاں ہے جیسے اس کے تخلیق کردہ گل و لالہ بالخصوص مکی سورتوں میں قافیہ اور تناسب اصوات کے ساتھ لے کاری کی لطافتیں بھی موجود ہیں اس میں حسن معانی اور حسن صوت دونوں موجود ہیں۔

بنی اسرائیل شرک، بعل پرستی سونے کے بچھڑے اور دیگر علاقائی دیوتاؤں کی پوجا اور پرستش کے ساتھ ساتھ خدا کی ہستی کے قائل رہے انبیاء ان کو ہمیشہ خدائے واحد کی اطاعت کی تعلیم دیتے رہے انہوں نے ان کی تباہی و نگونی کو خدا سے دوری اور شرک پر محمول کیا ابتداء میں بنی اسرائیل کا تصور خدا واضح نہ تھا وہ ایک قومی و نسلی خدا تھا اس کو یہواہ، الوہیم، اودونی، شادائی وغیرہ کے ناموں سے یاد کیا جاتا رہا۔ قرآن نے توحید کا جامع، خالص، ارفع اور آفاقی تصور پیش کیا اور خدا کی ذات اور صفات کا بھرپور تعارف کرایا۔ یہود کا خدا رب الافواج، فوجوں کا سپہ سالار اور سخت گیر تھا جب کہ عیسائیت میں وہ محض محبت و رحم و کرم کا نمونہ تھا۔ قرآن نے افراط و تفریط سے ہٹ کر خدا کی ذات کا تعارف پیش کیا جس میں اعتدال تھا خدا نے مسلمانوں کو امت وسط بنایا تا کہ لوگوں پر گواہ رہے۔ خدا نے اپنی ذات و صفات کو نہایت عمدہ طور پر متعارف کرایا جو کسی اور مذہب میں موجود نہیں خدا رحیم، کریم، غفور، مالک، خالق اور کائنات میں جاری و ساری قوانین کا مختار اور علیم و بصیر ہے قرآن میں اللہ کے بے شمار اوصافی نام ہیں اگر ان کی تفصیل میں جائیں تو سمندروں کی سیاہی اور دنیا کے درختوں کے قلم اس کو ضبط تحریر میں نہیں لا سکتے ان میں صفت جلال و جمال ہے کتب سابقہ میں اسماء اور صفات خداوندی اس انداز اور جامعیت سے موجود نہیں تھیں اس لئے قرآن کا نظریہ توحید بنی اسرائیل کے تصور وحدانیت Monotheism کا نقطہ عروج Culmination اور اس کی تکمیل ہے۔

ایسے ہی ہادی برحق نبی کریم کی نبوت اکمل و اعلیٰ ہے آپ کی بعثت مبارکہ ہی سے منصب رسالت و نبوت کی تکمیل ہوئی اور سابقہ نبوتوں کی تصدیق ہوئی یہ نبوت و رسالت کا نقطہ عروج Culmination ہے "حضورؐ کی ارفع شان صرف نبی ہونا ہی نہیں یہ شان قدر مشترک کے طور پر ہر نبی میں موجود ہے اگرچہ خدا نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا کی آپؐ

کا امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ نورِ نبوت میں سب انبیاء کے مربی اور ان کے حق میں مصدر فیض اور ان کے انوار کمال کی اصل ہیں اس لئے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء اصل سے نہیں بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے اپنے آپ کو نبی الامت نہیں بلکہ نبی الانبیاء بھی فرمایا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے پس جیسے آپ امت کے حق میں نبی امت ہونے کی وجہ سے مربی ہیں ویسے ہی نبیوں کے حق میں بوجہ نبی الانبیاء ہونے کے مربی ہیں۔[8]

تحریف کتب

قرآن یہود کو مقدس کتب میں تحریف کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔جدید محققین نے توریت اور دیگر کتب میں قرآت مختلفہ اور ان کے متن میں تبدیلیوں کو واضح کر دیا ہے۔بائبل کی کتب جن انبیاء کے ناموں سے منسوب ہیں وہ ان کی وفات کے بہت بعد کے زمانے میں مرتب و مدون ہوئیں۔زمانے اور مصنفین کے عہد کا صحیح تعین ممکن نہیں۔خود علمائے یہود 18 مقامات پر کاتبوں کی عمداً تبدیلیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔توریت سینکڑوں سالوں میں 444ق م میں مدون ہوئی یہودی اصطلاح میں یہ پانچ کتب ہیں ان کے بعد انبیاء اور آخر میں تحریات زبور اقوال دانش کو پہلی صدی عیسوی میں اس میں شامل کیا گیا۔قرآن نے توریت کی تعریف کی اس میں موجود صداقتوں کو تسلیم کیا اور اس کے محرف و مبدل بیانات کی تصحیح کی درست باتوں کی جو اسلامی تعلیمات کے مطابق تھیں تصدیق کی اور ان کے مصدق و محافظ ہونے کا اعلان کیا۔یہود کو ان پر ایمان لانے کی دعوت دی قرآن توریت کا ان معنوں میں مصدق ہے کہ وہ اس میں موجود پیش گوئیوں کو سچا ثابت کرنے والا ہے۔قرآن کے مصدق ہونے کا محض یہ مفہوم نہیں کہ وہ تحریف شدہ اور عام انسانوں کی تصانیف کو درست قرار دیتا ہے اور اسے نور و رحمت کہتا ہے بلکہ اس سے نبوت محمدی کا اثبات مقصود ہے۔محض یہود کی محرف کتب کی تصدیق و شہادت مطلوب نہیں نبی کریمؐ کے ظہور کی بشارتیں جس طرح سابقہ صحف میں موجود تھیں اس کے عین مطابق آپ کی بعثت ہوئی اس لئے آپؐ کی وحی تورات کی بشارتوں کے عین مطابق ہے اور اس کی خبروں کو سچا ثابت کرتی ہے۔

قرآن تورات (اور انجیل) کی پیش گوئیوں کو پورا کر کے ان کی صداقت کی شہادت دیتا ہے اگر ان میں موجود ہر بات کا مصدق ہوتا تو ان کے باطل خیالات اور قصے کہانیوں کی تردید نہ کرتا۔ان کو ہدایت اور نور بھی اسی لئے کہا کہ ان میں بعض الہامی صداقتیں بکھری ہوئی ہیں جیسے سنگریزوں میں موتی۔

☆......☆

توریت پر ایک نوٹ

قرآن نے تورات کا 17 بار ذکر کیا ہے لیکن یہ نہیں کہا کہ حضرت موسیٰ کو توریت دی گئی کتاب موسیٰ صحف موسیٰ وغیرہ کا ذکر ہے احکام عشرہ کا بیان ہے لیکن جس وضاحت کے ساتھ نبیؐ کریم کو قرآن' حضرت داؤدؑ کو زبور اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل دینے کا ذکر ہے ویسے حضرت موسیٰ کو توریت دینے کا ذکر نہیں قرآن نے پہلی بار سرزمین عرب پر تورات کا ذکر کیا اس سے پہلے دور جاہلیت کی شاعری میں یہ نام یا توریت کا کوئی ذکر نہیں ملتا نہ ہی اس کا کوئی اقتباس کسی شعر جاہلیت میں مستعمل ہوا۔[9] لفظ توریت کا اصل ماخذ نہیں ملتا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے یہود نے اس لفظ کو مختلف انداز اور مفاہیم میں بیان کیا بائبل اور اسفار خمسہ کی پہلی کتاب پیدائش میں مذکور ہے کہ "اس (ابراہام) نے میری بات سنی اور میری نصیحت اور میرے حکموں اور قوانین و آئین پر عمل کیا (پیدائش 5:26) یہاں یہ لفظ Commandments, Statute & Law کے لئے استعمال ہوا ہے اس کے وسیع مفہوم میں اسرائیلی انبیاء (عموس ہوسیاہ یسعیاہ نبی وغیرہ) نے اس میں شریعت اور تہذیبی اخلاقی اور قانونی امور شامل کئے یہودی دو قسم کی تورات کو مانتے تھے ایک تحریری Torah Shebikav دوسری زبانی روایات کا مجموعہ Torah Shebead Peh (وحی غیر مکتوب) ان دونوں کے مجموعے کو وہ تورات کہتے ہیں پہلی صدی عیسوی میں ربیوں کے دو بڑے مکاتب فکر ہیلل (Hilell) اور شمائی (Shammai) اسی بات کے قائل تھے۔ کتاب عزرا اور نحمیہ میں ہے کہ "خدا کی شریعت پر جو بندہ خدا موسیٰ کی معرفت ملی پر چلیں اور یہواہ ہمارے خداوند کے تمام حکموں' فرمانوں اور آئین کو مانیں اور اس پر عمل کریں (نحمیہ 3:10) یونانی عہد (چوتھی صدی ق م۔ دوسری صدی ق م) میں توریت دو معنوں میں مستعمل تھی یعنی احکام عشرہ اور انبیاء کی تعلیمات اور قدیم اکابر کے دانشمندانہ اقوال حضرت موسیٰ کی شریعت سکندریہ کی یہود برادری کے پاس موجود تھی اس میں خدا کا اسرائیل سے عہد اور یہودی تاریخ سے متعلق تمام احکامات' رواج قوانین اور روایات بلکہ قاضیوں (Judges) بادشاہوں اور انبیاء کی سرگرمیاں شامل تھیں ان تمام امور کو وہ توریت کا حصہ سمجھتے تھے۔[10] یہ بھی وضاحت کر دی جائے کہ حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر جو دس احکامات (Ten Commandments) ملے ان کو شریعت کے مساوی اصول قرار دیا جاتا تھا جن کی تفصیل و تشریح پر دیگر قوانین مبنی تھے۔ ان احکامات کو یہودی ربی مقابلتاً زیادہ اہمیت نہ دیتے تھے کہ کہیں ان کو ہی ہر طرح کی اہمیت حاصل نہ ہو جائے۔

قرآن کہتا ہے توریت بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی 5/43 جس میں خدا کا حکم موجود تھا۔ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے نشان دیئے 2/87 اس مفہوم میں دیکھا جائے تو تورات صحف موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تک تمام کتب کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب موسیٰ اور تمام خدائی احکامات فرامین آئین و روایات پر مشتمل ہے اس پورے مجموعے کو توریت کہا گیا ہے صرف کتاب موسیٰ توریت نہیں۔ ہر اسرائیلی نبی پر وحی (کتاب) کا نزول ہوا اس کتاب کی روشنی میں انہوں نے خدائی احکامات پیش کئے اور اس لئے تورات میں پانچ کتب کے علاوہ تمام انبیاء کی کتب شامل ہیں جو شریعت کے متعلق ہیں۔

حواشی

1. Encyclopedia of Religion-1987--- Biblical Literature
2. عبیداللہ قدسی، تصورات عرب قبل اسلام۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ص 138-141
3. انسائیکلوپیڈیا آف اسلام۔ یہود، تورات وغیرہ
4. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ Prophecy
5. موریس بکائے، بائبل قرآن اور سائنس (مترجم ثناالحق صدیقی) 1983ء
6. مقدمہ ابن خلدون
7. Seltzer, Jewish Thought etc, pp80-82
8. قاری محمد طیب، آفتاب نبوت، ادارہ اسلامیات لاہور ص 108
9. عبیداللہ قدسی، حوالہ سابق
10. انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن۔ Torah اور انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس۔ بائبل، یہود

منتخب ماخذ

- Encyclopedia Of Religions and Ethics 1930
- Encyclopedia Of Religion, 1987
- Encyclopedia Of Islam Yahud - Taurat
- Shorter Encyclopedia Of Islam, Edit by H.A.R. Gibbs And J. H, Kramers, London 1953
- Dictionary Of Islam, Thomas Patrick Hughes, 1885,1968

Suggested Readings

☆ A.Katsh, Judaism And The Koran, NY, 1954

☆ T.H.Robinson, Prophecy And The Prophets, London 1923

☆ Joseph Blenkinsopp, Prophecy And Canon, University Of Notre Dam, 1977

☆ Louis Ginzberg, The Legends Of The Jews, 7 Vols, Phil, USA, 1908-1938

☆ The World of Islam Edited by James Kritzech and R. Bayly Winder, London, 1960

☆ J.M. Arnold, Islam, London, 1874

General Readings

- ☆ Paul Varo Martison, Islam - An Introduction for Christians, USA.
- ☆ H.M. Baagil MD, Christian-Muslim Dialouge, Revival of Islamic Heritage Society, Kuwait.
- ☆ Stanley Wood and Stephen Harding, The Life and Teaching of Christ, London, 1949.
- ☆ Sulaiman Shahid Mufassir, Jesus A Prophet of Islam, MSA, USA & Canada, 1980.
- ☆ Sh Muhammad Hafiz, The Search for Truth
  -A Muslims Response to Christian Criticism
  Inter Faith Publication, Islamabad 1979
- ☆ John Lewis, The Religion of the World Made Easy, Ny, 1968
- ☆ Dr. Abdul Hameed Qadri, Dimensions of Christianity, Dawah Academy, Islamabad.
- ☆ John Burton, The Collection of Quran, Cambridge Unversity Press, London, 1977.
- ☆ SZH, Christianity and Islam Compared, 3rd Edition, Karachi.
- ☆ R. Bosworth Smith, Muhammad and Muhammadanism, Sindh Sagar Acadamy, Lahore.
- ☆ James Kritzeck and R. Bayly Winder (Edit), The World of Islam London, 1960.
- ☆ William F. Campbell, The Quran and The Bible In The Light of History & Science.
- ☆ Maryam Jameelah, Islam vs Ahle-Kitab Past & Present.
- ☆ Christ and Christianity, Translation of Maulana Muhammad Idrees Kandhalvi's book, Ahsan-Ul-Hadith, Fi Ibtal-ul-Taslis, Karachi.
- ☆ Muhammad Faz-ul-Rehman Ansari, Islam & Christianity, In the Modern World, The World Federation of Islamic Missions Karachi, 1965.
- ☆ Ahmad Deedat, Christ In Islam, Islamic Propagation Centre, Dublin 1939.
- ☆ Dr. Gammal A Badawi, Muhammad's Prophethood, MSA, USA, 1973.
- ☆ Syed Amir Ali, THe Spirit of Islam, Lahore 1972.
- ☆ S. G Hodson The Venture of Islam Vol-I USA, 1974.
- ☆ Khawaja Kamal-ud-din, The Sources of Chistianity London, 1924.
  Islam & Christianity, London 1932.

☆ Khawaja Nazir Ahmad, Jesus In Heaven on Earth, Lahore, 1978.
☆ Mrs Ulfat Aziz-us-Samad, The Great Religions of The World, Lahore.
☆ Martin Buber, Two Types of Faith, London, 1951.
☆ Kamal Salibi, Conspiracy in Jerusalem, London, 1988.
☆ Yousaf Saleem Chishti, What is Christianity, Karachi

Articles:

- Fred Miller Prophecy In Judaism, Islamic Studies Quarterly Vol-XVII Spring 1978.
- Iftikhar Ahmad, Adon Yahweh, Islamic Education Lahore, Jan-Feb 1972.
- Wilfred Cantwell Smith, Similarities and Differences Between Christianity and Islam (The World of Islam Edit by J. Kritzech and R.B. Winder London, 1960)
- James Robson, Muhammadan Teaching About Jesus, The Moslim World, Vol-XXIX, 1937
- Did Jesus Really Exist? The Illustrated Weekly of India, 6-12 May 1984.
- Christianity in India, The Illustrated Weekly of India, 19-25 December 1982.
- The Way We Worship Now-Mary, Economist, 22 Ap 1985.
- Searching The Real Jesus, Newsweek 24 Dec 1979.
- The Search for Mary - Time 30 Dec 1991.
- Christ, Christianity & Islam, Dawn Karachi, 30-08-1991.

بائبل کے ارتقاء اور تدوین کی درپردہ داستان

تحریف اور متن میں تبدیلیوں کے شواہد

قدیم نسخوں اور تراجم کا تنقیدی مطالعہ

اسلام، عیسائیت اور یہودیت